Scanned by CamScanner

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے

چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں ہے زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے

ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھے بھی وہاں تمہارے لیے

از: امام اہل سنت، امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تاجدار اہل سنت، امام الفقہاء والمحدثین، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم

حضرت علامہ الشاہ **محمد مصطفےٰ رضا خاں** قادری برکاتی نوری

کا

سفر حج وزیارت

﴿**تصنیف**﴾

خلیفہ حضور مفتی اعظم

قاضی شرع مفتی **سید شاہد علی حسنی** نوری جمالی منظریؔ

شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ مرکزی درسگاہ اہلسنت الجامعۃ الاسلامیہ، گنج قدیم رامپور

(**اہتمام**)

ادارہ تحقیقات رضویہ جمالیہ

خانقاہ نوریہ جمالیہ کریمیہ، لال مسجد، رامپور، یو. پی، انڈیا۔

نام کتاب : مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت

تصنیف : قاضی شرع مفتی سید شاہد علی حسنی نوری جمالی منظری
شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ، گنج قدیم رامپور

تصحیح : مفتی محمد یونس رضا برکاتی مصباحی، الحاج حسیب احمد جمالی نوری۔

کمپوزنگ وڈیزائننگ : مولوی سید محمد ذبیح اللہ نوری شاہدی بنگلوری، محمد اطہر رضا رضوی

سنہ اشاعت : ۲۵ ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ/ ۳۰ ر دسمبر ۲۰۱۳ء بروز پیر
بموقع ۹۵ واں عرس اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ

صفحات : 224

تعداد : 1100

مطبع : مکتبہ نعیمیہ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔

ناشر : الحاج محمد ضیاء الدین محمد ابراہیم شیخ، باندرہ، ممبئی۔

قیمت :

ملنے کے پتے

(۱) مرکزی درسگاہ اہلسنت الجامعۃ الاسلامیہ، پرانا گنج، رامپور۔ فون: 0595-2325608 موبائل: 9837171808

(۲) مجلس جمال مصطفیٰ، خانقاہ نوریہ جمالیہ، لال مسجد، رامپور۔ فون: 0595-2326439 موبائل: 9528878806

(۳) برکاتی بک ڈپو، اسلامیہ مارکیٹ، نومحلہ مسجد، بریلی شریف۔ موبائل: 9412605880

(۴) برکات رضا ٹرسٹ، جوگیشوری ایسٹ، ممبئی۔ موبائل: 09221462276

(۵) انجمن قادریہ، کھارڈانڈا، ممبئی۔ موبائل: 09870511513

(۶) مکتبہ نعیمیہ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔ 09810044258

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زباں پر بارالٰہ یہ کس کا نام آیا

کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

نذر عقیدت

خاتم اکابر ہند، سلالۂ خانوادۂ برکات، سراج السالکین، نور العارفین، حضرت سید شاہ

ابوالحسین احمد نوری

معروف بہ نوری میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کے نام جو

اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت **امام احمد رضا** قادری برکاتی نوری فاضل بریلوی

کے استاذ، مربی اور مرشد اجازت ہیں جن کی عظمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے کہا تھا:

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین

سدرہ سے پوچھو رفعتِ بام ابوالحسین

اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم مولانا **محمد مصطفےٰ رضا** قادری برکاتی نوری بریلوی

قدس سرہٗ کے پیر ومرشد، شیخ طریقت، رہبر ورہنما ہیں۔ جن کی نسبت پر فخر کرتے ہوئے

دعائیہ طور پر مفتی اعظم نے کہا تھا۔

فقط نسبت کا جیسے ہوں حقیقی نوری ہو جاؤں

مجھے جو دیکھے کہہ اٹھے میاں! نوری میاں تم ہو

فقیر نوری **سید شاہد علی** حسنی قادری

برکاتی رضوی جمالی کریمی غفرلہ والوالدیہ واحبابہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو چشم و چراغ خاندان رضا، حضرت حجۃ الاسلام کے پوتے، جانشین مفتی اعظم، حضرت جیلانی میاں کے نور نظر لخت جگر، جامع علوم وفنون، حاوی فروع واصول، افقہ الفقہاء، اعلم العلماء، قاضی القضاۃ فی الہند، فقیہ اسلام، تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی **محمد اختر رضا خاں** قادری ازہری دامت برکاتھم القدسیہ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ بانی مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف، اپنے پیر مجاز، مربی طریقت، استاذ معظم، سیدی وسندی، ماوائی وملجائی وذخری لیومی وغدی کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں۔ ع

جانشین رضا شاہ اختر رضا
فخر اہل سنن شاہ اختر رضا
ان کا سایہ سروں پر رہے دائما
ان کی نورانی صورت پر لاکھوں سلام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقیر نوری

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت الشاہ

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی قدس سرہٗ

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے ☆ جس پر نثار جان فلاح وظفر کی ہے

گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے ☆ ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے ☆ حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں یوں ہی سنا کئے ☆ ہر بار دی وہ امن کہ غیرت حضر کی ہے

ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے ☆ یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

من زار تربتی وجبت لہ شفاعتی ☆ ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے ☆ اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا ☆ پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل ☆ روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل وبنا کعبہ ومنیٰ ☆ لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ☆ اصل الاُصول بندگی اس تاجور کی ہے

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ ☆ پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے ☆ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

یارب رضاؔ نہ احمد پارینہ ہو کے جائے ☆ یہ بارگاہ تیرے حبیب ابر کی ہے

آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضاؔ
مشتاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

(حدائق بخشش، ص۸۹-۹۰، مطبوعہ دہلی)

نعت

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت الشاہ

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی قدس سرہٗ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو ☆ کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت ☆ اب مدینہ کو چلو صبح دلآرا دیکھو

آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں ☆ آؤ جود شہِ کونین کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے ☆ ابرِ رحمت کا یہاں روز برسنا دیکھو

مثل پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد ☆ اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ ☆ قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا ☆ یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اولیں خانہ حق کی تو ضیائیں دیکھیں ☆ آخریں بیتِ نبی کا بھی تجلّا دیکھو

زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ ☆ جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

عرض حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحجاج ☆ آؤ اب دادرسیِ شہ طیبہ دیکھو

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت ☆ جوش رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

جمعۂ مکہ تھا عید اہل عبادت کے لئے ☆ مجرمو آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو

ملتزم سے گلے لگ کے نکالے ارماں ☆ ادب وشوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں ☆ دل خونناِبہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا

میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

(حدائق بخشش، ص۵۸-۵۹، مطبوعہ دہلی)

نعت

از: سراج الفقہاء، استاذ العلماء

حضرت علامہ مولانا شاہ سید محمد سلامت اللہ نقشبندی رامپوری نوراللہ مرقدہٗ

شیخ الحدیث و مفتی اعظم مدرسہ ارشاد العلوم کھاری کنواں رامپور شریف

ممتحن جامعہ رضویہ "منظر اسلام" رضانگر سوداگراں بریلی شریف

جو دل ہو تو ہو جستجوئے محمد

جو آنکھیں ہوں تو شوقِ روئے محمد

دہن ہو تو ہوئے حدیثوں کا چرچا ☆ زباں ہو تو ہو گفتگوئے محمد

جو ہو ہاتھ تو ہو روضے کی جالیوں میں ☆ نظر ہو تو ہو صرف سوئے محمد

جو پا ہو تو ہوئے مدینے کا رستہ ☆ جو سر ہو تو ہو سمت کوئے محمد

خدا حشر میں پوچھے یاں کیوں تو آیا ☆ کہوں گا لائی ہے جستجوئے محمد

تمنا ہے دل میں کہ اس آستاں کے ☆ جنازہ ہو تو روبہ روئے محمد

معظم مکرم تو سب انبیاء ہیں ☆ کسی میں بھی ہے آبروئے محمد

عقیدہ تو اپنا یہی بوذ کا ہے

جو روئے خدا ہے وہ روئے محمد

(روداد الجامعۃ الاسلامیہ ۱۹۸۵ء)

تقریظات وتأثرات

شرف قبولیت از حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

دعائیہ کلمات از حضرت سبحانی میاں مدظلہ العالی

قابل مبارکباد ہیں....... مفتی یونس رضا مونسؔ

یہ عظیم کارنامہ..... مولانا محمد عاقل رضوی

تاریخی شواہد.. مولانا شہاب الدین رضوی

پہلی نادر تحقیق... ڈاکٹر محمود حسین بریلوی

جمال وجلال... سید محمد ذبیح اللہ نوری

پیش لفظ.... فقیر نوریؔ

حالات... مولانا حبیب النبی

شرف قبولیت

مربی مجازی، استاذ نا المعظم، قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین مفتی اعظم، تاج الشریعہ، فخر ازہر

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی **محمد اختر رضا خاں قادری ازہری** دامت برکاتہم القدسیہ

بانی سرپرست اعلیٰ جامعۃ الرضا و مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جدی الکریم تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ کی سیرت مبارکہ پر محبّ گرامی مولانا مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی زید مجدہ نے کتاب تحریر کی ہے جس کا ایک حصہ بنام ''مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت'' ہے ماشاء اللہ بہت خوب ہے۔ سوانح مفتی اعظم میں قابل قدر اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ مکمل کتاب ''سیرت مفتی اعظم'' جلد از جلد مکمل کر کے شائع کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور غیب سے وسائل عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دستخط

(فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ)

۸/صفر المظفر ۱۴۳۵ھ/۱۲/دسمبر ۲۰۱۳ء

بروز جمعرات

دعائیہ کلمات

مخدومنا المکرّم، نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادہ حضور ریحان ملت

حضرت علامہ الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں** دامت برکاتہم القدسیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ، مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام ومدیر اعلیٰ ماہنامہ اعلیٰ حضرت، رضا نگر بریلی شریف

حامداً مصلیاً ومسلماً!

عزیز القدر مولانا محمد سلیم بریلوی (استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف) نے میرے جد کریم سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر حج وزیارت کی تفصیلات پر مشتمل خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت مفتی سید شاہد علی حسنی نوری منظری شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور کی تحریر کردہ کتاب دکھائی۔ جگہ جگہ سے اس کے چند اقتباسات کا مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ اپنے عنوان کے اعتبار سے کتاب لائق استفادہ اور سوانح مفتی اعظم ہند میں ایک اہم اضافہ ہے۔ حضرت مرتب موصوف زید مجدہ اپنے مرشد گرامی کے حالات زندگی پر وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی تحریر منظر عام پر لاتے ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبول، مرتب موصوف کو عمر خضر اور تصنیفی وتالیفی میدان میں مزید ہمت، جذبہ اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

دستخط

(فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہٗ)

سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

۶ رصفر المظفر ۱۴۳۵ھ/ ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۳ء بروز منگل

موصوف پوری جماعت کی طرف سے قابل مبارکباد ہیں

علامہ مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی، نائب صدر المدرسین
جامعۃ الرضا، مرکز نگر، متھرا پور، سی. بی. گنج، وایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

علم وفضل، حزم واتقا، زہدوورع، حق گوئی وبے باکی، ایثار وبے نفسی، عبادت وریاضت، نفاست وطہارت سے مستعار ذات گرامی وقار کو دنیائے علم وفن تاجدار اہل سنت، امام الفقہاء، رأس الاتقیاء، شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی شاہ آل رحمٰن مصطفےٰ رضا قادری نوری قدس سرہٗ العزیز سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

ماضی قریب میں سیدنا مفتی اعظم قدس سرہٗ کی ذات پر ان گنت مضامین ومقالات معرض وجود میں آئے، سوانح عمری پر مشتمل کتابیں بھی منظر عام پر آئیں لیکن آپ کی زندگی ایسی نمونہ اسلاف تھی کہ ان کے ہر گوشے پر تحقیقی ومعیاری انداز میں کام کرنا دانشوران قوم وملت کے ذمہ ادھار ہے۔ الحمدللہ اس طرف پیش رفت ہو چکی ہے اور مختلف الجہات کمالات والی ذات پر کالجز، یونیورسٹی عالمگیر پیمانے پر محققین واسکالرز ریسرچ کر رہے ہیں۔

سرکار سیدنا مفتی اعظم کی ذات پر تحقیقی انداز میں کئی مضامین خلیفہ مفتی اعظم، فاضل علوم جدیدہ وقدیمہ، ماہر رضویات ونوریات، سرمایہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی سید شاہ شاہد علی حسنی نوری مدظلہ العالی بانی وشیخ الحدیث مرکزی درس گاہ اہل سنت جامعہ اسلامیہ رامپور قلم بند فرما چکے ہیں اور ارباب علم ودانش سے خراج وصول چکے ہیں اور نوریات کے حوالے سے موصوف بڑے معتبر ثابت ہو چکے ہیں۔ نوریات پر کئی اہم تحریریں آپ کی شائع ہو چکی ہیں۔

زیر نظر تصنیف ''حضور مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت'' اسی سلسلہ نوری کی اہم کڑی ہے۔ مفتی صاحب کی اس تصنیف کو بعض مقامات سے دیکھا ماشاء اللہ خوب سے خوب تر ہے۔ آپ نے بڑی معیاری انداز میں مرتب فرما کر دنیائے سنیت پر احسان فرمایا ہے۔ موصوف پوری جماعت کی طرف سے قابل مبارکباد ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب علیہ السلام کے صدقے مفتی صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور دنیائے سنیت کو جوتوقع آپ کی ذات سے وابستہ ہے اسے پورا فرمانے کی ہمت وقوت عطا فرمائے۔ آمین۔

موصوف کئی اہم خوبیوں کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ کسی فاضل کو توفیق بخشے کہ وہ موصوف پر معیاری انداز میں کام کر کے نسل نو کے لئے پلیٹ فارم تیار کردے تاکہ نسل نو اسلاف کی خدمات کو اعتراف کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلے۔ موصوف اسلاف کرام کے پرتو اور مسلک اعلیٰ حضرت کے بیباک اور سچے ترجمان ونقیب ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اہل سنت پر تادیران کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ قائم رکھے۔ آمین۔

بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقط دعا جو

محمد یونس رضا مونس اویسی غفرلہٗ
خادم العلم الشریف
جامعۃ الرضا، بریلی شریف
۷؍صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت

یہ عظیم کارنامہ نوجوان علماء اہل سنت کے لئے مشعلِ راہ ہے

فاضل علوم نقلیہ وعقلیہ **حضرت علامہ محمد عاقل رضوی** مدظلہ العالی

صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام، سوداگران بریلی شریف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، استاذ العلماء شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج سید شاہد علی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ بانی الجامعۃ الاسلامیہ وقاضی شرع، ضلع رامپور اپنی گوناگوں خصوصیات وہمہ گیر شخصیت کی وجہ سے علماء اہلسنت کے مابین امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ طویل تدریسی خدمات کے نتیجہ میں سینکڑوں علماء کے استاذ اور قلمی خدمات کے نتیجہ میں درجنوں کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی قلمی خدمات کا محور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت ہے۔ علاقائی سطح پر دینی ومسلکی ہمہ گیر خدمات کی بنیاد پر آپ کی شخصیت تاریخ ساز ہے۔ بہت سی دینی تنظیموں کے صدر، مختلف اداروں کے سرپرست ہیں۔ علم وعمل کی وسعت، اخلاص وللٰہیت کا فیض ہے کہ آپ ہر علمی مجلس میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ قطب عالم، تاجدار اہلسنت، سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے افکار وکارنامے اور سیرت کے مختلف گوشوں پر مشتمل ایک تفصیلی سوانح حضور مفتی اعظم ہند بنام ''سیرت مفتی اعظم'' آپ کی زیر ترتیب ہے جس کا ایک روشن گوشہ ''مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت'' ہے۔

کہنے کو تو یہ ایک مخصوص عنوان ہے لیکن اس عنوان کے تحت بھی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات کے مختلف تابناک گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے جو فاضل مصنف کی

کثرت مطالعہ، وسعت فکر ونظر کی روشن دلیل ہے یقیناً یہ کتاب حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے متعلق قارئین کی معلومات میں گراں قدر اضافہ کا باعث ہوگی۔ مختلف امراض وعوائق کے باوجود تدریسی وتنظیمی خدمات کے ساتھ حضرت کی قلمی خدمات کا یہ عظیم کارنامہ ان نوجوان علماء اہل سنت کے لئے مشعلِ راہ ہے جو عصری، ملّی تقاضوں سے واقف ہونے کے باوجود اپنی خدمات کا دائرہ محدود رکھتے ہیں حالانکہ عصر حاضر میں علماء اہل سنت کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مختلف جہتوں سے مؤثر انداز میں مثبت کام کرنے کی جو اہمیت وعظمت، افادیت وضرورت ہے وہ کسی پر مخفی نہیں افتراق وانتشار کے اس ماحول میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے نوجوان علماء صالح فکر ونظر، پاکیزہ جذبات کے ساتھ میدان عمل میں اتریں اور مذہب اہل سنت، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کریں۔ اور اپنے اکابر کے نقوشِ قدم پر قائم رہ کر فروغ اہلسنت کی ایسی راہیں ہموار کریں جو آنے والی نسل کے لئے سامان ہدایت ہو۔

اللہ رب العزت جل جلالہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل حضرت سید صاحب قبلہ کو صحت وسلامتی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے اور آپ کی دینی وملی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر فرمائے اور نوجوان علمائے اہل سنت میں پاکیزہ فکر ونظر کے ساتھ دینی خدمات کا عظیم حوصلہ مرحمت فرمائے اور مصنف کی تازہ ترین تصنیف ''مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت'' کو قبول عام کا اعزاز بخشے آمین۔

بجاہِ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

بندۂ اثیم

محمد عاقل رضوی غفرلہٗ

صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام، سوداگران بریلی شریف۔

۸؍صفر المظفر ۱۴۳۵ھ/۱۲؍دسمبر ۲۰۱۳ء بروز جمعرات

سیرت مفتی اعظم

میں تاریخی شواہد ودلائل اور روایت ودرایت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

مؤرخ بریلی، ادیب شہیر مولانا **محمد شہاب الدین** قادری رضوی، بہرائچی
قومی جنرل سکریٹری آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ وسابق مدیر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف۔

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری بریلوی قدس سرہٗ کی بین الاقوامی عبقری شخصیت پر بہت لوگوں نے اپنے اپنے انداز میں لکھا ہے مگر محقق عصر، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی نوری محدث رامپوری (خلیفہ وتلمیذ حضور مفتی اعظم) نے جس تحقیقی، تعمیری، تاریخی اور تخریجی انداز میں کئی ہزار صفحات تحریر کئے ہیں وہ اپنے آپ میں ایک زندہ کرامت اور مرشد برحق کا کامل تصرف ہے۔ متعدد حوادثات زمانہ کا شکار رہ کر مسلسل شدید بیماریوں کے درمیان بھی "سیرت مفتی اعظم" کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کتاب میں تمام گوشوں اور پہلوؤں پر تفصیل سے تاریخی شواہد ودلائل اور روایت ودرایت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ مذہبی دینی خدمات اور سیاسی وسماجی کارناموں، اشاعت اسلام وسنیت اور تعاقبات دشمنان اسلام کے وہ تشنہ وگم نام جہتوں کو متعارف کرایا گیا ہے جو ابھی تک اہل علم ودانش اور تذکرہ نویسوں سے اوجھل تھے۔

اسی "سیرت مفتی اعظم" کے ایک باب کا نام "**مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت**" ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی محدث رامپوری مدظلہ العالی کو شفائے عاجلہ کاملہ کے ساتھ صحت وسلامتی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سگ در آستانہ رضویہ

محمد شہاب الدین رضوی غفرلہٗ

قومی جنرل سکریٹری آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ سوداگراں بریلی شریف

مفتی اعظم کا سفر حج و زیارت

اس عنوان پر استاذ العلماء کی پہلی نادر تحقیق ہے۔

محقق عصر حضرت علامہ **ڈاکٹر محمود حسین** بریلوی رضوی نوری
صدر شعبۂ عربی و کوآرڈینیٹر شعبۂ ڈپلوما ان ماڈرن عربک، بریلی کالج، روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی (یو. پی)۔

تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمۃ والرضوان اس خانوادہ (رضویہ) کے نیر تاباں تھے جو عشق رسول میں ممتاز و منفرد تھا۔ آپ خلوص وللٰہیت، زہد وتقویٰ، فقر وغنا، جود وسخا، حلم و بردباری، احسان وایثار، طہارت و پاکیزگی، ضبط وتحمل، صبر ورضا اور ایمان وایقان کے عدیم المثال پیکر تھے اور تصلب فی الدین میں ان کی حیثیت نمایاں تھی۔

جو لوگ آپ کے نورِ علم سے مستنیر ہوئے اور ان کی کتب ورسائل کی روشنی میں ان کی عبقری شخصیت کو پڑھا اور سمجھا اور اس افہام وتفہیم میں اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ وقف کر دیا ایسے لوگوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ کچھ لوگ تو حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز کی شخصیت کو مقصودِ زندگی سمجھ کر پڑھتے پڑھاتے ہیں انہوں نے جو کچھ ان کی شخصیت کو سمجھا ہے اس کو انہوں نے اپنے افکار وخیالات کا درجہ دیکر صفحۂ قرطاس کی زینت بنائی ہے اور بڑی اہم مبسوط کتابیں لکھ کر مفتی اعظم قدس سرہٗ سے محبت والفت کا حق ادا کر دیا ہے۔ مولانا شہاب الدین رضوی (سکریٹری جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف) کی مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، سکریٹری موصوف کی ہی ''مفتی اعظم کے سیاسی افکار'' اور ''مفتی اعظم کے ماہ وسال''، مفتی مطیع الرحمٰن کی ''مفتی اعظم، مفتی اعظم کیوں؟'' ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کی ''مفتی اعظم ہند'' عطاء المصطفیٰ کی ''بریلی کا تاجدار''، علامہ قمر الزماں اعظمی کی ''ذکر حضور مفتی اعظم ہند''، مفتی محمد شریف الحق امجدی کی ''مفتی اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں''، کے علاوہ

مفتی اعظم نمبر، ماہنامہ اعلیٰ حضرت ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء، مفتی اعظم نمبر حجاز جدید ۱۹۹۰ء، مفتی اعظم نمبر، رفاقت پٹنہ ۱۹۸۱ء، مفتی اعظم نمبر ہفت روزہ کلام مشرق کانپور ۱۹۷۸ء، مفتی اعظم نمبر دامن مصطفیٰ ۱۹۹۰ء وغیرہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی حیات وخدمات پر مشتمل وہ دستاویزات ہیں جن کی اہمیت ارباب علم ودانش میں مسلم ہے اس کے علاوہ اس پر بھی ایک اندازہ کے مطابق چھوٹی بڑی پچاس کتابیں اور سو علمی وتحقیقی مقالات ہیں جسے مصنفین نے موصوف کے مختلف گوشوں پر خامہ فرسائی کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔

مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ پر تحقیق کا سلسلہ ادھر کچھ سالوں سے بڑے پیمانے پر ہونا شروع ہو گیا ہے، برصغیر پاک وہند میں ان کی جلیل القدر شخصیت پر کام کیا جا رہا ہے اور ان سے متعلق اکیڈمیاں اور تحقیقی مراکز معرض وجود میں آچکے ہیں، ہندو پاک میں چند سالوں میں بہت کچھ لوگوں نے خامہ فرسائی کی ہے لیکن مؤخر الذکر کی عالمگیر شخصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ابھی بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔آپ پر تحقیق کا سلسلہ اپنی آب وتاب کے ساتھ جاری ہے کچھ لوگوں نے تو ان کی زندگی کے بعض گوشے کو عنوانِ تحقیق کے طور پر منتخب کیا اور شبانہ روز جدوجہد کر کے اپنے محققانہ افکار کو کتابی شکل دے سکے ایسے لوگوں میں خاص طور سے خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند راقم الحروف کے قابل فخر استاذ ذی وقار علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی نوری منظری (شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور) کا نام لیا جا سکتا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ علامہ موصوف نے اپنے مرشد اعلیٰ کے ''سفر حج وزیارت'' کے اہم موضوع کی طرف توجہ فرمائی اور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ سے متعلق تاجدار اہلسنت، امام الفقہاء، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری کا سفر حج وزیات'' کے نام سے ایک جامع اور تحقیقی کتاب مرتب کر دی۔ استاذ العلماء چونکہ دنیائے علم وتحقیق کے مشہور ومعروف قلمکار ہیں بے شمار علمی وتحقیقی کتابوں کے

مصنف و مؤلف ہونے کے ساتھ ساتھ مستند مفتی اور شہرۂ آفاق خطیب و مدرس ہیں، آپ نے تحقیق سے اپنے پیر و مرشد کے سفر حج و زیارت سے متعلق نادر و نایاب معلومات کو دل نشین انداز میں حسن ترتیب کے ساتھ یکجا کر دیا ہے، یوں تو بڑے بڑے محققین نے اس موضوع پر جو بھی کام کیا وہ بس برائے نام ہی ہے۔ اس موضوع پر دعویٰ کئی صاحبان نے کیا کہ ان کے پاس حضور مفتی اعظم ہند کے اس اہم موضوع پر تحقیقی مواد ہے لیکن ان کی کوئی تحقیق اب تک سامنے نہیں آئی۔

زیر نظر کتاب "مفتی اعظم کا سفر حج و زیارت" اس عنوان پر استاذ العلماء کی پہلی نادر تحقیق ہے، یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند سے متعلق مختلف موضوعات پر بہت کچھ لکھا گیا مگر سفر حج و زیارت سے متعلق باضابطہ کوئی کتاب قلمبند نہیں ہوئی۔ الگ الگ موضوعات پر مختصر اور کہیں قدرے تفصیل سے سفر حج و زیارت سے متعلق حالات لکھے گئے ہیں۔

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی نے سفر حج و زیارت کے موضوع کو منتخب فرما کر مفتی اعظم ہند پر ریسرچ کرنے والوں کے لئے ایک نئی راہ ہموار کی ہے، خصوصاً آپ کے تینوں حج بیت اللہ میں مکہ معظمہ میں قیام، مکہ مکرمہ میں مجالسِ علمی و ادبی کا انعقاد، والد ماجد اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی طرح علماء حرمین شریفین کو اجازت و خلافت، جدہ (سعودیہ عربیہ) میں پر جوش استقبال، ناسک میں شاندار استقبال، حضرت سید عبد المعبود جیلانی کی زیارت، مکہ مکرمہ میں اکابرین ملت سے ملاقات، اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارتیں وغیرہ موضوعات پر خامہ فرسائی فرما کر علم و فضل کے آفتاب کی تابانیوں کو مستنیر کیا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کے تینوں اسفار کی مدلل تحقیق بعنوان "مفتی اعظم کا سفر حج و زیارت" کو پیش کرنے اور موصوف کی حرمین شریفین میں علماء مکہ و مدینہ و دیگر بلاد عربیہ کے سرخیل مفتیانِ عظام کو اجازت و خلافت اور علمی و ادبی خدمات کو اس عہد میں پہلی بار متعارف

کرانے کا سہرا آپ کے خلیفہ حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی رامپور کے سر جاتا ہے۔

علامہ موصوف نے اس موضوع پر مواد و مآخذ کو کس طرح جمع کیا اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ اتنا مسلم ہے کہ دور جدید میں منتشر مواد کو یکجا کرنا اور علم کے تابدار موتیوں کو پوشیدہ تہہ خانوں سے پر کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں، لیکن استاذ العلماء نے کئی کئی آپریشن، قلب کی شدید بیماری، درس و تدریس کی مصروفیت، تصنیف و تالیف میں انہماک، رشد و ہدایت اور فتویٰ نویسی کی مشغولیت، ملک و بیرون ممالک میں اسلام کی نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ ہمت نہ ہاری اور جانفشانی، تندھی سے تمام ضروری مواد و مآخذ اور دستاویزات اکٹھے کئے اور نامساعد حالات میں ایک عمدہ تحقیقی مقالہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ استاذ العلماء کو مذکورہ موضوع پر کام کرنے کے اعتبار سے اولیت حاصل ہے امید ہے کہ یہ مقالہ قارئین کو پسند آئے گا رب اکبر اس مقالہ کو شرف قبول عطا فرمائے اور مصنف موصوف کو بہترین جزائے خیر اور اجر جزیل عطا فرمائے آمین آمین!!

بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

ڈاکٹر محمود حسین بریلوی

صدر شعبۂ عربی و کوارڈینیٹر شعبۂ ڈپلوما ان ماڈرن عربک،

بریلی کالج، روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی۔ (یو. پی)۔

۸ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ/۱۲ر دسمبر ۲۰۱۳ء بروز جمعرات

یہ کتاب صاحب تذکرہ کے جمال وجلال کی کیفیات کا روشن بیان ہے

مولوی سید محمد ذبیح اللہ نوری شاہدی بنگلوری، متعلم درجہ تخصص آخر و معین المدرس جامعہ

زیر نظر کتاب ''مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت'' دراصل ''سیرت مفتی اعظم'' کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے جس کو استاذی الکریم، مربی مجازی، خلیفہ حضور مفتی اعظم، قاضی شرع ومفتی اعظم ضلع رامپور، محقق عصر حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج سید شاہد علی حسنی، نوری رضوی جمالی کریمی، شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ مرکزی درسگاہ اہلسنت الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم، رامپور نے پچیس سال کی شب وروز کی محنت شاقہ، جستجوئے صادقہ کے بعد تصنیف کیا ہے۔ اس کتاب کی تدوین میں کچھ حوالے دوسری کتب معتبرہ سے لئے ہیں۔ کچھ اصل مکتوبات مفتی اعظم اور کچھ چشم دید گواہوں سے منضبط کر کے اس کو ضبط تحریر کیا ہے، مصدقہ روایات اور مشہور حکایات کو ہی حقائق کی کسوٹی پر پرکھ کر کتاب کی زینت بنایا ہے۔ اس حقیقت کے شواہد آپ کو اس کتاب میں ملیں گے۔ بے بنیاد روایتوں سے گریز کیا ہے۔ جو حکایت جہاں سے حاصل کی دیانت داری کے ساتھ اس کا حوالہ بھی دیدیا ہے۔

بقول مصنف موصوف اس کتاب کی تصنیف کا اصل مقصد تو خود ان کا اپنی تالیف قلبی ہے۔ ان کو اپنے شیخ محترم، تاجدار اہلسنت، حضور مفتی اعظم نور اللہ مرقدہٗ سے جو قلبی لگاؤ، والہانہ عشق اور حسن عقیدت ہے وہ جذبہ ہمیشہ اُکساتا رہتا ہے کہ اپنے پیر کی باتیں کی جائیں، ان کے محاسن کو، ان کے شب وروز کو دنیا والوں کے سامنے لایا جائے تاکہ لوگ ہدایت پائیں، ایک صالح اور مذہبی معاشرہ کی تشکیل ہو سکے۔ آج جو مسلم معاشرے میں نئے نئے خود ساختہ فرقوں نے بے دینی پھیلائی ہے اس کا صد باب ہو سکے۔

دوسرا مقصد ہے اکابر علماء کرام، مشائخ عظام اور خصوصاً خانوادۂ رضویہ کی صحیح تاریخ اور مستند تذکرے کی جمع وترتیب جو وقت کی اہم ضرورت بھی ہے۔

یہ کتاب صاحب تذکرہ کے جمال وجلال کی کیفیات کا روشن بیان بھی ہے۔ حضرت

حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ رقم طراز ہیں:

''حضرت مفتی اعظم ہند اپنے عہد میں پوری دنیائے سنیت کے صرف قاضی القضاۃ ہی نہ تھے بلکہ روحانی شہنشاہ تھے۔ان کا جلوہ دنیا نے اس وقت دیکھا جبکہ وہ حج وزیارت کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے۔''

یہ مختصر سا تذکرہ ہے مگر علم وحکمت کے خزانے اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔جس میں ایسے ایسے نادر شواہد یکجا کردیئے گئے ہیں جن سے،اب تک دنیائے سنیت ناواقف تھی۔قاری کے لئے اس میں ایسے ایسے نوادرات موجود ہیں جو ہدایت کا سرچشمہ اور حیات وممات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مشعل راہ ہیں اور جادۂ عمل پر گامزن ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔حضور مفتی اعظم کو اہل مدینہ سے کس قدر پیار تھا ملاحظہ کریں:

''زیارت احد کے بعد مسجد قبلتین میں نماز ظہر ادا کی،وہاں چند نادار بچے حضرت سے چمٹ گئے،حضرت نے ان سے پیار کیا اور پیسے دیئے۔کسی پاکستانی نے اس وقت یہ کہہ دیا بھگاؤ ان بچوں کو،اس پر حضرت بہت ناراض ہوئے اور فرمایا:انہیں کا کھاتے ہوان ہی پر بگڑتے ہو۔''

میرا وجدان یہ کہتا ہیکہ ''سیرت مفتی اعظم'' جب منظر عام پر جلوہ نما ہوگی تو اسے دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جائیں گے۔غرضکہ مصنف موصوف نے اس کتاب کی تدوین وترتیب اور تالیف وتزئین میں اپنی عمر کا قیمتی وقت صرف کردیا ہے گویا ''یہ ان کا سرمایۂ حیات ہے''۔اپنے شیخ محترم سے ان کا جذبۂ محبت قابل صد ستائش ہے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے صدقے میں ان کی اس کوشش کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور موصوف کی صحت وعافیت کے ساتھ ذریعہ نجات ومغفرت بنائے اور ہمارے لئے بھی ذریعہ نجات اور ''سامان بخشش'' بنائے۔آمین

سگ درگاہ جیلاں سید محمد ذبیح اللہ نوری شاہدی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ وصحبہ وحزبہ وعلماء ملتہ وشہداء محبتہ اجمعین ٥

فقیر نوری غفرلہٗ ''سیرت مفتی اعظم'' پر تقریباً ۲۵ سال سے کام کر رہا ہے اور روز بروز اس کام میں وسعت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ ''سیرت مفتی اعظم'' تقریباً تین ہزار (۳۰۰۰) صفحات پر تیار ہو چکی ہے کچھ مسلسل حوادثات اور اپنے سینے کے پانچ آپریشنوں کی وجہ سے وہ اب تک شائع نہ ہو سکی اگر چہ اسی کا کچھ حصہ ''حیات مفتی اعظم'' کے عنوان سے ۱۹۹۰ء میں ہندوستان و پاکستان سے چھپ چکا ہے۔ اسی کا ایک باب ''حضرت مفتی اعظم اور رضوی دارالافتاء'' کے نام سے مختلف رسائل میں متعدد بار چھپ چکا ہے۔ اسی کا ایک باب ''عرفان مفتی اعظم'' کے نام سے، ایک باب ''حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء ومشائخ'' کے نام سے ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء میں چھپ چکا ہے۔ اور اب اسی کا ایک باب ''مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت'' کے عنوان سے، ایک باب ''مکتوبات مفتی اعظم'' کے نام سے اور ایک باب ''الجازات النوریة لعلماء الحجاز والهند وباكستان وسوڈان وسوريه'' کے نام سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر عرس رضوی ۲۵ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ/ ۳۰ر دسمبر ۲۰۱۳ء کے موقع پر منظر عام پر آ رہا ہے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کا ایک در نایاب ''القنابل الذرية على الكوشانات والضرائب النجديه'' کمپوز ہو کر ترجمہ، تخریج اور ترتیب جدید کے ساتھ تیار ہو کر تشنۂ طباعت ہے اور حضرت مفتی اعظم کے کسی عاشق صادق کے ایثار کا

منتظر ہے جو زیور طباعت سے آراستہ کر کے جلد منظر عام پر لائے اور اہل علم کو اس سے استفادہ کے مواقع نصیب کرے۔ ویسے یہ پورا رسالہ اصلاً ''سیرت مفتی اعظم'' کا مستقل ایک باب ہے جو اس میں بعد طباعت قارئین کی نظر نواز ہو کر چشم بصیرت کے لئے نور بخش بریلی کا سرمہ ثابت ہوگا۔

میں ایک کم علم، قلیل المطالعہ اور بے حد مصروف انسان ہوں، درس و تدریس تقریباً چالیس (۴۰) سال سے میرا محبوب مشغلہ اور روحانی غذا ہے۔ مجھے اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا بھرپور احساس ہے مگر اس سب کے باوجود اولیاء کرام، مشائخ عظام، اکابر علمائے اہلسنت و جماعت اور خصوصاً خانوادۂ رضویہ کی صحیح تاریخ اور مستند تذکرے کی جمع و ترتیب وقت کی اہم ضرورت اور میری دیرینہ تمنا اور آرزو ہے۔

میرا مقصود و مطلوب اپنے مرشد و مربی، کنزی و ذخری لیومی و غدی کے صحیح حالات کی جمع و ترتیب اور اشاعت ہے۔ فقیر نوری کو نہ کسی سنی صحیح العقیدہ سے معاصرانہ چشمک، نہ بغض و عناد و حسد، نہ کبر و نخوت، نہ تعلّی و برتری اور نہ ہی مزید کسی اختلاف و انتشار پیدا کرنے کی غرض۔ بحمدہٖ تعالیٰ میں مذہب اہلسنت، مسلک رضا کا مبلغ، ناشر، ترجمان، حتی المقدور داعی اور ادنیٰ خادم ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مرشدین کے فیض سے رہوں گا۔ حق کہنے اور لکھنے میں نہ کل کسی قد آور شخصیت کی رعایت کی اور نہ آج کروں گا۔ اپنے بزرگوں کا ادب و احترام کل بھی ملحوظ رکھا اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ملحوظ رہے گا۔

مفتی اعظم کا سفر حج و زیارت کے مواد کی جمع و ترتیب، حواشی اور کمپوزنگ سے مزین ہو کر میرے جن بزرگوں، مخدوموں اور احباب و رفقاء نے مطالعہ فرمانے اور پڑھنے کے بعد جن قیمتی اور زرّیں مشوروں سے نوازا، دعائیہ کلمات مبارکہ، تأثرات قلبی اور تقریظات لکھ کر کتاب کی وقعت و عظمت، اعتبار و اعتماد اور استناد کو بڑھایا میں ان سب کا قلب کی گہرائیوں سے شکر گذار ہوں۔

نظر ثانی اور تصحیح کے کام میں مخلص محترم فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی محمد یونس رضا مصباحی برکاتی رضوی مدرس دارالعلوم گلشن بغداد رامپور اور مخلص گرامی وقار جناب الحاج حسیب احمد نوری جماعتی جمالی رکن مجلس انتظامی جامعہ۔

ماخذ و مراجع اور حوالہ جات کی تخریج و تحقیق، کمپوزنگ و تزئین کاری میں فرزند نسبی مولوی سید واجد علی حسنی عرف فیضان رضا نوری اور فرزند روحانی مولوی سید محمد ذبیح اللہ نوری شاہدی بنگلوری، محمد اطہر رضا، رضا کمپیوٹر رامپور، مولوی محمد مزمل حسین رضوی فاضل جامعہ، جمالی کمپیوٹر رامپور، ماسٹر محمد فیض احمد جمالی، مدرس جامعہ۔

پروف ریڈنگ، حوالہ جات کی مراجعت، تصحیح، تأثرات اور طباعت کرانے میں مولانا حبیب النبی رضوی جمالی، مولانا محمد ارشد علی رضوی، مفتی محمد نقش علی رضوی، مولانا محمد نازل رضا رضوی، مدرسین جامعہ وغیرہم جنھوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے میرا ہاتھ بٹایا اور تصنیف و تالیف کے کام کو آسان و سہل کیا اور تکمیل تک پہنچایا میں ان سب کا قلب کی گہرائیوں سے شکر گذار ہوں

عزیز القدر مولانا سید ریحان رضا نوری شاہدی، بانی برکات رضا ٹرسٹ ممبئی، عزیز گرامی محمد انور حسین نوری شاہدی باندرہ اور مخیرّ قوم وملت جناب الحاج محمد ضیاء الدین محمد ابراہیم شیخ سلمھم المنان وحفظھم الرحمٰن خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ مؤخرالذکر کے اشتراک وایثار اور تعاون سے ہی کتاب ''مفتی اعظم کا سفر حج وزیارت'' منظر عام پر لائی جاسکی جو خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام حضرات اور جامعہ کے اراکین میں ہمدرد اہلسنت جناب الحاج نبیہ احمد قادری خازن جامعہ زید اخلاصہ و ناشر مسلک رضا جناب الحاج صغیر احمد رضوی ازہری، نائب صدر و محاسب زید اخلاصہ اور جملہ اساتذہ کرام واراکین کو عموماً جنھوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور ممد و معاون رہے۔ دارین کی سعادتوں اور

برکتوں سے مالامال فرمائے۔آمین۔فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فی الدنیا والآخرہ۔

التماس: پیش نظر کتاب ''مفتی اعظم کا سفرِ حج وزیارت'' ہدیۂ قارئین ہے۔ حتی المقدور اس کتاب میں صحت کا لحاظ کیا گیا ہے پھر بھی بشری تقاضوں میں روایت ودرایت میں، لفظوں اور معنی میں کہیں کوئی سقم نظر آئے۔ صاحب تذکرہ کے مقام ومنصب کے لحاظ سے کوئی غیر معیاری بات دیکھیں تو سگِ رضا، اسیر مصطفیٰ فقیر نوری غفرلہ القوی کو مطلع اور باخبر کریں۔اس کو لعن وطعن، تجہیل وتحمیق اور تذلیل وتحقیر کا عنوان نہ بنائیں۔ براہ راست فقیر نوری کو اپنے زریں مشوروں سے نوازیں۔احقر شکر گذار ہوگا اور قابل لحاظ مشوروں کو آئندہ اشاعت میں ملحوظ رکھے گا۔

فقیر نوری سید شاہد علی حسنی رضوی جمالی کریمی غفرلہ

شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ مرکزی درس گاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ رامپور

مختصر حالات حضور قاضی شرع و مفتی اعظم ضلع رامپور

مولانا حبیب النبی نوری جمالی شاہدی مدرس الجامعۃ الاسلامیہ پرانا گنج رامپور

ولادت باسعادت:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ کی ولادت باسعادت ۲۷/صفر المظفر ۱۳۷۴ھ/ ۲۵/نومبر ۱۹۵۲ء بروز چہارشنبہ صبحِ صادق کے وقت ملک نگلی ضلع رامپور، یو۔ پی، انڈیا میں ہوئی۔

والد ماجد:

سید سیف اللہ شاہ حسنی بن سید ارشاد شاہ حسنی بن سید احمد شاہ حسنی بن سید علی احمد شاہ حسنی بن سید علی محمد شاہ حسنی بن سید حسن شاہ حسنی بن سید شبیر شاہ حسنی ایک صوفی منش بزرگ تھے۔

موصوف صحیح النسب سادات عظام سے ہیں۔ ان کے مورث اعلیٰ پیپلی تحصیل سوار ضلع رامپور کے مشہور بزرگ حضرت سید شبیر شاہ حسنی قدس سرہٗ ہیں۔

تعلیم وتربیت:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ نے ابتدائی تعلیم ملک نگلی میں پائی۔ پھر قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے، ان کے والد ماجد سید سیف اللہ شاہ حسنی نے ۱۳۹۰ھ میں جامع العلوم فرقانیہ، مسٹن گنج، رامپور میں داخل کردیا۔

فراغت:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ شعبان ۱۳۹۴ھ میں حضرت قاری عبدالرحمٰن خاں رضوی سے سند تجوید وقرأت حاصل کی۔ شعبان ۱۳۹۹ھ میں جامع العلوم فرقانیہ، مسٹن گنج سے فراغت حاصل کرکے سندِ فضیلت پائی۔

امتحانات:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ الہ آباد بورڈ سے ۱۹۷۶ء میں مولوی، ۱۹۷۸ء میں

عالم اور ۱۹۸۰ء میں فاضل دینیات کا امتحان دے کر نمایاں کامیابی حاصل کی۔

بیعت وخلافت:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ نے ۱۳ر محرم الحرام ۱۴۰۰ھ میں تاجدارِ اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ میں اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ کو بحر العلوم مفتی محمد جہانگیر خاں رضوی اعظمی قدس سرہٗ اور فقیہ اسلام، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ نے قطبِ مدینہ مفتی محمد ضیاء الدین قادری رضوی اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہما کے واسطے سے تمام اوراد واعمال ، اوفاق ، افتاء ، روایت فقہ وحدیث اور قرآن کریم کی اجازت عامہ عطا فرمائی۔ ۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ کو مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ ''منظر اسلام'' بریلی سے باقاعدہ امتحان دے کر فاضل درس نظامی کی سند حاصل کی۔

اسی سال استاذ العلماء مولانا سید محمد عارف رضوی نانپاروی مدظلہ العالی نے شیخ المحد ثین مفتی سید افضل حسین رضوی مونگیری قدس سرہٗ کے واسطے سے ارشادی ورضوی سلسلہ حدیث کی اجازت عطا فرمائی۔ ۱۶ر جمادی الاخریٰ ۱۴۱۰ھ کو مولانا محمد ضیاء الدین خاں نقشبندی جمالی جماعتی نوری قدس سرہٗ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جمالیہ جماعتیہ نوریہ کی اجازت وخلافت سے نوازا۔ ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء میں صدر العلماء مولانا محمد تحسین رضا خاں قادری رضوی بریلوی قدس سرہٗ نے ''الاجازات المتینہ'' میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی ذکر کردہ تمام اسناد کی اجازت عطا فرمائی۔ ۱۴ر جمادی الاخریٰ ۱۴۱۷ھ میں حضرت الحاج سید صادق علی شاہ بخاری قادری جمالی قدس سرہٗ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ جمالیہ کی اجازت وخلافت سے نوازا۔ ۱۹۹۸ء میں استاذ العلماء مولانا محمد ریاض الحسن نعیمی سنبھلی، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد آل حسن نعیمی اشرفی جماعتی مدظلہما نے صدر الافاضل

مختصر حالات حضور قاضی شرع و مفتی اعظم ضلع رامپور

مولانا حبیب النبی نوری جمالی شاہدی مدرس الجامعۃ الاسلامیہ پرانا گنج رامپور

ولادت باسعادت:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ کی ولادت باسعادت ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ/ ۲۵ نومبر ۱۹۵۲ء بروز چہارشنبہ صبحِ صادق کے وقت ملک نگلی ضلع رامپور، یو. پی، انڈیا میں ہوئی۔

والد ماجد:

سید سیف اللہ شاہ حسنی بن سید ارشاد شاہ حسنی بن سید احمد شاہ حسنی بن سید علی احمد شاہ حسنی بن سید علی محمد شاہ حسنی بن سید حسن شاہ حسنی بن سید شبیر شاہ حسنی ایک صوفی منش بزرگ تھے۔

موصوف صحیح النسب سادات عظام سے ہیں۔ ان کے مورث اعلیٰ پیپلی تحصیل سوار ضلع رامپور کے مشہور بزرگ حضرت سید شبیر شاہ حسنی قدس سرہٗ ہیں۔

تعلیم وتربیت:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ نے ابتدائی تعلیم ملک نگلی میں پائی۔ پھر قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے، ان کے والد ماجد سید سیف اللہ شاہ حسنی نے ۱۳۹۰ھ میں جامع العلوم فرقانیہ، مسٹن گنج، رامپور میں داخل کر دیا۔

فراغت:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ شعبان ۱۳۹۴ھ میں حضرت قاری عبدالرحمٰن خاں رضوی سے سند تجوید وقرأت حاصل کی۔ شعبان ۱۳۹۹ھ میں جامع العلوم فرقانیہ، مسٹن گنج سے فراغت حاصل کر کے سندِ فضیلت پائی۔

امتحانات:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ الہ آباد بورڈ سے ۱۹۷۶ء میں مولوی، ۱۹۷۸ء میں

مولانا سید محمد نعیم الدین رضوی مرادآبادی قدس سرہٗ کے واسطے سے روایت فقہ وحدیث اور قرآن کریم کی اجازت عامہ عطا فرمائی۔

درس وتدریس:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز جامع العلوم فرقانیہ سے کیا۔ پھر فراغت کے بعد ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ/۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۹ء میں دارالعلوم گلشنِ بغداد رامپور میں شعبۂ عربی کے صدر مدرس کی حیثیت سے پڑھانا شروع کیا۔ اور ۱۰ر دسمبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات مستعفی ہوکر ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/۱۲ر دسمبر ۱۹۸۱ء بروز ہفتہ آج تک مرکزی درس گاہِ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے مثالی تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کے تلامذہ میں سے اکثر مختلف مدارس میں مدرس وصدر مدرس کی حیثیت سے کام کررہے ہیں۔ مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ بیک وقت حافظ وقاری، عالم وفاضل، مفسر ومحدث، فقیہ ومفتی، مقرر ومناظر، شاعر وادیب، مصنف ومؤلف ہیں۔

ازدواجی زندگی:

۱۹۸۴ء میں مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ کی شادی ہوگئی تھی، اہلیہ محترمہ سیدہ نسرین بی بنت حضرت الحاج سید صادق علی شاہ بخاری علیہ الرحمہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت حافظ سید بسم اللہ شاہ میاں قادری جمالی علیہ الرحمہ ٹانڈہ چھنگا ضلع بریلی شریف کا وصال ۲۰۰۲ء میں طویل علالت کے بعد ہوا اور تدفین قطب ارشاد حضرت حافظ سید شاہ جمال اللہ قادری نقشبندی، چشتی صابری قدس سرہٗ کے مزار مقدس کے پائینتی عمل آئی۔

اب ماشاء اللہ پانچ صاحبزادیاں اور پانچ صاحبزادے ہیں۔ جن میں ایک صاحبزادے سید ریحان رضا نوری کا طویل علالت کے بعد ۲۰۰۵ء میں وصال ہوگیا ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے: (۱) سیدہ زینت فاطمہ (زوجہ مولانا سید مقیم الرحمٰن قادری ثقافی، ساکن دھاونی بزرگ، تحصیل بلاسپور رامپور۔) تعلیم: انٹر فرسٹ ڈویژن۔

(۲)سیدہ نصرت فاطمہ (زوجہ سید شاہویز میاں، ساکن ہرن کھیڑا، تحصیل بلاسپور۔ رامپور۔) تعلیم: انٹرفرسٹ ڈویژن۔(۳)سیدہ بہجت فاطمہ۔ تعلیم: ایم.اے اردو فرسٹ۔ (۴)مولانا حافظ سید واجد علی حسنی عرف فیضان رضا نوری۔ تعلیم: ایم.اے اردو فرسٹ ڈویژن۔ (۵)مولوی سید عرفان رضا حسنی۔ تعلیم: ہائی اسکول سکنڈ ڈویژن۔ (۶)سیدہ عترت فاطمہ۔ تعلیم: انٹرفرسٹ ڈویژن۔ (۷)سیدہ عصمت فاطمہ۔ تعلیم: ہائی اسکول فرسٹ ڈویژن۔(۸)سید مہران رضا حسنی۔ تعلیم: انگلش میڈیم آٹھویں جماعت۔(۹)سید امان رضا حسنی۔ انگلش میڈیم چھٹی جماعت گرین وڈ اسکول رامپور۔

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ اپنی مصروفیات کے باعث بچوں کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزار سکتے اور اہل وعیال کے حقوق کا بیشتر حصہ بھی مذہب ومسلک کی ترویج وترقی اور تبلیغ واشاعت کی نذر ہو جاتا ہے۔

تحریکات:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ مسلم پرسنل لاء کے تحفظ، بابری مسجد کی بازیابی کے لئے جیل بھرو تحریک، ڈاکٹر آنند سمن کی قرآن کریم کے سلسلہ میں بکواس کے خلاف احتجاج، دوا کرراہی کی بکواس کے خلاف احتجاجی جلوس، تحفظ شریعت کمیٹی، رضا اکیڈمی، ادارہ تحقیقاتِ رضویہ جمالیہ کا قیام، ان کے ذریعہ تبلیغ واشاعت، سوار دھیرج نگر، فرید نگر، تھانہ مونڈھا پانڈے اور تھانہ دیورنیا میں دیوبندیوں، وہابیوں اور تبلیغیوں سے مناظروں میں کامیابیاں، وہابیوں، دیوبندیوں، صلح کلیوں اور رافضیوں کی آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ، سیکڑوں لوگوں کا آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا عظیم خدماتِ دینیہ ہیں۔ علاوہ ازیں لوگوں کے کثیر خانگی معاملات اور جائدادوں کے پیچیدہ تنازعی مسائل کا خاطر خواہ نپٹارہ۔ حادثات ومصائب پر مصیبت زدوں کو روزمرہ کی ضروریات کی ریلیف اور عملی ہمدردی وغمگساری مفتی صاحب موصوف کی عملی زندگی کے وہ عنوانات ہیں جن پر کام کرنے کے لئے محققین ومورخین

کے لئے وافر مقدار میں ماخذ موجود ہے۔

اسفار:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ نے ملک و بیرون ملک متعدد تبلیغی دورے کئے جن میں خاص کر مہاراشٹر، آندھرا پردیش، مدھیہ پردیش، کرناٹک، تمل ناڈو، کیرالہ، آسام، بہار، اتراکھنڈ، اور صوبہ اتر پردیش میں کانپور، لکھنو، بنارس، علی گڑھ، غازی آباد، بریلی، بدایوں، پیلی بھیت، شاہجہاں پور، ایٹہ امروہہ، سنبھل، مرادآباد اور ان کے دیگر اضلاع، رامپور اور اس کے اضلاع کا تو کوئی شمار ہی نہیں ہے الغرض رامپور اور اس کے اضلاع میں سنیت کا استحکام آپ ہی کی انتھک کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ بیرون ملک جیسے نیپال، یوروپ میں ہالینڈ (آمسٹرڈم)، جرمنی، بلجیم، فرانس، پیرس۔ سعودیہ عربیہ (مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، جدہ)، عرب امارات (دوبئی، مسقط، ابوظبی، شارجہ، اردن (جارڈن) کے علاوہ اسرائیل وغیرہ۔

حج وزیارت:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ نے تین مرتبہ حج وزیارت کا شرف حاصل کیا ان میں ایک بار اپنے والدین کریمین اور خسر محترم کے ہمراہ اسی مبارک سفر میں بیت المقدس وغیرہ بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ متعدد عمرے بھی آپ نے بفضلہٖ تعالیٰ ادا کئے۔

تصنیف وتالیف:

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ بہت مصروف زندگی گزارتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے وقت میں برکت رکھی ہے۔ اتنی ساری مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف کا کام بھی کرتے رہتے ہیں۔ انھوں نے اب تک تقریبا چھتیس کتابیں لکھی ہیں جو چھپ کر شائع ہو چکیں اور مزید کتابیں زیر ترتیب و تکمیل ہیں جو عنقریب چھپ کر منظرِ عام پر آجائیں گی۔

مفتی سید شاہد علی حسنی نوری مدظلہ گاہ گاہ مضامین بھی لکھتے رہتے ہیں۔ بہت سے رسائل واخبارات ماہنامہ اعلیٰ حضرت، ماہنامہ سنی دنیا بریلی، ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، ماہنامہ

یٰس کانپور، ماہنامہ تاجدار کائنات رامپور، سالنامہ ضیاء وجیہ رامپور، ماہنامہ حجاز جدید نئی دہلی، ماہنامہ نورِ مصطفیٰ پٹنہ، روزنامہ رامپور کا اعلان، قومی جنگ، ناظم اور ملک کی شان وغیرہ میں آپ کے علمی و تحقیقی مضامین چھپ چکے ہیں۔

نمبر شمار	تصنیفات وتالیفات	سنہ اشاعت	مقام اشاعت
۱	مسئلہ تکبیر	۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء	رامپور
۲	علمائے اہلسنت رامپور کی کہانی تصویروں کی زبانی	۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء	//
۳	مسئلہ صلوٰۃ	۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء	//
۴	ثبوت جلوس محمدی (کلاں)	۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء	//
۵	عالم اسلام کا محتاط مفکر (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)	۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء	//
۶	ثبوت جلوس محمدی (خورد)	۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء	//
۷	عقیدت کے پھول (کلام مولانا ہدایت رسول رامپوری)	۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء	//
۸	رومال وچادر ڈالنے کا شرعی حکم ایک اہم فتویٰ	۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء	//
۹	بابری مسجد تاریخ کے آئینے میں	۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء	//
۱۰	انکشاف جرم (اخلاق حسین قاسمی کا جواب)	۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء	//
۱۱	رپورٹ امتحان منظر اسلام (ترجمہ، تحشیہ)	۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء	//
۱۲	مظہر جمال حصہ اول (تذکرہ غوث اعظم)	۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء	//
۱۳	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی	۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء	//
۱۴	مولانا ارشاد حسین رامپوری حیات وخدمات	۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء	//
۱۵	چراغ راہ (تعلیمات حافظ ملت)	۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء	//
۱۶	اعلانِ حق	۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء	//

۱۷	بابری مسجد کی پکار اور اسلام کی للکار	۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء	//
۱۸	مولانا سلامت اللہ رامپوری	۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء	//
۱۹	حیات مفتی اعظم	۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء	لاہور
۲۰	انوار سورۂ فاتحہ	۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء	رامپور
۲۱	شاہ قطب الدین مدنی	۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء	//
۲۲	گیارہویں شریف (ترجمہ وتحشیہ)		//
۲۳	تعارف الجامعۃ الاسلامیہ		//
۲۴	تذکرۂ جمال	۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء	//
۲۵	گلستان جمالی	//	//
۲۶	خورشید منیر		//
۲۷	مفتی نور حسین رامپوری	۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء	//
۲۸	مسلک ارشاد	۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶	//
۲۹	جلسے اور جلوس حقائق کی روشنی میں		//
۳۰	اسلام اور وندے ماترم	۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء	//
۳۱	عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت	۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء	//
۳۲	عید میلاد النبی کا تاریخی پس منظر	۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء	//
۳۳	عرفان مفتی اعظم	۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء	//
۳۴	مفتی اعظم اور مقتدر علماء ومشائخ	۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء	//
۳۵	عید میلاد النبی جائز و مستحسن (تخریج وترجمہ)	۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء	//
۳۶	درس ختم بخاری شریف	۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء	//

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ہ

(پ۱۳، آیت ۴۱، رکوع ۱۸)

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (کنز الایمان)

برائے ایصال ثواب ودعائے مغفرت

عالیجناب الحاج محمد ضیاء الدین محمد ابراہیم شیخ

کے

والد ماجد:

جناب الحاج محمد ابراہیم یاسین میاں شیخ علیہ الرحمہ

والدہ ماجدہ:

محترمہ جیانی خیر النساء محمد ابراہیم یاسین میاں شیخ علیہا الرحمہ

کی

اللہ تعالیٰ بوسیلۂ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وبطفیل غوث وخواجہ وجمال ورضا مغفرت کاملہ فرمائے۔ عذاب قبر، عذاب حشر سے مامون ومحفوظ فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور اپنے حبیب کی شفاعت کے ساتھ مشرف فرمائے۔ آمین۔

التجائے نوری

عشق رسول پاک مرے دل میں ڈال دے
دیوانۂ رسول کی دنیا مثال دے
جود و نوال دے مجھے فضل و کمال دے
میرا نصیب میرا مقدر سنبھال دے
منگتا ہوں تیرے در کا مجھے یوں نہ ٹال دے
صدقہ رسولِ پاک کا جھولی میں ڈال دے
نوریؔ کی التجا ہے تری بارگاہ میں
رزقِ حلال دے مجھے صدقِ مقال دے

فقیر نوریؔ غفرلہٗ

باب اول

تجلیات حرمین

شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے مرید

مولانا فضل الرحمٰن کی بیعت وخلافت

بریلی شریف چلے جاؤ

مولانا فضل الرحمٰن مدنی کی بریلی آمد

مولانا فضل الرحمٰن سے میری ملاقات

تجلیات حرمین

خطیب اہل سنت حضرت مولانا الحاج قاری حبیب اشرف رضوی نوری سنبھلی جو حضرت مولانا حامد حسن اشرفی سنبھلی کے شہزادے، مولانا قاری محمد حسن سنبھلی اور مولانا قاری احمد حسن سنبھلی کے حقیقی برادر ہیں ملک کے نامور مقرر و مایہ ناز خطیب ہیں۔ اور بہترین قاری بھی۔
جب وہ حج و زیارت کے لئے عازم سفر حرمین ہوئے تو اپنے پیر و مرشد، تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، امام الفقہاء والمحدثین حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔ ملاقات و زیارت سے مشرف ہوئے۔ دعائیں لیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی کے آستانۂ مقدسہ پر حاضری دی اور حج و زیارت کے سفر پر روانہ ہو گئے۔
موصوف فرماتے ہیں:

> حضرت (مفتی اعظم) ہندوستان ہی میں تھے۔ میں سرزمینِ عرب پر کشاں کشاں، لرزاں لرزاں پہنچا اور اپنی خوش قسمتی پر ناز کر رہا تھا کہ مجھے اتنی کم عمر میں یہ سعادت نصیب ہوئی۔ میرے ساتھ کانپور کے حاجی صاحب بھی تھے۔ ابھی ہم لوگ حطیم شریف کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک لوگوں کے ہجوم میں حضرت پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند اسی لباس میں نظر آئے جس لباس میں میں نے ان کو اب سے پہلے خواب[1] میں دیکھا تھا۔ مگر یہ خواب نہیں تھا۔ بلکہ عالم حقیقت میں اپنے ماتھے کی

---

[1] خطیب اہل سنت حضرت مولانا حبیب اشرف نوری سنبھلی حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ سے اپنی بیعت اور اس کے بعد کے حالات بیان کرتے ہوئے جناب راز الہ آبادی رقم طراز ہیں:
انھوں نے حیرت انگیز واقعہ بتایا کہ میرے گھر پر میرے سب بھائی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) مولانا قاری محمد حسن سنبھلی جو کانپور میں امام ہیں اور مولانا احمد حسن سنبھلی اور والد صاحب حضرت مولانا حامد حسن سنبھلی اشرفی ایک نشست میں گفتگو کر رہے تھے۔ مجھ سے کہا گیا کہ حبیب اشرف اب تم کسی سے مرید بھی ہو جاؤ۔ عالم ہو گئے۔ تقریریں کرنے کے لئے ہر طرف جاتے ہو۔ صرف مرید نہیں ہو۔ والد صاحب نے کہا کہ بھئی یہ تو تم خود سوچو، وہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے یہ ایک مشکل سوال تھا کیونکہ حضرت محدث اعظم ہند حیات ظاہری میں تھے اور حضرت مفتی اعظم ہند بھی بریلی شریف میں رونق افروز تھے۔ بس دونوں بزرگ میری نظر میں تھے۔ اب ان میں کس سے بیعت ہوں؟ میرے لئے یہ طے کرنا مشکل تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے دل میں طے کرلیا کہ ان دونوں بزرگوں میں سے سب سے پہلے جس بزرگ کی زیارت ہوگی اور جس کے پاس گلاب کا پھول ہوگا۔ اسی سے بیعت ہو جاؤں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں فیصلہ کر کے سو گیا۔ دوسرے دن صبح فجر کی نماز کے بعد سنبھل میں کسی نے میرے مکان کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے بڑھ کر دروازہ کھولا تو میری آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں کہ میں نے دیکھا کہ تاجدار اہلسنت ، عارف باللہ دروازے پر تنہا کھڑے ہیں اور رکشہ سامنے موجود ہے اور حضرت کے گلے میں گلاب کا ہار ہے۔ یہ دیکھنا تھا کہ میں نے قدم بوسی کی اور حضرت کو گھر میں لایا۔ میرے والدین کو سخت تعجب ہوا کہ ایسی عظیم المرتبت شخصیت جس کے آگے پیچھے ہزاروں آدمی چلتے ہوں۔ آج صبح صبح اچانک تنہا کیسے تشریف لے آئے اور بریلی سنبھل سے سینکڑوں میل دور ہے۔ حضرت آتے تو اطلاع پہلے آتی، استقبال کی تیاریاں ہوتیں۔ شہر میں اعلان ہوتا۔ یہ کیا معاملہ ہے مگر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بڑھا حضرت اسی بھیڑ میں گم ہو گئے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) میرے والدین اور میرے بھائیوں کو یہ کیا معلوم تھا کہ میں نے رات اپنے دل میں طے کیا تھا۔ جیسے ہی حضرت اندر مکان میں تشریف لائے۔ وہ گلاب کا ہار اتار کر میرے گلے میں ڈال دیا اور فرمایا کہ: بھئی اب تم عالم بھی ہو گئے، قاری بھی ہو گئے، میں نے تم کو کوئی انعام نہیں دیا۔ فرطِ مسرت سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں سوچنے لگا کہ اے میرے رب تو نے کیسے کیسے بندے پیدا کئے ہیں۔ یہ تیرے چاہنے والے، یہ تیرے مقرب بندے کتنا علم رکھتے ہیں۔ اے میرے رب آخر وہ بھی تو تیرے بندے ہیں جو تیرے محبوب کے علمِ غیب کے قائل نہیں ہیں۔ میں یہ سوچتا ہوا دوڑ کر والدہ صاحبہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں نے خوش نصیبی سے پیرِ کامل پالیا۔ میں مرید ہونے جا رہا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے حضرت کے لئے کچھ کپڑے اور روپے نذر کے لئے دیئے۔ میں خوش خوش آیا اور حضرت کی غلامی میں آ گیا۔ غلامی میں آنے کے بعد میں نے رات کا واقعہ بتایا تو حضرت نے فرمایا:

حبیب اشرف توبہ کرو مجھے قطعی علم نہیں تھا۔ ایک صاحب رات کو میرے پاس بریلی پہنچے جو یہاں سے قریب ہی رہتے ہیں۔ ان کی اہلیہ سخت بیمار ہیں ان کو مرید کرانے کے لئے مجھے بریلی سے کار میں لے آئے۔ صبح فجر کی نماز کے بعد میں نے مسجد میں سوچا کہ تم کو دیکھوں اور میں مسجد ہی سے نماز کے بعد تمہارے گھر رکشے والے سے پتہ پوچھ کر چلا آیا۔ مجھے کیا معلوم کہ تم نے فیصلہ کر رکھا یہ تو محض حسن اتفاق ہے کہ اللہ نے کرم فرمایا کہ مجھے تمہارے دروازے بھیج دیا۔

مولانا حبیب اشرف صاحب اور ان کے والدین سمجھ گئے کہ یہ حضرت کی زبردست کرامت ہے مگر چھپا رہے ہیں۔ اتنی دیر میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) لوگوں کا مجمع ٹوٹ پڑا۔ بس کیا تھا بھیڑ لگ گئی اور دعا تعویذ شروع ہوگئی۔

مولانا حبیب اشرف بتاتے ہیں کہ میں اس واقعہ کے بعد احمد آباد کے جلسہ میں گیا۔ واپسی میں سلطان الہند غریب نواز حضور خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی۔ میں نے خواجۂ ہند کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور میں اب حضرت مفتی اعظم ہند کی غلامی میں آچکا ہوں۔ ایک تمنا اور ہے کہ میری حاضری دربار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی ہو جائے اور فریضہ حج بھی ادا کرلوں۔ بس اتنی التجا کر کے رخصت ہو رہا ہوں۔ میرے سرکار غریب نواز آپ نے کبھی کسی کو نامراد واپس نہیں کیا۔ مجھے بھی نوازیئے۔ یہ منگتا اجمیر مقدس سے خالی نہ جائے گا۔ میں نے رو رو کر خواجۂ اجمیری کی بارگاہ میں یہ التجا کی تھی۔ بس کیا تھا۔ میرے غریب نواز واقعی غریب نواز ہیں۔ وہاں اچھے برے سب کی سنی جاتی ہے وہ سلطان الہند ہیں۔ محبوب ربانی ہیں۔ میں اسٹیشن آیا۔ ٹرین میں سکنڈ کلاس میں آرام سے سو گیا۔ رات تقریباً بارہ بجے تھے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں عرب کی سرزمین پر پہنچ گیا اور مکہ شریف میں ہوں۔ ایک صاحب میرے سامنے نہایت سادے لباس میں آئے اور فرمایا کہ:

صحابہ کرام کی زیارت کرو گے؟

میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کے کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے؟۔ انھوں نے مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ میں چلا تو انھوں نے فرمایا کہ:

یہ حطیم شریف ہے۔ وہ دیکھو

مولانا حبیب اشرف نوری کہتے ہیں کہ: (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) میں نے جیسے ہی نظر اٹھائی چار بزرگوں کو سفید عمامہ میں اور تہبند اور کرتا پہنے ہوئے دیکھا۔ میں نے ادب سے سر جھکا لیا اور اپنی نظریں نیچی کر کے کھڑا ہی ہوا تھا کہ ایک آواز آئی کہ حبیب اشرف تم جانتے ہو کہ حضرت ام ہانی حضور کی کون تھیں؟ یہ آواز جب میں نے سنی تو یہ آواز میرے پیر و مرشد کی تھی۔ یعنی حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ مجھ سے ہی سوال کر رہے تھے۔ میں نے اوپر نظر کی تو وہی چار بزرگ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں جانتا ہوں مگر اس وقت میری زبان خشک ہو گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا:

چلو تم کو حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان دکھائیں۔

میرے ساتھ یہ چاروں بزرگ چلے دو ہی چار قدم چلا تھا کہ ایک مکان کے سامنے آ گیا۔ اس کی چھت پر یہ حضرات مجھے لے کر چڑھ گئے۔ اور مجھ سے فرمایا کہ:

دیکھو، یہاں سے سرکار مدینہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضۂ اقدس نظر آنے لگا۔

میں نے روضہ پر نظر پڑتے ہی صلوٰۃ سلام پڑھنا شروع کیا۔ میں نے نظریں جھکا کر عرض کیا مجھے حیرت ہے کہ یہاں سے مدینہ منورہ بہت دور ہے۔ مگر روضۂ اقدس اس قدر صاف دکھائی دیتا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا:

''ہاں! میاں مکہ شریف میں یہی ایک مکان ایسا ہے جس سے روضۂ اقدس صاف دکھائی دیتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ:

میں نے زور سے یا رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔

میرے ڈبے کے لوگ حیران ہو گئے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نہیں جانتا تھا کہ حضرت نہ حج میں تشریف لائے ہیں۔ نہ تیاری تھی۔ مگر اللہ اللہ میرے پیرومرشد کی مقبولیت بارگاہِ خداوندی میں کتنی ہے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) اور پورا ڈبہ خوشبو سے مہکنے لگا۔ قلب پر عجیب خوشگوار کیفیت ہوئی اور رات بھر میں اس خواب کی لذت لیتا رہا۔ اور میری آنکھیں جاگتی رہیں، مسافر سب سو رہے تھے۔ میرا نصیب جاگ رہا تھا۔ میری آنکھیں جاگ رہی تھیں۔"[1]

[1] جابر علی، راز الہ آبادی، مولانا، کرامات مفتی اعظم ہند، ص ۳۹ تا ۴۲، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ، سکھر پاکستان، اشاعت باردوم، ملخصاً۔

حضرت راز الہ آبادی مرتب کتاب "کراماتِ مفتی اعظم" کا مختصر تعارف

جابر علی بن حاجی عابد علی شاہ جو بعد میں راز الہ آبادی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۱۹۳۰ء کو بہادر گنج ہیٹہ الہ آباد میں پیدا ہوئے۔

رازؔ الہ آبادی کی عربی و فارسی کی تعلیم گورکھپور ہوئی، ۱۹۶۸ء میں حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ ۱۹۷۸ء کو حضرت نے خلافت سے نوازا، حضرت مجاہد ملت نے عملیات کی اجازت دی۔ راز الہ آبادی میدانِ شعروشاعری میں اپنا ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ شعری سخن میں آپ کے استاد مولانا سید شفاء الصمد نقشبندی تھے۔ آپ کی قلمی یادگار میں اشک ندامت، دیروحرم، رنگ ونور، دھڑکنیں، منزلیں، کراماتِ مفتی اعظم مشہور ہیں۔ رازؔ الہ آبادی برصغیر کے ان شعراء میں شمار ہوئے ہیں۔ جنھوں نے تقریباً اپنی عمر کی بیش قیمت چالیس برس اردو شاعری کے گیسو تابدار کو سنوارنے میں صرف کیا۔ ۲۶/دسمبر ۱۹۹۶ء کو طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔[1]

[1] ماہنامہ سنی دنیا بریلی، ش ۲، ج ۱۳، ص ۱۶، مجریہ شوال ۱۴۱۷ھ/فروری ۱۹۹۷ء۔

مولانا حبیب اشرف کہتے ہیں کہ:

میں ہر طرف نظریں دوڑاتا رہا۔ ڈھونڈتا رہا کہ پھر ایک بار حضرت کی زیارت کہیں نصیب ہو جائے مگر کہاں۔

وہ کہتے ہیں کہ:

میں امام اہل سنت، عظیم البرکت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک **خلیفہ اجل حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ** جو ہندوستان سے ہجرت کر کے عرصہ دراز سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔

حج سے فارغ ہو کر محبوب رب العالمین، گنبد خضریٰ کے مکین کی بارگاہِ بیکس پناہ میں خوش نصیبی سے حاضر ہوا۔ تو میں مدینہ شریف میں ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ وہ وہاں کے زبردست علماء میں ہیں۔ اور ہزاروں عالم ان کے مرید وشاگرد ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے سچے نائب ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے قریب ہی ایک مکان میں فروکش ہیں۔ ان سے میں نے اپنے سارے واقعات بتائے۔ انھوں نے فرمایا کہ:

مولانا! آپ تو ابھی بہت چھوٹے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقام ومنصب کو بڑے بڑے نہیں سمجھے۔ وہ سرکار ابد قرار، مدنی تاجدار سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کیسے عاشق ہیں۔ ان کی رسائی محبوب تک ہے۔

حضرت علامہ الحاج ضیاء الدین صاحب فرمانے لگے کہ:

ایک بار مجھ پر فالج کا اثر ہو گیا۔ ہاتھ، پاؤں لنج ہو گئے۔ میں ہر وقت لیٹا رہتا۔ مجھے سرکار دو عالم کی بارگاہ بیکس پناہ میں اعلیٰ حضرت نے

اپنی طرف سے خادم بنا کر بھیجا تھا میں نے ایک شب رو رو کر بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھ کو میرے پیر و مرشد نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا ہے۔ اے میرے آقا! اے سرکار! مجھ سے شاید کوئی غلطی ہوئی جس کی یہ سزا ملی ہے۔ میرے پیر و مرشد کے صدقہ مجھے معاف فرما دیں۔ اور اپنے روضۂ اقدس کی خدمت کا شرف عطا فرمائیں اور اسی طرح میں نے محبوب سبحانی، قطب ربانی، حضرت سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا:

بس کیا تھا کہ میاں جب رات کو سویا تو میں نے دیکھا کہ میرے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تین بزرگ ان کے ہمراہ نہایت نورانی چہرے والے میرے غریب خانہ میں آئے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

ضیاء الدین آج تم نے ایسی درخواست کی کہ میرے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ نفس نفیس خود تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا دیکھو یہ حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ بس میرے سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے جسم پر ایک بار اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا: اٹھو! میں جب اٹھ کر خواب میں کھڑا ہوا تو یہ تینوں حضرات نماز پڑھنے لگے۔

میری آنکھیں جب کھلیں تو میں چارپائی سے اتر کر نیچے کھڑا تھا۔ میں نے نعرۂ رسالت لگایا۔ میرے بچے دوڑ پڑے اور مجھے دیکھ کر حیران ہو گئے۔

میں نے فوراً کہا کہ پہلے یہ سامنے کے فرش پر لوہے کی الماری لاکر رکھو کیوں
کہ یہاں ابھی میرے پیر و مرشد، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی ہے۔

حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ میں بالکل
ٹھیک تمہارے سامنے بیٹھا ہوں۔ دیکھا اعلیٰ حضرت کا مقامِ مقبولیت:

میاں تمہارے (مولانا حبیب اشرف کے) پیرومرشد اعلیٰ حضرت
کے جانشین ہیں۔ ان کے شہزادے ہیں۔ اپنے وقت کے عارف ہیں۔
قطب ہیں۔ تم نے ان کو کیا سمجھا ہے:

حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم العالیہ و القدسیہ کے
چہرے پر علمائے ظاہرین نے محض مفتی اعظم ہند کی نقاب ڈال رکھی
تھی۔ مگر ایک ولی کا چہرہ کہیں چھپانے سے چھپتا ہے خوشبو نہیں چھپتی۔

نکل کے صحن گلستان سے دور دور گئی
یہ بوئے گل بھی کہیں قید رہنے والی ہے

یہی حال حضرت کی ولایت کا ہے۔ آج ہندوستان ہی نہیں بلکہ
عالمِ اسلام میں حضرت کی بزرگی اور ان کی پرہیزگاری کے عام چرچے
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرزمین عرب پر تقریباً سات سو خوش نصیب
حضرت کے دامن سے وابستہ ہوئے جن میں متقدر علماء بھی ہیں، صلحاء
بھی ہیں۔ مکہ شریف میں، مدینہ شریف میں بہت سے علماء کو حضرت
نے خلافت سے نوازا اور سلسلہ رضویہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔[1]

---

[1] جابر علی راز الہ آبادی، شاعر اسلام، مولانا، مفتی اعظم ہند کی کرامات، ص ۴۲ تا ۴۵، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر
پاکستان، اشاعت باردوم، ملخصاً۔

شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے مرید

حضرت علامہ مولانا محمد فضل الرحمٰن مدنی رضوی نوری قدس سرہ فرماتے ہیں:

جس سال مرشد برحق، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، شیخ المشائخ حضور مفتی اعظم علامہ شیخ مصطفیٰ رضا بریلوی مدینہ طیبہ تشریف فرما تھے۔ اس وقت میرے والد ماجد، شیخ الاولیاء، سلطان العلماء، مقبول بارگاہ رحمۃ اللعالمین خلیفہ اعلیٰ حضرت، تلمیذ حضور محدث سورتی، قطب مدینہ، علامہ مفتی شاہ ضیاء الدین احمد مدنی سے جو لوگ مرید و طالب ہونے آتے تو مرید نہ فرماتے۔ وہ بھی کہاں شہر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں اور فرماتے:

اس وقت مدینہ طیبہ میں حضور مفتی اعظم ہند موجود ہیں۔ شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے مرید ہونے آئے ہو۔ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ بلکہ ڈانٹ کر فرماتے:

جاؤ حضور مفتی اعظم سے بیعت ہو جاؤ۔

سبحان اللہ یہ وہ شیخ وہ عارف کامل وہ مرشد طریقت و شریعت ہیں جن کو ستر سال مدینہ طیبہ میں رہتے ہوئے گزرے اور حضور مفتی اعظم ہند سے سولہ سال عمر میں بھی بڑے تھے۔ ان کا یہ فرمان اور یہ عمل ہے۔[1]

مولانا فضل الرحمٰن کی بیعت وخلافت

شیخ الفضیلت حضرت علامہ مولانا شاہ محمد فضل الرحمٰن مدنی رضوی نوری قدس سرہ نے فرمایا کہ:

میں ایک روز اپنے والد ماجد قطب مدینہ، ضیاء ملت، خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد ضیاء الدین مہاجر مدنی رضوی مدظلہ العالی کی

---

[1] محمد امانت رسول، قاری، تجلیات حضور مفتی اعظم ہند، ص ۹۲-۹۳، مطبوعہ ستار گنج۔ ملخصاً

خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت مجھے بیعت فرمالیں۔

حضرت قطب مدینہ نے فرمایا:

میں وہ کام کیسے کروں جو میرے پیرومرشد حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے نہیں کیا۔ کئی بار میں نے عرض کی ابا جان مجھے مرید فرمالیں۔ لیکن ہر بار یہی جملہ ارشاد فرمایا۔ تو پھر میں نے عرض کی ابا جان آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ عمر بھر اعلیٰ حضرت سرکار بیعت فرماتے رہے اور آپ بھی بیعت فرماتے ہیں۔ پھر آپ یہ کیوں فرمارہے ہیں؟۔ میں وہ کام کیسے کروں جو میرے پیرومرشد اعلیٰ حضرت سرکار نے نہیں کیا۔

حضرت ضیاء الملت مدنی نے جواب میں ارشاد فرمایا: بیٹا فضل الرحمٰن سنو! اعلیٰ حضرت سرکار نے اپنے دونوں شہزادوں یعنی حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب اور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب کو خود مرید نہیں کیا۔ بلکہ اپنے پیرو مرشد خاتم الاکابر حضرت مولانا سید شاہ آل رسول احمد مارہروی کا وصال ہو چکا تھا۔ ان کی یادگار ان کے شہزادۂ عالی وقار حضرت سیدی شاہ ظہور حسن صاحب مارہروی پہلے ہی وصال فرما چکے تھے۔ اب مرشد اعلیٰ حضرت کے حقیقی پوتے، سچے وارث و جانشین، قطب عالم حضرت مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب مارہروی جلوہ فرما تھے۔ ان سے بیعت کرایا۔ خود بیعت نہیں فرمایا۔

اعلیٰ حضرت کی نظر میں اپنے پیرومرشد کے جانشیں و نبیرہ محترم سرکار نوری میاں صاحب کا یہ مقام تھا۔ وہ اس منصب اعلیٰ پر فائز تھے۔ تو ان کے مرشد اکرم کا کیا مقام ہوگا۔ اعلیٰ حضرت خود قصیدہ نور میں

ارشاد فرماتے ہیں ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا ☆ تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اے رضاؔ یہ احمد نوری کا فیض نور ہے ☆ ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

بریلی شریف چلے جاؤ!

پھر والد ماجد حضرت ضیاء الملت مدنی خلیفۂ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: بیٹا فضل الرحمٰن! میں اعلیٰ حضرت کا پکا سچا مرید و خلیفہ ہوں۔ کام وہی کروں گا جو میرے پیرو مرشد چودھویں صدی کے مجدد نے کیا۔ یہ صندوقچی حاضر ہے۔ آمد و رفت میں جتنا خرچ ہو.......اس سے زیادہ اس میں سے نکالو اور بریلی شریف چلے جاؤ۔ میرے آقازادے۔ مخدوم زادے۔ پیرزادے۔ اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضور مفتی اعظم ہند حضرت شاہ مصطفیٰ میاں صاحب قبلہ مدظلہ الاقدس سے مرید ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے اور ان سے پہلے ہی مجھے ایمان کے ساتھ اٹھالے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ابھی تو اعلیٰ حضرت کے فرزند و جانشین موجود ہیں۔ بالفرض اگر وہ بھی نہ ہوتے۔ تو اعلیٰ حضرت کے پوتے ہوتے تو ان سے مرید کراتا۔ لیکن اعلیٰ حضرت کے قول و فعل کے خلاف ضیاالدین مدنی کچھ نہیں کرتا۔

مولانا فضل الرحمٰن کی بریلی آمد:

حضرت علامہ مولانا شاہ محمد فضل الرحمٰن مدنی (م ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء) مدینہ منورہ سے بریلی شریف تشریف لائے۔ تاجدار اہل سنت حضرت مفتی

اعظم قدس سرہٗ نے کئی روز اپنے پاس ٹھہرایا ان کو مرید کیا۔ اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ دیگر تبرکات عطا فرمائے۔ اور خوب نوازا۔ اس کے بعد مولانا فضل الرحمٰن مدنی حضرت مفتی اعظم سے بیعت و خلافت، قرآن و حدیث، فقہ اور سلاسلِ طریقت کی اجازت پا کر بریلی سے مدینہ طیبہ پہنچے اور والد ماجد قطب مدینہ، ضیاء ملت، خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت قطب مدینہ نے بھی اپنی خلافت و اجازت عطا فرمائی۔

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس دہر میں تھک جاؤ گے
مفتی اعظم ہند جیسا نہیں پاؤ گے!

شیخ الفضیلت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدنی حضرت قطب مدینہ کے فرزند و جانشین تھے، ایک زبردست عالم، صوفی اور درویش تھے۔ نہایت سادہ اور مخلص بزرگ تھے۔ بقول مولانا کوکب نورانی:

اپنے والد گرامی کے دین پر قائم تھے۔ انہیں اپنے عظیم باپ اور حضرت قطب مدینہ کو اپنے لائق فرزند سے بہت محبت تھی۔ حضرت قطب مدینہ کے پاس آنے والے ہر مہمان سے مولانا فضل الرحمٰن نہایت تواضع سے پیش آتے تھے۔ علماء و مشائخ کی قدر کرتے تھے۔ طبیعت مخلص تھی بے باک اور سادہ تھے۔

مولانا فضل الرحمٰن سے میری ملاقات

فقیر نوریؔ نے تیسرے حج و زیارت کے موقع پر موصوف کے یہاں محفل میلاد میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کی اور زیارت سے بھی مشرف ہوا۔ میں نے حاضری کے لئے

---

[1] محمد امانت رسول، قاری، تجلیات حضور مفتی اعظم ہند، ص ۹۰، ۹۱-۹۳، مطبوعہ ستار گنج۔ ملخصا

جب حضرت موصوف سے فون پر رابطہ کیا تو فرمایا:

آپ خود نہ آئیں میں خادم بھیج کر بلواتا ہوں۔

ان کی طرف سے خدام آئے اور وہ ہمیں گاڑیوں سے لے گئے۔ہم نے ہر چند کوشش کی کہ گاڑیوں کا کرایہ ہم خود دیں مگر خدام نے سبقت کر کے گاڑیوں کا کرایہ ادا کر دیا اور کہا:

حضرت نے ہمیں آپ کو لانے کا حکم دیا ہے تو کرایہ آپ کیسے دیں گے؟ ہم خود کرایہ دیں گے۔

جب ہم دولت خانہ میں داخل ہوئے تو حضرت بنفس نفیس دروازہ پر لینے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت کے ہمراہ ہم لوگ اندر پہنچے تو وہاں کافی علماء، مشائخ اور عوام وخواص مختلف ممالک کے موجود تھے۔حضرت نے فرمایا:

"محفل میلاد ہو جائے"۔

ایک صاحب نے تلاوت کی پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی چار زبانوں کی مشہور نعت پاک:

لم یات نظیر ك فی نظر ☆ مثل تو نہ شد پیدا جانا

جگ راج کو تاج تورے سر سو☆ ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا۔"پڑھیں"۔

مخلص محترم جناب حافظ صغیر احمد برکاتی سلمہ المنان امام وخطیب برکاتی مسجد مارہرہ مطہرہ نے وہ نعت پڑھی مگر سادہ طرز پر۔ حضرت ترنم سے سننا چاہتے تھے۔حافظ صغیر احمد برکاتی کے بعد پھر حضرت نے خود نہایت کیف ومستی کے عالم میں وہ نعت پاک پڑھی۔ جسے سن کر سامعین پر رقت طاری ہوگئی اور رنگ محفل بدل گیا۔محفل کے اختتام پر صلوٰۃ وسلام اور دعا ہوئی بعدہٗ حضرت نے فرمایا:

یہ محفل ہر پیر اور جمعرات کو ہوتی ہے۔ آپ حضرات تشریف لائیں اور اپنے دوست واحباب کو بھی ساتھ لائیں۔

نیز ارشاد فرمایا: اپنار ہے نہیں غیر کو خبر نہ ہو۔

استاذ العلماء علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی دارالعلوم ''فیض الرسول'' براؤں شریف ۱۳۷۸ھ میں جب حج وزیارت کے لئے گئے تو بعض علماء حرمین شریفین کے نام تاجدار اہل سنت شہزادہ اعلیٰ حضرت، امام الفقہاء والمحدثین حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ سے تعارفی خطوط لے گئے۔ حرمین شریفین پہنچ کر جب موصوف نے ان علماء اعلام سے ملاقات کی اور زیارت سے مشرف ہوئے تو جانبین کے کیا تاثرات رہے۔ موصوف ہی کے الفاظ میں ملاحظہ کریں تحریر فرماتے ہیں:

مولانا السید علوی عباس المکی مفتی المالکیہ
محدث الحرم و نائب قاضی مکہ مکرمہ

مولانا السید علوی عباس المکی مفتی المالکیہ۔ نہایت نورانی صورت، کریم النفس سید اور بہت جلیل القدر عالم ہیں۔ مدرسۃ الفلاح اور حرم شریف کے مدرس الحدیث ہیں اور مکہ مکرمہ کے نائب قاضی بھی ہیں۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی دامت برکاتہم العالیہ نے ان کے نام تعارفی خط تحریر فرمایا تھا۔ میں خط لے کر حرم شریف میں ''باب السلام'' کے پاس حاضر خدمت ہوا۔ خط میں میرے تعارف کے یہ الفاظ کہ ''تلمیذ تلمیذ مولانا الشیخ احمد رضا خاں الہندی'' پڑھ کر دریافت فرمایا کہ:

مولانا الشیخ احمد رضا خاں الہندی کے شاگرد کے شاگرد تم ہی ہو؟۔

میں نے عرض کیا جی ہاں! یہ سنتے ہی بڑی گرم جوشی کے ساتھ معانقہ فرمایا۔ پھر چند منٹ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ فرما کر ارشاد فرمایا: کل تم میرے مکان پر آؤ۔

مولانا محمد عربی الجزائری محدث الحرم

یہ مکہ مکرمہ کے اعلم العلماء میں ہیں اور حضرت مولانا سید علوی عباس اور اکثر علماء مکہ مکرمہ کے استاد ہیں۔ ان کے نام بھی حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم کا خط تھا۔ پیش کیا۔ حضرت مولانا جزائری صاحب خط پڑھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور مرحباً اہلاً وسہلاً فرما کر معانقہ فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

ہندوستان کا جب کوئی عالم ہم سے ملتا ہے تو اس سے مولانا شیخ احمد رضا خاں ہندی کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ اگر اس نے تعریف کی تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ سنی ہے اور اگر اس نے مذمت کی تو ہم کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ شخص گمراہ ہے۔ اور بدعتی ہے۔ ہمارے نزدیک یہی ایک کسوٹی ہے۔

حضرت مولانا سید علوی عباس مالکی اور حضرت مولانا محمد بن العربی الجزائری المالکی دامت معالیہم نے حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم کو جواب میں جو خط تحریر فرمایا اس میں یہ لکھا تھا کہ:

اس نوجوان صالح نے مکہ مکرمہ میں آپ اور مولانا شیخ احمد رضا خاں الہندی کی یاد کو تازہ کر دیا۔

ان دونوں بزرگوں نے خط کے علاوہ کتابوں اور کھجوروں کا تحفہ بھی حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم کے پاس میرے ذریعہ بھیجا۔[1]

---

[1] (الف) عبدالمصطفیٰ اعظمی، علامہ، معمولات الابرار، ص۱۹۹۔ (ب) تجلیات حضور مفتی اعظم ہند، ص۹۱-۹۲۔

عکوس
مآخذ و مراجع

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم عالیہ قدسیہ
کراماتِ مفتیٔ اعظم ہند
مرتّب
راز الہ آبادی
مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ
سکھر

انتساب

زندگی کے وہ دن کتنے قیمتی ہیں جو بزرگوں کی یاد میں کٹ جائیں۔ بلکہ وہی دن حاصلِ زندگی ہیں " ایک وہ وقت تھا۔ جبکہ اس کتاب کا تصور ذہن میں آیا پھر دل اس ذہنی امانت کا امین بن گیا۔

دل کی لگن کا نتیجہ ہے کہ کس قدر جلد یہ کتاب منصۂ شہود پر آگئی۔ بریلوی ہمارا مرجع عقیدت ہے۔ مگر بریلی شریف پر مارہرہ مطہرہ کی روحانیت سایہ فگن ہے۔

اسی مناسبت سے میں اپنی اس کاوش ذہنی کو اپنے دادا پیر سراج السالکین، زبدۃ الکاملین، شیخ الاسلام والمسلمین امام الاولیاء تاج الاصفیاء حضرت مولانا الحاج صوفی سید شاہ ابوالحسن نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے سعادت و نجات کی ضمانت محسوس کرتا ہوں۔

خدا رقدیر حضرت علیہ الرحمہ والرضوان کی برکتوں سے ہمیں مالا مال فرمائے آمین۔

رازؔ الہ آبادی رضوی قادری

نوٹ:۔ اس دوسرے ایڈیشن کو چھپنے سے قبل میں نے کئی مقتدر علماء اکرام کو دکھا لیا ہے اگر اس کتاب میں میرے قلم سے کہیں کوئی لغزش ہوئی ہو تو خداوند قدوس معاف فرمائے آمین اور قارئین مجھے اپنے نیک مشوروں سے نوازیں ـــــ (فقط: رازؔ الہ آبادی غفرلہٗ)

تک ایک نورانی بارش ہو رہی ہے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران تھے۔ دعا کے بعد لوگ حضرت کی دست بوسی کرنے لگے تو حضرت نے بھیڑ میں سب سے پہلے ان کی طرف مخاطب ہو کر ان کا نام لے کر فرمایا کہ آپ میرے پاس آئیے۔ آپ بہت دیر سے ملنے کے لیے ارادہ کر کے آئے ہیں۔ وہ بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت کی خدمت میں معذرت پیش کرنے لگے۔ اس درود جمعہ کے بہت سی فضائل ہیں۔ مریدین کو چاہئے کہ درود جمعہ ضرور پڑھا کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

وبہ نستعین

التاریخ ۱۳۹۲ ❋ الموافق ۱۹۷۲

دربار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں کتاب حضور مفتئ اعظم ہند کی رسائی

یہ ایک خط ہے جس کی نقل آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ یہ خط مدینہ طیبہ سے حضرت مولانا منشا تابش قصوری نے بھیج کر مجھے نوازا اس خط پر میں قدر فخر کروں وہ کم ہے اس سے بڑی کیا سعادت اور خوش نصیبی ہو گی کہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں علمائے اکرام نے اس تصنیف کا مطالعہ فرمایا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی قبولیت کے لیے دعا فرمائی اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا :———— لائز الہ آبادی

محترم المقام شاعر الاسلام جناب حضرت راز صاحب قادری رضوی مصطفوی زید مجدہٗ سلام ورحمت: تاجدار دو عالم نور مجسم شفیع معظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہے۔ آج بعد نماز مغرب ۲۱ دسمبر ۱۹۷۲ء بروز جمعرات مواجہ شریف میں حاضری کے بعد حضرت شیخ السلام والمسلمین عاشق محبوب رب العالمین مولانا الحاج محمد ضیاء الدین صاحب قادری رضوی خلیفہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دست بوسی کا شرف حاصل ہوا محفل میلاد میں بندہ کو بھی ارشاد ہوا کہ کچھ سنائیے۔ بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا ہوا استغاثہ پڑھنا شروع کیا تو محفل قابل دید تھی۔

میرا مسکن مدینہ ہو، مرا مدفن مدینہ ہو ‏ ‏ ‏ میرا سینہ مدینہ ہی بنا دو یا رسول اللہ

١١١

اختتامِ محفل پر حضرت موصوف کی دائیں طرف آپکی تازہ ترتیب دکتاب "حضور مفتیٔ اعظم ہند کی کرامات" نظر نواز ہوئی اجازت سے کتاب حاصل کی اور اسی وقت مواجہ شریف یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بین مزارِ اقدس پر گنبدِ خضرا میں حاضر ہوا منظوری و مقبولیت کے لیے آپ کی ترتیب یعنی تصنیف کو بارگاہِ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا اور شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند کا سایۂ عاطفت سوادِ اعظم پر تادیر قائم رہنے کی التجائیں کی۔

جب اپنے مکان پر آیا تو آپ کی بلند پایہ ترتیب و تالیف کو پڑھنا شروع کیا۔ مدینہ منورہ میں فرصت کے لمحات کہاں، صلوٰۃ والسلام، تلاوتِ قرآن، ختم دلائل الخیرات اور دیگر معمولات کے علاوہ بخاری شریف کا پڑھنا۔ خیال رہے کہ مدینہ شریف میں اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہ کے چبوترے کے سامنے آٹھ ہم جماعت ساتھیوں نے مدینہ طیبہ کی طالب علمی کا شرف حاصل کرنے کی غرض سے مولانا علامہ الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب قبلہ قادری سے بخاری شریف کا درس لینا شروع کیا ہے۔ ان تمام مشاغل حسنہ کے باوجود آپ کی گرانقدر ترتیب کو راتوں رات اول سے آخر تک پڑھا۔ خوب اور محبوب پایا۔ پیاس نہ بجھی اور نہ بجھنی چاہیے تھی۔ محترمی راز صاحب اب آپ راز نہیں رہے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند کی کرامات نے تمام راز فاش کر دیا۔ اس مبارک و مقدس ترتیب پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوا :۔ چند باتیں عرض گذار ہوں۔ اگر ہو سکے تو آئندہ ایڈیشن میں خاندانِ رضویہ کا مختصر تعارف اور حضرت مفتیٔ اعظم ہند قبلہ مدظلہ العالیہ کی کرامات کے ساتھ ساتھ آپ کی مقدس زندگی کے دیگر واقعات و حالات قلمبند فرمائیں۔

اختصار کے پیشِ نظر اجازت چاہتا ہوں، بعد نماز فجر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پرانوار میں حاضر ہوکر آپ کے لیے حج کعبہ و زیارت دربار محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کر چکا ہوں۔ خدا کرے آئندہ سال مجھے دوبارہ حاضری کی سعادت نصیب ہو اور آپ کی مدینہ منورہ میں زیارت کر سکوں آستانہ رضوی قادریہ بریلی شریف حضور مفتیٔ اعظم ہند کی خدمت اقدس میں حاضری کے وقت بندہ کے لئے بھی دعا کریں۔ خطیبِ مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی، علامہ ارشد القادری، مولانا تسیم بستوی، مولانا بدر الدین احمد قادری رضوی، مولانا سعید کانپوری سے ملاقات ہو تو میرا سلام پہنچائیں۔ جملہ علماءِ کرام کے لیے حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ عالیہ میں دعائیں کرتا رہتا ہوں۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی قبلہ سلام فرماتے ہیں۔ والسلام :۔

محتاج نگاہِ کرم خیر اندیش تابش قصوری غفرلہٗ مقیم حال مدینہ طیبہ

مورخہ ۲۳ دسمبر ۷۲ء ______ مستقل سکونت: ضلع شیخوپورہ (مغربی پاکستان)

باب دوم

حج وزیارت

لذتِ عشق نبیؐ دل میں چھپائے رکھنا
یہ خزانہ ہے لٹیروں سے بچائے رکھنا

اپنی آنکھوں میں مدینے کو لبائے رکھنا
سبز گنبد سے نگاہوں کو لگائے رکھنا

جانِ ایماں بھی وہی حاصلِ ایماں بھی وہی
یادِ سرکار کو سینے سے لگائے رکھنا

آج جاہل بھی ہیں عالم کا لبادہ اوڑھے
ایسے ملاؤں سے ایمان بچائے رکھنا

گلشنِ طیبہ کے کانٹے ہی بہت ہیں تجھکو
کاغذی پھولوں سے دامن کو بچائے رکھنا

ربِ کعبہ کے لیے سر کو جھکانا لیکن
جانِ کعبہ کی طرف آس لگائے رکھنا

تیرے سجدوں کو بھی مل جائیگی معراج دعا
سر جھکانا تو ذرا دل بھی جھکائے رکھنا

ورفعنا لک ذکرک ہے انہیں کی خاطر
ان کی عظمت کو ہر اک لمحہ بڑھائے رکھنا

کچھ نہ پاؤ گے محمدؐ کے وسیلے کے بغیر
رازؔ اس راز کو سینے میں چھپائے رکھنا

(نوٹ) اس ایڈیشن کو چھپنے سے قبل حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی، حضرت مولانا مفتی زین الدین صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم غریب نواز الہ آباد حضرت مولانا نسیم بستوی صاحب وغیرہ نے مطالعہ فرمالیا ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت برہان ملت مولانا شاہ برہان الحق صاحب قبلہ جبل پوری اور خطیبِ مشرق کے دو مضامین جو ان حضرات نے عنایت کئے تھے، شامل نہ ہوسکے۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں شامل کرلئے جائیں گے۔ فقط :-

(رازؔ الہ آبادی غفرلہٗ مصطفوی رضوی قادری)

مدینہ منورہ سے پیار
مکتوب مفتی اعظم بنام ملک العلماء
مکتوب ملک العلماء بنام مفتی اعظم
عکوس مکتوبات

حج و زیارت

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ایک روز جذب و کیف اور عشق و مستی کے عالم میں اپنے آقا و مولیٰ نور مجسم، رحمت عالم، باعث تخلیق عالم، محبوب رب العالمین، سید المرسلین، خاتم النبیین، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور عرض و تمنا پیش کرتے ہوئے کہا تھا۔

شاہِ والا مجھے طیبہ بلالو ☆ طیبہ بلالو مجھے طیبہ بلا لو

ڈیوڑھی کا اپنی کتا بنا لو

قدموں سے اپنے مجھ کو لگا لو

صدقے میں صدقے بلالو ☆ فرقت کے مارے کو پیارے جلا لو

پیارے جلا لو مجھے پیارے جلا لو

مولیٰ جلا لو مجھے آقا جِلا لو

دنیا کے جھگڑوں سے یک سر چھڑا کر ☆ غیروں کی الفت کو دل سے مٹا کر

شاہِ والا مجھے اپنا بنا لو

اپنا بنا لو مجھے اپنا بنا لو

نیکوں کے صدقے میں ہم سے بدوں کو ☆ زارو نزارو مصیبت زدوں کو

مولیٰ نبھا لو مرے مولیٰ نبھا لو

ہاں ہاں نبھا لو مرے مولیٰ نبھا لو

ہوتے ہو تم کیوں مایوس و مضطر ☆ کس واسطے ہو حیران و ششدر

دکھ درد والو سنو دکھ درد والو

طیبہ سے ہر ایک اپنی دوا لو

دار الشفائے طیبہ میں آؤ ☆ جو مانگو فوراً منہ مانگی پاؤ

اندوہ وغم سب اپنے مٹالو

رنج والم سب دل سے نکالو

آنکھوں میں آؤ دل میں سماؤ ☆ پردہ اٹھاؤ جلوہ دکھاؤ

حسرت زدہ کی پیارے دعالو

حسرت نکالو مری حسرت نکالو

قربان جاؤں قربان جاؤں ☆ سر صدقے کر کے صدقے اتاروں

قدموں میں اپنے مولیٰ بلالو

مولیٰ بلالو مجھے آقا بلالو

بادِ مخالف تیز آرہی ہے ☆ کشتی ہماری چکرا رہی ہے

منجدھار میں ہے مولیٰ بچالو

پیارے بچالو مجھے شاہا بچالو

ڈولت ہے نیّا موری بھنور میں ☆ مولیٰ ترَاوَ اُیکُۓ نجر میں

موری کھبر یا مورے پیالو

موکو بچالو پیا موکو بچالو

تائب ہوں نجدی آئب ہوں نجدی ☆ اور یہ نہ ہو تو غائب ہوں نجدی

غائب ہوں نجدی مولیٰ نکالو

جلدی نکالو انھیں جلدی نکالو

یہ نوریؔ مضطر تیرا ثنا گر ☆ اور اس کا گھر بھر ہو حاضرِ در

اپنے گداگر کو در پر بلالو

امن واماں سے ہمیں سرور بلالو [1]

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا، مفتی اعظم، مولانا، سامان بخشش، ص ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، مطبوعہ رامپور۔

مدینہ منورہ سے پیار

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو مدینہ منورہ سے کیسا پیار تھا اس کا اندازہ حضرت کے مذکورہ بالا منظوم کلام سے لگایا جا سکتا ہے۔ طیبہ کی حاضری کی تڑپ، گھر کے سارے لوگوں کے ساتھ حاضری کی تمنا اور آرزو حضرت کے کلام سے ظاہر و باہر ہے۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کا یہ شوق واشتیاق کس درجہ بڑھ گیا تھا ملاحظہ ہو: شعر

آبلے پاؤں میں پڑ جائیں جو چلتے چلتے
راہ طیبہ میں چلوں سر سے قدم کی صورت [1]

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقِ صادق، سوختہ دل، مفتی اعظم کی نہ صرف عرض وتمنا کو قبول فرما کر طیبہ کی حاضری نصیب فرمائی۔ بلکہ تین بار حج وزیارت حرمین شریفین سے مشرف فرمایا۔ پہلی بار ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء میں۔ دوسری بار ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ میں اور تیسری بار ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء میں۔

نوٹ: بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت مفتی اعظم کا پہلا حج والد ماجد امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے ساتھ ۱۳۲۴ھ میں تحریر کیا جو ازروئے تحقیق غلط ہے۔ بعض نے ۱۳۶۵ھ اور بعض نے ۱۳۶۶ھ لکھا ہے۔ وہ بھی غلط ہے۔ صحیح یہی ہے کہ پہلا حج حضرت مفتی اعظم نے ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء، دوسرا حج ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء اور تیسرا حج ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء میں کیا۔

۱۳۶۴ھ میں حضرت مفتی اعظم اپنی اہلیہ محترمہ مادر اہل سنت مخدومہ صاحبہ، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی لائل پوری، مولانا محمد ادریس رضا خاں عرف لالہ میاں داماد مفتی اعظم اور بریلی شریف کے تقریباً ڈیڑھ سو افراد کے ساتھ سفر حج وزیارت کیا۔ مذکورہ حضرات کے علاوہ کثیر تعداد میں اکابر علماء اور نعت خواں حضرات بھی شریک سفر تھے۔ حضرت مفتی اعظم نے سفر

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا، مفتی اعظم، مولانا، سامان بخشش، ص ۴۷، مطبوعہ رامپور۔

پر روانگی سے پہلے ۳؍شوال المکرّم ۱۳۶۴ھ کو ملک العلماء حضرت علامہ مفتی سید ظفر الدین قادری رضوی بہاری کے نام ایک مکتوب تحریر فرمایا۔ ملک العلماء نے اس کا جواب تحریر فرمایا۔ ہم یہاں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے مکتوب اور جواب مکتوب دونوں ہدیہ قارئین کر رہے ہیں:

مکتوب مفتی اعظم بنام ملک العلماء

۷۸۶/۹۲

عید سعید مبارک باد

بریلی ۳؍شوال ۶۴ھ

جناب مولانا المکرّم ذی الکرم دام بالکرم

بعد تحیہ مسنونہ عافیت خواہ مزاج بخیرہ مع الخیر ہے۔ گرامی نامہ تشریف لایا تھا مگر میں اپنی حالت کیا عرض کروں۔ نہایت مشغولی سمجھئے یا کچھ کاہلی بھی کہ اب تک جواب حاضر نہ کر سکا اور مضمون نگاری مجھے آتی بھی (نہیں)۔

میرا ارادہ امسال حج و زیارت کا ہے۔ دعا فرماتے رہیں کہ مولیٰ تعالیٰ مجھے اور میرے ہمراہیان، میری اہلیہ اور لالہ میاں[1] اور مولوی سردار احمد صاحب اور بریلی کے تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں اور سب اہل سنت کو حج و زیارت نصیب فرمائے اور قبول کرے۔ اس سفر کے متعلق جو باتیں آپ کے خیال میں ہوں ان سے مطلع فرمائیں۔ اور ہاں جو تقصیر مجھ سے حاضر، غائب ہوئی ہے اسے معاف فرمائیں۔ میں نے

---

[1] یعنی مولوی محمد ادریس رضا خاں یہ مفتی اعظم کے داماد تھے۔ آپ کے دوسرے سفر حج میں ساتھ تھے۔ تاریخ وفات ۲۹؍شعبان ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء ہے۔

سب اہل سنت کو جنھوں نے کچھ ایسی بات کی ہو انھیں معاف کیا۔ جہاز میں سمتِ قبلہ کا مسئلہ پیچیدہ ہو جانا عجب نہیں۔

یہاں کتب خانہ اعلیٰ حضرت کی جیسی بربادی ہوئی ہے وہ آپ پر ظاہر ہے، جو کچھ تباہ شدہ باقی رہا ہے اس سے کوئی کام کی چیز نکال لینا آسان نہیں، خصوصاً وقتِ عجلت۔ آپ نے بھی تو اس بارے میں شاید کوئی رسالہ لکھا ہے۔ [1] والسلام۔ مصطفےٰ رضا خاں

میں غالباً اس آنے والے بدھ کے بعد جو بدھ آرہا ہے یا پنجشنبہ اس چہار شنبہ یا پنج شنبہ کو کراچی مع الخیر انشاء اللہ تعالیٰ روانہ ہونے کا قصد کرتا ہوں۔

مطابق ۱۱ر ستمبر ۱۹۴۵ء [2]

مکتوب ملک العلماء بنام مفتی اعظم

خوش قسمتی سے مفتی اعظم کے نام ملک العلماء کا ایک خط بعض اعزاء نے مجموعہ خطوط ''مکاتیب ملک العلماء'' میں نقل کر کے محفوظ کر دیا ہے وہ یہاں پیش کیا جارہا ہے۔ یہ مفتی اعظم کے اس خط کے جواب میں ہے جو آپ نے سفر حج و زیارت حرمین طیبین زاد اللہ شرفہما کے موقع پر ملک العلماء کو لکھا تھا۔ یہاں ملک العلماء کا خط مورخہ ۳ر شوال المکرم ۱۳۶۴ھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مخدوم زادہ مخدوم محترم دام مجدہٗ۔ السلام علیکم۔

---

[1] کتاب ''الجواہر والیواقیت'' جو ۱۳۳۰ھ میں لکھی گئی۔ یہ حاجی محمد ظہور نعیمی کے زیر اہتمام اہل سنت برقی پریس مرادآباد سے جنوری ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی۔ مصنف علام نے اس کتاب کا انتساب اپنے مخلص دوست استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کے نام کیا ہے۔

[2] مکتوبات مفتی اعظم، (قلمی) مرتبہ فقیر نوری غفرلہٗ۔

گرامی نامہ تشریف لایا۔ معزز و ممتاز فرمایا۔ حضرت جد امجد قدس سرہٗ العزیز کی کتاب ''فضیلت علم و علماء'' یہیں چھپ گئی ہے۔ جماعت رضائے مصطفیٰ نے چھپوایا تھا تو اسی کا خلاصہ ایک دو ورق میں لکھ دینا کافی ہے۔ سفر حج و زیارت مبارک ہو۔ مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضور کے اہل و عیال و جملہ رفقائے سفر حضور کے سایۂ عاطفت میں بخیر جائیں اور بخیر واپس آئیں۔ آمین۔ اس ناکارہ غلام رضوی کو بھی مقامات مستجاب الدعوات میں دعا میں یاد رکھیں۔ حضور نے تمام سنیوں کے حقوق معاف فرمادیئے۔ جناب نے تو ہم سنیوں کی ہر طرح کی حمایت ہی کی ہے۔ اور دین کی خدمت میں اپنے کو مشغول و مصروف رکھا۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا حج و زیارت قبول فرمائے۔ نقشۂ سمت قبلہ بک پوسٹ روانہ کرتا ہوں، اس کے لئے صرف ایک قطب نما کی ضرورت ہے۔ قطب نما کی سوئی شمال کی جانب نقشہ پر رکھئے اور پھر کاغذ گھماتے ہوئے ٹھیک نقاط جنوب، مغرب، مشرق پر کردیجئے، اس سے صحیح چاروں سمتیں معلوم ہوجائیں گی۔ اس کے بعد جہاں جہاں جہاز پہنچتا جائے نقشہ میں دیکھئے کہ اس جگہ کس قدر انحراف رکھا ہے۔ اس نقطہ اور مرکز پر کوئی کاغذ یا کتاب رکھ دیجئے، وہی خط اقامت ملفوف کا ہوگا۔
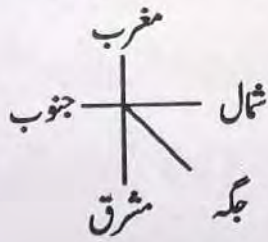
سب کی خدمت میں سلام مسنون۔

محمد ظفر الدین قادری غفرلہٗ [1]

نوٹ

مکتوبات مفتی اعظم کے حوالے سے حضرت مفتی اعظم کے مکتوب بنام ملک العلماء کا عکس ص ۱۷۴-۱۷۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] مکاتیب ملک العلماء، مرتبہ پروفیسر مختار الدین آرزو۔

جن کے سپرد کر کے چلا آؤں۔ معلوم نہیں وہاں کیا ہو رہا ہے؟ اشتہار چھپایا نہیں؟ اشاعت ہو رہی ہے یا نہیں؟ اور اب روپے کا جو حشر ہوا آپ کو معلوم ہے۔ اب ادھر جو کچھ روپیہ تھا وہ خرچ (ہو گیا)[۲]............ سیٹھ (؟) احمد صاحب کے ہاتھ بھیج دوں گا............[۳] میں یہ روپیہ بھیجا جائے گا............ خرچ کیا جائے۔ گیہوں کی بجائے آٹے .... ایسا ہی کرنا مناسب ہوگا[۴] مقبول حسین[۵]......... معاملہ کیا۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ (جلد آنے کی) کوشش کروں گا۔

مصطفیٰ رضا غفرلہٗ

(۹)

۹۲/۷۸۶

عید سعید مبارک باد

بریلی ۳ر شوال ۶۴ھ ☆

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ) والد صاحب سے ملنے تشریف لائے۔ پانچ بجے شام کی گاڑی سے بریلی تشریف لے گئے۔ مجھے علی گڑھ کی فضا میں پابندِ شریعت رہنے کی بہت تاکید کی ہے۔'' ڈائری کے اس اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک العلماء ۸ر جولائی ۱۹۴۳ء سے پہلے بریلی تشریف لے آئے تھے، ستمبر، اکتوبر تک وہاں قیام رہا ہوگا۔ مفتی اعظم بعد کو بھی کوشاں رہے کہ ملک العلماء کچھ دنوں کے لئے بریلی آجائیں۔ دیکھئے مکتوب مولانا عرفان علی ضمیمہ (۳)

[۲] کاغذ خستگی اور دوبارہ سہ بارہ موڑ کرتہ کئے جانے کی وجہ سے جابجا ٹوٹ گیا ہے، مکتوب الیہ نے کاغذ کی چپیاں لگا کر اپنے مرشد زادے کی تحریر کو محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن رقعے کا آخری چوتھائی حصہ ٹوٹ کر علاحدہ ہو گیا ہے۔ سات سطروں کے ابتدائی حصوں پر نقطے لگا دئے گئے ہیں۔

[۳] سیٹھ یہ لفظ واضح نہیں ہے۔

[۴] گیہوں آٹے کا ذکر غالباً مدرسے کے مقیم طلبہ کے طعام کے سلسلے میں کیا گیا ہے۔

[۵] بریلی کا کوئی معمر آدمی شاید بتا سکے کہ یہ چھوٹے بھیا، احمد صاحب اور مقبول حسین کون اصحاب تھے۔

☆ مطابق ۱۱ر ستمبر ۱۹۴۵ء

جناب مولانا المکرّم ذی الکرم دام بالکرم

بعد تحیۂ مسنونہ عافیت خواہ کا مزاج بحمدہ مع الخیر ہے۔گرامی نامہ تشریف لایا تھا۔مگر میں اپنی حالت کیا عرض کروں۔نہایت مشغولی سمجھئے یا کچھ کاہلی بھی کہ اب تک جواب حاضر نہ کرسکا اور مضمون نگاری مجھے آتی بھی (نہیں)۔

میرا ارادہ امسال حج وزیارت کا ہے،دعا فرماتے رہیں کہ مولیٰ تعالیٰ مجھے اور میرے ہمراہیان،میری اہلیہ اور لالہ میاں [1] اور مولوی سردار احمد صاحب اور بریلی کے تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں اور سب اہل سنت کو حج وزیارت نصیب فرمائے اور قبول کرے۔اس سفر کے متعلق جو باتیں آپ کے خیال میں ہوں ان سے مطلع فرمائیں اور ہاں جو تقصیر مجھ سے حاضر،غائب ہوئی ہے،اسے معاف فرمائیں۔میں نے سب اہل سنت کو،جنھوں نے کوئی ایسی بات کی ہو انھیں معاف کیا۔جہاز میں سمت قبلہ کا مسئلہ پیچیدہ ہو جانا عجب نہیں۔

یہاں کتب خانۂ اعلیٰ حضرت کی جیسی بربادی ہوئی ہے وہ آپ پر ظاہر ہے،جو کچھ تباہ شد باقی رہا ہے اس سے کوئی کام کی چیز نکال لینا آسان نہیں،خصوصاً وقت عجلت۔آپ نے بھی تو اس بارے میں شاید کوئی رسالہ لکھا ہے۔[2] والسلام

مصطفیٰ رضا خاں

میں غالباً اس آنے والے کے بعد جو بدھ آرہا ہے یا پنج شنبہ اس چہار شنبہ یا پنج شنبہ کو کراچی مع الخیر ان شاء اللہ تعالیٰ روانہ ہونے کا قصد کرتا ہوں۔

---

[1] یعنی مولوی محمد ادریس رضا خاں۔یہ مفتی اعظم کے داماد تھے۔آپ کے دوسرے سفر حج میں ساتھ تھے۔تاریخ وفات،۲۹؍شعبان ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء ہے۔

[2] کتاب الجواہر والیواقیت جو ۱۳۳۰ھ میں لکھی گئی۔یہ حاجی محمد ظہور نعیمی کے زیر اہتمام اہل سنت برقی پریس مراد آباد سے جنوری ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی۔مصنف علام نے اس کتاب کا انتساب اپنے مخلص دوست استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) کے نام کیا ہے۔

باب سوم

پہلا حج

رپورٹ حج بیت اللہ شریف

حج کے بعد پندرروز مکہ مکرمہ میں قیام

مکہ مکرمہ میں مجالس کا انعقاد

مردوزن کے اختلاط کے خلاف آوازِ حق

دیارِ حبیب میں حاضری

علماءِ حرمین کو اجازت و خلافت

پہلا حج

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ جب ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء میں عازم حرمین شریفین ہوئے تو آپ نے مرکزِ علم و عرفان بریلی شریف سے اپنی عارضی غیر حاضری میں صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت مولانا محمد امجد علی رضوی اعظمی قدس سرہٗ کو اپنا نائب و قائم مقام مقرر فرمایا۔ رضوی سلسلہ کے علماء میں آپ کا یہ انتخاب اس امر کا بین ثبوت ہے کہ علماء حقانی میں آپ بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ [۱]

تلمیذ صدر الشریعہ مفتی محبوب رضا خاں بریلوی بانی ''مدرسہ رضویہ حنفیہ'' ساہیوال پاکستان رقم طراز ہیں:

> حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت معالیہم اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ نے (جب) حج وزیارت کا ارادہ فرمایا (تو) طے یہ ہوا کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو مدرسہ ''مظہر اسلام'' اور'' دار الافتاء'' بریلی شریف کا کام، اہتمام وانتظام سونپا جائے۔ چنانچہ حضرت کو گھوسی سے بریلی شریف بلایا گیا۔ اور سب کام حضرت کے سپرد کر کے دونوں حضرات حجاز مقدس کے لئے روانہ ہوگئے۔ [۲]

مفتی اعظم نے بریلی سے الوداع کہتے وقت جو پند ونصائح اور وصایا ارشاد فرمائے اس کے چند اقتباسات نذر قارئین ہیں ملاحظہ ہوں:

---

[۱] محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان۔ ج ۱، ص ۱۳۲، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور۔ پاکستان۔

[۲] (الف) محبوب رضا خاں بریلوی، مفتی، ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور (صدر الشریعہ نمبر) ج ۲، ش ۱۰-۱۱، ص ۲۷، اشاعت جمادی الاولیٰ، جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ/ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۵ء۔ (ب) محبوب رضا خاں بریلوی، مفتی، فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ، حیات وخدمات، ص ۲۴۰، ۲۴۱، مطبوعہ دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی، ملخصاً۔

(الف) فقیر اپنے برادران اہل سنت وخواجہ تاشانِ طریقت کا دعا گو مکہ معظّمہ ومدینہ طیبہ کی حاضری کا عزم مصمم کر چکا ہے اور انشاء اللہ العزیز کل ۲۱ رشوال مکرم ۶۴ ھ کو شب کے وقت اپنے عقیدت ومحبت رکھنے والے اعزاء ورفقاء کو مولیٰ عز وجل کی امان میں دے کر رخصت ہوگا۔ فقیر کے دل میں اپنے عزیزان ملت کی محبت نقش کئے ہوئے ہے۔ جو وقت حاضری دربار رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح فراموش نہ ہوگی۔ سب کے لئے قلب صمیم کے ساتھ التجا کی جائے گی کہ وہ بھی روضہ اقدس کی زیارت سے سرفراز فرمائے جائیں۔ وہ بڑا کریم ہے اپنے کرم کی شان سے آپ حضرات کو آپ کی نیک نیتی کے ثمرہ میں حج وزیارت مرحمت فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ فقیر کو حاضری وزیارت کا شوق مضطرب کئے ہوئے ہے۔ اس لئے اچھی نصائح ووصایا کی خدمت سے قاصر رہ کر اعلیٰ حضرت علامہ بریلوی قدس سرہٗ کے مسلک پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ آپ کے لئے ان کی تصنیفات عالیہ کافی وافی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرتے رہئے اور مزار پرانوار پر حاضری دیتے رہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت کی ہر جائز مراد فہوالمراد کامیاب ہوتی رہے گی۔[1]

(ب) آستانہ عالیہ رضویہ بریلی (شریف) سے شرعی احکام پہنچانے کی خدمت فقیر اپنے برادرِ طریقت صدر الشریعہ حضرت مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی زیدت کرمہ، کے سپرد کرتا ہے ''موصوف'' آستانہ عالیہ مقدسہ پر ہی قیام فرما رہیں گے۔ آپ کی ذات گرامی محتاج تعریف نہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ واکابر خلفاء میں سے ہیں۔

[1] ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور، مجریہ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۴۵ء، مطبوعہ رامپور۔

دس بارہ سال تک اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی صحبت میں رہ کر علم و معرفت سے
فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے آپ کے پہنچائے ہوئے شرعی
احکام" اعلیٰ حضرت" قدس سرہٗ کے مسلک پر مبنی ہوں گے۔ "موصوف"
مدرسہ اہل سنت "مظہر اسلام" مسجد بی. بی. جی. صاحبہ کے صدر المدرسین کی
حیثیت سے ہر طرح کی سرپرستی فرمائیں گے۔ اور جملہ اختیارات جو اس
آستانے کے عقیدت کیشاں کی جانب سے اس فقیر کو حاصل ہیں وہ سب
فقیر اپنی طرف سے "صدر الشریعہ" کو تفویض کرتا ہے۔ [1]

حضرت مفتی اعظم۔ آپ کے ساتھ بریلی سے جانے والے حجاج کرام اور خدام ورفقاء کے لئے ڈیرہ ایکسپریس کی ایک بوگی پہلے سے ہی بک کرالی گئی تھی۔ ۲۱؍شوال المکرّم ۱۳۶۴ھ/ ۲۹؍ستمبر ۱۹۴۵ء کے تیسرے عشرے میں حضرت مفتی اعظم ایک عظیم الشان جلوس کے ساتھ سوداگران سے ریلوے اسٹیشن کے لئے پیدل روانہ ہوئے۔

وقت رخصت حضرت مفتی اعظم کے عقیدت کیشوں کے جذبات اور جوش وولولہ کی منظر کشی کرتے ہوئے جناب مرزا تا جک بریلوی رقمطراز ہیں:

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب
قادری فاضل بریلوی زیب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ بغرض حاضری حرمین
شریفین بریلی سے بتاریخ ۲۱؍شوال ۱۳۶۴ھ/ ۲۹؍ستمبر ۱۹۴۵ء کو شب کے
۱۲:۴۵ منٹ پر ڈیرہ ایکسپریس سے روانہ ہوگئے۔ حضرت موصوف کو
رخصت کرنے کے لئے عقیدت کیش ہزاروں کی تعداد میں چار بجے سے
پیشتر ہی آستانہ عالیہ پر آگئے تھے اور بے چینی کے ساتھ حضرت والا کے

---

[1] (الف) ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، ص ۱۰، مجریہ ۲۸-۲۱؍اکتوبر ۱۹۴۵ء۔

(ب) محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۱، ص ۱۳۲-۱۳۳، مکتبہ قادریہ لاہور ۸۔

مکان مبارک سے باہر تشریف لانے کا انتظار کرتے رہے۔ حضور والا
۶ ؍بجے کے قریب جب باہر تشریف لائے تو اللہ اکبر کے نعروں سے فضا
گونج اٹھی۔ لوگ اپنے جذبات عقیدت سے بے خود ہو رہے تھے۔ دست
بوسی و قدم بوسی میں ہر ایک دوسرے پر سبقت کرنا چاہتا تھا۔[1]

مفتی محبوب رضا خاں بریلوی روانگی کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ اور مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ جب سفرِ حج کے لئے سوداگران محلّہ سے چلے تو اسٹیشن تک پیدل تشریف لے گئے۔ ہزارہا آدمی جلوس میں شامل تھے۔ ایک بوگی ریلوے کی ریزرو کرائی گئی تھی۔ جب اسٹیشن پر گاڑی میں سوار ہوئے تو میں ایک برتھ پر حضرت صدر الشریعہ کے برابر بیٹھ گیا۔ سامنے کی برتھ پر حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے۔ گاڑی چلنے والی تھی، گارڈ نے سیٹی بجائی ہم لوگ گاڑی سے اتر آئے اور ٹرین چل دی۔[2]

حضرت مفتی اعظم نے یہ سفر حجاز تقسیم ہند سے پہلے انگریزی دور اقتدار میں کیا۔ اس وقت ہندوستانی حجاج کرام کراچی کے راستہ سے بھی حج و زیارت کو جایا کرتے تھے۔ حضرت مفتی اعظم کے داماد حضرت مولانا الحاج ساجد علی خاں قادری بریلوی ملازمت کے سلسلہ میں کراچی میں مقیم تھے۔ ان کے فرزند ارجمند حضرت مولانا الحاج خالد علی خاں قادری دامت برکاتہم القدسیہ خلیفہ حضرت مفتی

---

[1] ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور، مجریہ ۱۵؍اکتوبر ۱۹۴۵ء، مطبوعہ رامپور۔

[2] محبوب رضا خاں بریلوی، مفتی، مضمون بحوالہ فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ، حیات و خدمات، ص ۲۴۲-۲۴۳، مطبوعہ دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی، ملخصاً۔

اعظم و مہتم دار العلوم ''مظہر اسلام'' بریلی اس وقت آٹھ سال کے تھے۔ ان کو ان کے والد کے پاس کراچی پہنچانا تھا۔ نیز تاجدار اہل سنت حضرت مفتی اعظم کے خلیفہ اجل و تلمیذ ارشد، محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد قادری رضوی نوری چشتی صدر المدرسین دار العلوم ''مظہر اسلام'' بریلی جو آپ کے ہمراہ حج و زیارت کے لئے جانے والے تھے۔ ان کو اپنے اہل و عیال اور احباب و رفقاء سے ملنا تھا۔ اس لئے حضرت مفتی اعظم نے پہلا سفر حجاز کراچی کے راستہ سے کیا۔ کراچی وغیرہ میں مختصر قیام کیا۔ وہاں زبردست استقبال ہوا۔ اعزاء، احباب اور معتقدین و متوسلین سے ملاقات کر کے ۲۷ر شوال ۱۳۶۴ھ/ ۵ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کے بعد کراچی سے بذریعہ بحری جہاز آپ عازم حرمین طیبین ہوئے۔ یہ ''رضوانی'' نامی بحری جہاز مغل لائن کمپنی کا تھا۔[۱]

اس سال حج میں آپ کے ساتھ تقریباً بیس (۲۰) علماء اور بھی تھے۔

چند ایک علماء کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

☆ مولانا مفتی محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی امام و خطیب جامع مسجد فتح پوری و مفتی اعظم دہلی

☆ مبلغ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی رضوی میرٹھی خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

☆ مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری لاہوری، خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

☆ مولانا سید محمد عبد الرب قادری جبل پوری

☆ مولانا ابو الحامد سید محمد عبد المسجود دو جود قادری، جبل پوری [۲]

☆ مولانا عبد الحامد قادری بدایونی

☆ مولانا حمید الدین کوٹ نجیب اللہ و خلیفہ سرکار گولڑوی

---

۱ محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۲، ص ۱۹۷، مکتبہ قادریہ لاہور ۔ ۸۔

۲ ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری، رامپور، ص ۹، مجریہ ۲۸ر فروری ۱۹۴۶ء، مطبوعہ رامپور۔

☆ مولانا اشتیاق احمد کان پوری [1]

☆ مولانا سید شاہ محمد احمد خطیب مسجد وزیر خاں لاہور۔[2]

☆ مولانا پیر سید مرتضٰی امرتسری (استاد جان محمد امرتسری)

☆ جناب حیرت وارثی نعت خواں (مرید بیدم وارثی)

☆ جناب بدیع احمد اسد (نعت خواں امام احمد رضا بریلوی)

☆ جناب حافظ اسد علی شمسی رضوی، حامدی بہیڑی ضلع بریلی شریف۔[3]

رضوانی نامی جہاز ۱۰/ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ/ ۱۷/اکتوبر ۱۹۴۵ء کو جدہ پہنچا۔[4]

بحری سفر کے دس بارہ دنوں میں جہاز پر اور اس کے بعد حرمین شریفین میں امامت کے فرائض کبھی آپ نے اور کبھی آپ کے حکم سے محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد قادری رضوی نوری چشتی صدر المدرسین دار العلوم "مظہر اسلام" بریلی شریف نے انجام دیئے۔ چونکہ حرمین طیبین میں وہابی عقائد کے نجدی امام مقرر تھے۔ اس لئے آپ نے کبھی ان کی اقتدا میں نماز ادا نہ کی۔ ہمیشہ اپنی جماعت علیحدہ کرواتے۔[5]

مکۂ مکرمہ میں آپ کے شب و روز تلبیہ، تکبیر، تسبیح وتہلیل، تلاوت قرآن کریم، عمرہ وطواف، عبادات، طاعات اور اذکار و معمولات میں گزرتے مناسکِ حج کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ دوسرے حجاج کرام کی دینی رہنمائی اور مذہبی خدمات بھی بڑے ذوق وشوق اور انہماک سے انجام دیتے۔ عالم اسلام سے آئے ہوئے جلیل القدر علماء کرام اور مشائخِ

---

[1] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۲۸-۲۱/نومبر ۱۹۴۵ء ص ۶۔ [2] ایضاً۔

[3] روایت جناب الحاج محمود علی شمسی رضوی حامدی، بہیڑوی، ۲/صفر المظفر ۱۴۲۶ھ بروز دوشنبہ شریف بعد عصر بمقام آستانہ عالیہ جمالیہ، رامپور. یو. پی۔

[4] محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۲، ص ۱۹۷-۱۹۸، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور۔

[5] محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۲، ص ۱۹۸-۱۹۹، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور۔

عظام سے علمی مذاکرات فرماتے۔ آپ کا ایک ایک لمحہ یادِ الٰہی، اتباع نبوی اور جذب و کیف سے معمور رہتا تھا۔

حضرت مولانا اشتیاق احمد کانپوری حضرت مفتی اعظم اور ان کے رفقاء سفر حج وزیارت علمائے اہلسنت کی ایام حج اور بعد فراغت حج شب وروز کی عبادات، ریاضات ومجاہدات، اور معمولات، حجاج کرام کو وعظ وتبلیغ، رشد وہدایت، اصلاح عقائد واعمال اور ان کے استفسارات پر مدلل ومحقق جوابات کے سلسلہ میں شب وروز اپنا آنکھوں دیکھا حال اور اخلاص ومحبت، عظمت وعقیدت بھرا تاثر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ملاحظہ ہو:

حج بیت اللہ شریف

صحنِ کعبہ معظمہ بیت اللہ الحرام

میں اہلسنت علمائے ہند کی خدمات دینیہ

۱۰/نومبر مکہ مکرمہ بذریعہ ایئر میل سروس

امسال حج بیت اللہ الحرام وزیارتِ روضہ حضور علیہ السلام کے مبارک قصد کے ساتھ ہندوستان کے جلیل القدر نامور علمائے اہلسنت مکہ مکرمہ حاضر ہوئے ہیں اور حرم پاک میں رات دن طاعت و عبادت میں خود بھی مشغول ہیں اور دوسرے حجاج کرام کی دینی رہنمائی ومذہبی خدمات بھی بڑے ذوق وانہماک سے انجام دے رہے ہیں۔

چنانچہ مفتی اعظم ہند شیخ العلماء حضرت قبلہ مولانا شاہ مصطفٰے رضا خانصاحب قادری رضوی بریلوی مدظلہ العالی حرم پاک میں بعد نماز عشاء سے دوتہائی رات تک خود بھی صلوٰۃ وطواف میں مصروف رہتے ہیں اور اسی وقت جو حجاج آپ سے مسائل دریافت کرتے ہیں۔ انہیں نہایت تسلی بخش ومحققانہ جوابات مرحمت فرماتے ہیں۔ مبلغ اسلام امیر

طریقت حضرت قبلہ مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صاحب صدیقی قادری رضوی میرٹھی مدظلہ العالی بعد نماز عصر سے نماز عشاء کے ایک گھنٹہ بعد تک مصلئے مالکی میں حاضر رہ کر خود ذکر واذکار میں مشغول رہتے ہیں اور اہل عقیدت وگردوپیش بیٹھنے والوں کو دینی مسائل کا فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔ فاضل اجل حضرت مولانا مولوی سردار احمد صاحب قادری رضوی صدرالمدرسین ''مظہر اسلام'' بریلی مدظلہ العالی تقریباً ہر وقت حرم میں حاضر رہتے ہیں اور جگہ جگہ لوگوں کو مسائل سمجھاتے رہتے ہیں۔ شب میں آپ کے پاس حرم شریف کے مدارس دینیہ کے طلباء جمع ہوجاتے ہیں اور درسیات سے متعلق آپ کے فیوض علمی سے استفادہ حاصل کرتے ہیں اور حضرت قبلہ مولانا مولوی صوفی شاہ سید محمد عبدالرب صاحب قادری رحمانی جبل پوری مدظلہ العالی بھی بعد نماز عصر سے بعد عشاء تک مابین مصلئے مالکی وحنبلی مصروف بطاعت الٰہی رہتے ہیں اور اپنے احباب کے غول میں ذکر پاک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں اور حضرت مفتی اعظم قبلہ مولانا مظہر اللہ شاہ صاحب قادری نقشبندی مدظلہ العالی خطیب مسجد فتحپوری دہلی بھی حرم میں طاعت وعبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ مناسب طور پر جو دینی خدمات سامنے آتی ہیں وہ انجام دیتے ہیں۔ آپ چونکہ حج سے قبل ہی مدینہ منورہ حاضری دے آئے ہیں اور راستہ میں اتفاقاً موٹرلاری سے ٹکر ہوجانے کے باعث آپ کو کسی قدر چوٹ بھی آگئی ہے مولیٰ تعالیٰ جلد صحت عطا فرمائے۔ فاضل نوجوان حضرت مولانا قاری سید محمد عبدالمسجود صاحب وجودِ قادری مدظلہ العالی خطیب مسجد علی گنج جبل پور بھی کعبہ

معظّمہ کے سامنے رکن یمانی کے بالمقابل بعد نماز مغرب سے نماز عشاء تک ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ مناسکِ حج وجزیات مسائل حج وزیارت پر وعظ فرماتے ہیں اور فاضل جلیل حضرت مولانا سید شاہ محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خاں لاہور بھی برابر طاعت الٰہیہ اور خدمات دینیہ میں مصروف رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے علمائے کرام ومشائخین عظام قادری چشتی نقشبندی صابری اہلسنت ہروقت دربار خداوندی میں حاضر رہ کر اپنے اپنے انداز میں مصروف عبادت ومشغول بطاعت ہیں۔

الحمد للہ آج کل کعبۂ معظّمہ کے چاروں طرف سچے پرستارانِ توحید وفدا کارانِ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت وعبادت اور ذوقِ خدمتِ دینیہ کا نظارہ قابل دید ہے پروردگارِ عالم اپنی رحمت کاملہ سے تمام مسلمانوں کو حج وزیارت کی سعادت وبرکات نصیب فرمائے اور ہم سب حاضرِ بیت اللہ الحرام کا حج مقبول فرمائے اور زیارتِ روضۂ انور سے نور ایمان زیادہ کرے۔

آمین یارب العالمین۔

ناچیز غلام خادم اہل سنت اشتیاق احمد عفی عنہ کانپوری

مقیم مکہ مکرمہ متصل حرم شریف

۱۰/نومبر ۱۹۴۵ء[1]

---

[1] الفقیہ امرتسر، ص ۶، مجریہ ۲۸-۲۹ نومبر ۱۹۴۵ء، مطبوعہ امرتسر۔

حج کے بعد چندروز مکہ مکرمہ میں قیام

فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد آپ نے چندروز مکہ معظّمہ میں قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں آپ سے عالم اسلام سے آئے ہوئے علماء اعلام نے ملاقاتیں کیں اور اکثر نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

حرمین شریفین میں آپ سے جن علماء وفقہاء اور محدثین نے ملاقات کا شرف حاصل کیا ان میں بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

☆ شیخ العلماء مولانا محمد عربی مغربی ثم مدنی، مالکی، محدث مدرسۃ الفلاح مکہ معظّمہ۔

☆ شیخ المحدثین مولانا الشیخ محمد الحافظ التیجانی المصری ثم المدنی (خلیفہ مفتی اعظم)۔

☆ فاضل جلیل مولانا سید محمد یوسف ابن خطوۃ حمد النیل قادری، مدرس مدرسۃ الفلاح مکہ معظّمہ۔

☆ فاضل جلیل مولانا محمد امین کتبی مدرس مدرسہ الفلاح والمسجد الحرام۔

☆ الشیخ القاری احمد الفقیہ حجازی، مکہ معظّمہ۔

☆ الشیخ محمد الحسینی الظواہری من علماء الازہر ومدرس کلیۃ اصول الدین، مصر۔

☆ شیخ جلیل قاری سید عباس مکی، مدنی الاصل۔

☆ رئیس المحدثین مولانا عمر حمدان محرسی۔

☆ مولانا الفاضل عبد الرحمٰن محمد عیسیٰ بلہہا شرط الرملہ، مدرس مدرسۃ الرملہ قلیوبیہ، قطر المصر۔

☆ مولانا الفاضل عبد الرب عبد الرحیم کشوہ، بلدۂ رملہ، مرکز بلہا، مدرس مدرسۃ الرملہ قلیوبیہ۔

☆ مولانا الفاضل السید عمر رشیدی المطوف (خلیفۂ مجاز امام احمد رضا بریلوی)۔

☆ مولانا الشیخ جعفر الکثیری الشافعی، مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔

☆ مولانا الشیخ محمد عبد الماجد الغبشاوی، شافعی مدرس مدرسۃ الفلاحیۃ، مکہ مکرمہ۔

☆ مولانا الشیخ محمد ناجی بن ابوصالح الشافعی النقشبندی، استاد فی مدرسۃ الخسرویۃ محلّہ المشارقۃ، حلب۔

☆ مولانا الشیخ بکری رجب، مدیر مدرسہ رضائیہ، شارع العریان، حلب۔

☆ مولانا الشیخ محمد خلیلو امام وخطیب جامع الکبیر، قریۃ السفیر ۃ، حلب۔

☆ مولانا الشیخ محمد علی حسین صفیہ، قریۃ السفیر یہ، حلب۔

☆ مولانا الشیخ احمد الصابونی، معتمد الجمعیۃ العزاو مدرس جامع بنی امیہ، دمشق۔

☆ مولانا الشیخ محمد یحییٰ امان اللہ حنفی، مدرس مدرسۃ الفلاح، مکہ مکرمہ (تلمیذ علامہ صالح کمال)۔

☆ مولانا الشیخ احمد ابراہیمی حمدوہ، مدرس مدرسۃ الفلاح، مکہ مکرمہ۔

☆ مولانا الشیخ حسن محمدی، خطیب مسجد سکتہ الحدید، مدریہ، مصر۔

☆ مولانا الشیخ مصطفیٰ اسمٰعیل الموظف، مجلس المدیریہ، مصر۔

☆ مولانا الشیخ سید ہاشم مدرسہ مشاص الرملہ، مصر۔

☆ مولانا الشیخ محمد منصور قاری، مدرس مدرسہ مشاص الرملہ، مصر۔

☆ مولانا الشیخ عبدالعزیز آفندی، نقشبندی، عیون السود، حمص، سوریا۔

☆ مولانا الشیخ عبدالرحیم آفندی، عیون السود، حمص، سوریا۔

☆ مولانا الشیخ السید ابراہیم کوشک، طائف۔

☆ مولانا الشیخ السید محمد صالح المطوف، مکہ مکرمہ۔

☆ مولانا الشیخ حسن بن صدیق سندھی، سابق مدرس مدرسہ صولتیہ، حال مدرس مدرسہ سعودیہ بکہ۔

☆ مولانا الشیخ محمد صالح ابراہیم خطاب، مصر (تلمیذ الشیخ عمر حمدان محرسی)۔

☆ مولانا الشیخ محمد بن سلیمان الردوانی۔

☆ مولانا الشیخ احمد محمد بیومی آفندی، محکمہ عصر الوطنیۃ، باب الحلق، القاہرہ۔

☆ مولانا الشیخ سید حسن بن علوی الجُفری، جبل الکعبہ، حارۃ الباب، مکہ مکرمہ۔

☆ مولانا الشیخ محمد بن عوض بافضل الحضرمی التریمی، حضرموت۔

☆ مولانا الشیخ فضل بن محمد بن عوض، حضرموت۔

☆ مولانا الشیخ حسین محمد، خضری، جدہ۔

☆ مولانا الشیخ سید عبدالرحمٰن بن محمد بن صالح بلدہ عمد، حضرموت۔

☆ مولانا الشیخ محمد عبدالرحیم الصدیقی، دمام۔

حرمین طیبین میں علمائے کرام مکۂ مکرمہ و مدینہ طیبہ و حلب و شام و دمشق و سوڈان و مصر آپ کی زیارت کے لئے آئے اور ان میں سے اکثر حضرات نے حضرت مفتی اعظم ہند کے اعزاز میں دعوتیں پیش کیں اور کمال خلوص مندی کا اظہار پیش کیا۔ ان میں سے حضرت مولانا علوی مالکی، مولانا محمد یوسف، زین الحق سوڈانی، مولانا سید عمر حمدانی ممریزی اور مولانا سید خلیل قابل ذکر ہیں۔ بہت سے علماء نے حضرت مفتی اعظم سے اجازتیں لیں اور آپ نے اجازت نامے تحریر فرما کر عطا فرمائے۔[1]

ان علماء اعلام میں سے بعض آپ کی قیام گاہ پر تشریف لا کر علمی و روحانی مذاکرہ و مباحثہ بھی کرتے چنانچہ ۱۷؍ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ/ ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۴۵ء بروز جمعرات استاد العلماء، المحدث الاعلیٰ، رئیس المحدثین، امام النحویین شیخ عمر حمدان محرسی مدنی قدس سرہٗ العزیز آپ کی قیام گاہ پر تشریف لائے، علمی و روحانی مذاکرہ رہا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رضوی قدس سرہٗ نے اپنی بیاض میں اس ملاقات کی کیفیت اپنے قلم سے یوں لکھی:

> ۱۷؍ ذی قعدہ ۶۴ھ جمعرات آج حضرت ممدوح قبلہ اس رباط میں خود تشریف لائے اور مجلس میں برکت و کیف و ذوق حاصل ہوا۔ سامعین و حاضرین محظوظ ہوئے۔[2]

مولانا عبدالغفار اعظمی مصباحی استاذ ''مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم'' خیرآباد مئو لکھتے ہیں:

> پہلے حج کے موقع پر آپ سے حضرت سید محمد مغربی صاحب نے مکہ شریف

---

[1] حضرت مفتی اعظم کی علماء و مشائخ حرمین شریفین، مصر، شام، سوڈان، حلب، حضرموت وغیرہم کو اجازت و خلافت کی اسناد کے متون فقیر نوری کی کتاب ''الاجازات النوریہ لعلماء الحجاز والہند و باکستان و سودان و سوریہ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

[2] محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۲، ص ۱۹۹-۲۰۲ بحوالہ بیاض حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ ملخصا۔

میں ملاقات کی اور فرمایا: ''اعلیٰ حضرت معیارِ حق ہیں۔'' سید صاحب موصوف نے حضرت سے بیعت وخلافت حاصل کی۔ اسی سفر حج میں حضرت نے شاہ ابن سعود نجدی کی جانب سے حجاج کرام پر ناجائز ٹیکس عائد کئے جانے کے خلاف عربی زبان میں نہایت مدلل ومفصل فتویٰ بنام ''القنابل الذریه علی اوثان النجدیه'' تحریر فرمایا۔ [1]

ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رامپور یو. پی کے رپورٹر نے حضرت مفتی اعظم کی بارگاہ میں علماء کرام مکۂ مکرمہ، مدینہ منورہ، حلب، شام، دمشق، سوڈان اور مصر کی حاضری، کمالِ خلوص، نیازمندی، تعظیم وتکریم، دعوتوں اور طلب اجازت وخلافت کا حال اس طرح تحریر کیا ہے وہ رقم طراز ہیں:

حرمین طیبین میں علماء کرام مکۂ مکرمہ ومدینہ طیبہ، حلب وشام ودمشق وسوڈان ومصر آپ کی زیارت کے لئے آئے اور ان میں سے اکثر حضرات نے حضرت مفتی اعظم ہند کے اعزاز میں دعوتیں پیش کیں اور کمالِ خلوص ونیازمندی کا اظہار کیا۔ ان میں سے حضرت مولانا علوی مالکی، مولانا محمد یوسف، زین الحق سوڈانی، مولانا سید عمر حمدانی عزیزی اور مولانا سید مصطفےٰ خلیل قابلِ ذکر ہیں۔ بہت سے علماء نے حضرت مفتی اعظم سے اجازتیں لیں اور آپ نے اجازت نامے تحریر فرما کر عطا فرمائے۔ [2]

بعض علماء اعلام کی آمد کا تذکرہ خود حضرت مفتی اعظم نے اپنی اسانید میں کیا ہے۔ جو ان حضرات کو طلب پر عطا کیں۔ چنانچہ حضرت شیخ ابوسعید صالح مکی قدس سرہٗ اور دوسرے

---

[1] عبدالغفار اعظمی مصباحی، مولانا، مفتی اعظم اور علمائے حرمین شریفین مضمون مشمولہ جہان مفتی اعظم، ص ۹۹۴، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

[2] ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رامپور، مجریہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۵ء، مطبوعہ رامپور۔

علماء کرام کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے ایک سند میں رقم طراز ہیں:

حضرت ابی سعید الصالح و صل الی هذا العاصی الطالع لهٰذا الحباء ان اعدمجیزاً للعلماء تلعثمت کثیراً حتیٰ ان الرحیل و لا یبقیٰ وقت القیل و لکن هذا لشیخ اجل علماء اعلام بالبلد الحرام ذوالاکرام و الاحترام و آخرون من العلماء الکرام، اصرو اصراراً وما ترکوا لی اختیاراً فامرهم علی الراس و العین، انی مامور و المامور معذور۔[1]

مکہ مکرمہ میں مجالس کا انعقاد:

حضرت مفتی اعظم کی مقبولیت وشہرت کی خوشبو ومہک صرف عجم تک محدود نہ رہی بلکہ عرب کے خطوں میں بھی یہ خوب پھیلی۔ خصوصاً حرمین شریفین بھی اس خوشبو سے معطر ہوئے۔ حرمین طیبین کی مبارک سرزمین کے بے شمار افراد نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ جب بھی آپ اس مقدس سرزمین پر جلوہ بار ہوئے ہزاروں لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے فیض پایا۔

صدیق محترم جناب عارف ضیائی صاحب مکہ مکرمہ کے اندر منعقدہ مجالس میں سے ایک ”مجلس مفتی اعظم“ کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

پاکستان کے عظیم محدث حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”رفیق السفر الیٰ بلد خیر البشر“ میں رقمطراز ہیں:

[1] محمد مصطفیٰ رضا، مفتی اعظم، مولانا، الاجازات النوریۃ لعلماء الحجاز والهند وباکستان وسوریۃ، مرتبہ فقیر نوری سید شاہد علی حسنی رضوی غفرلہٗ (قلمی)

۶ /ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ/ ۱۱/ نومبر ۱۹۴۵ء بروز اتوار ظہر پڑھ کر قیام گاہ پر آیا تو مصطفیٰ میاں (مفتی اعظم) کا لفافہ ایک صاحب لے کر آئے اس میں یہ الفاظ درج تھے:

بسم الله الرحمن الرحيم

السلام عليكم و رحمة الله و بركاته: المشرف بدعوة حضرتكم بعد ظهر يوم الاحد الواقعة فى ١٣٦٤/١٢/٦ھ لتناول طعام الغداء بدار السيد محمود حافظ بمحلة المسفلة و بتشريفكم يتم سرورنا۔ و دمتم بالخير۔

الداعى: مصطفىٰ رضا القادرى البريلوى

١٣٦٤/١٢/٦ھ

ترجمہ: آج بعد ظہر ۱۳۶۴/۱۲/۶ھ کو مسفلہ (مکہ مکرمہ) میں سید محمود حافظ کے گھر پر ظہرانہ کی آپ کی دعوت ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے ہمیں بڑی مسرت ہوگی۔ آپ ہمیشہ خیر سے رہیں۔

حضرت علامہ ابوالحسنات آگے بیان فرماتے ہیں:

میں میاں احمد بخش کو ساتھ لے کر گیا، کھانا ہم کھا چکے تھے، لیکن مصطفیٰ میاں کے حکم کی تعمیل میں دعوت میں شرکت کی، اس دعوت میں دمشق کے قاضی القضاۃ اور خطیب شام، علماء اور قرائے مصر شریک تھے ان میں سے چند کے اسماء یہ ہیں:

۱- مولانا محمد عریس مدنی مالکی
۲- مولانا محمد یوسف
۳- مولانا زین الحق سوڈانی
۴- سید عمر حمدانی محری

۵-مولانا سید مصطفیٰ خلیل ۶-مولانا ضیاءالدین صاحب مہاجر مدنی

۷-مولانا بہاءالدین مزور روضہ مقدسہ ۸-مولانا عبدالعلیم میرٹھی صدیقی

۹-مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم مدرس اول مدرسہ بی بی جی بریلی

۱۰-صاحبزادہ ضیاءالدین مدنی شیخ فضل الرحمٰن

۱۱-شام کے قاضی القضاۃ شیخ حسن بناء مصری

۱۲-مولانا علوی مالکی ۱۳-سید عمر رشیدی

مجلس نہایت مہذب اور شاندار تھی۔ شامی خطبا اپنی خطابت کے جادو جگار رہے تھے، تو مصری قراء اپنا اپنا فن تجوید دکھا رہے تھے، جاوی خطیب صاحب کی قرأت خاص طور سے مجھے بہت پسند آئی۔ (سیدی ضیاءالدین ص ۴۰۱-۴۰۳)

حرم مکی کی مقدس سرزمین پر ۱۳۶۴ھ میں موسم حج کی یہ محفل ہے۔ شام کے قاضی القضاۃ شیخ حسن بنا اور ''مدرسۃ الفلاح'' کے استاذ اول اور مولانا علوی کے والد ماجد علامہ علوی اور علامہ سید عمر رشید وغیرہ جیسی عظیم شخصیات حضرت مفتی اعظم کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہیں اور افادہ اور استفادہ کا سلسلہ جاری ہے۔

رحمٰن کے محبوب بندے کی کشش ہے کہ یہ شخصیات کشاں کشاں آپ کے گرد جمع ہیں و ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔

ان میں سے متعدد وہ ہیں جن کو حضرت مفتی اعظم سے اجازت و خلافت بھی حاصل ہے جیسے علامہ سید علوی بن عباس عبدالعزیز مالکی مکی، انھوں نے مسجد حرام میں ۱۳۴۷ھ میں درس کا آغاز کیا تھا۔ یہ مکہ مکرمہ کے کبار علماء میں سے تھے اور مشہور محمد علوی مالکی کے والد ماجد

ہیں۔۱۳۹۱ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔حضرت مفتی اعظم کے خلیفہ مجاز ہیں۔(سیدی ضیاء الدین احمد ص ۶۳)

حضرت علامہ سید امین کتبی علیہ الرحمہ جنھیں بعض علماء قطب مکہ فرمایا کرتے تھے، انھوں نے بھی حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے اجازت وخلافت لی ہے، یہ اصلاً دبئ، امارات کے ایک مشہور قصبہ ''الرأس'' کے رہنے والے تھے۔تقریباً بارہ سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگئے۔علامہ سید امین کتبی نے مکہ مکرمہ کے ''مدرسۃ الفلاح'' میں تعلیم حاصل کی، آپ بڑے خوش اخلاق، نہایت عابد وزاہد اور پرہیز گار تھے، آپ کو بھی حرم مکہ میں تدریس کا شرف حاصل ہے۔معروف سنی اسکالر عیسیٰ مانع سابق مدیر اوقاف دبئ کے ماموں اور شیخ طریقت ہیں۔

۱۴۰۳ھ میں مکہ مکرمہ کی مقدس زمین پر وفات پائی رحمۃ اللہ تعالی۔(سیدی ضیاء الدین احمد ص ۶۳)

یہ بزرگ سیدی حضرت مفتی اعظم سے بڑے والہانہ انداز سے ملتے اور سلوک رکھتے۔[1]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو سفر حجاز سے پہلے یہ معلوم ہوا کہ سعودی حکومت نے حجاج کرام پر حج وزیارت ٹیکس لگا دیا ہے اور ٹیکس کی وصولیابی کو یقینی بنانے کے لئے حکام کو یہ ہدایت بھی کردی ہے کہ جو ٹیکس نہ دے یا ٹیکس کی مخالفت کرے۔اسے سخت ترین سزا دی جائے۔حیرت کی بات یہ تھی کہ ٹیکس لاگو ہونے کے بعد تمام علماء خاموش تھے حد یہ کہ نجدی علماء

---

[1] افتخار احمد قادری مصباحی، مولانا، حضرت مفتی اعظم اور علمائے عرب مضمون مشمولہ جہان مفتی اعظم، ص ۹۸۹ تا ۹۹۱، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

جو ہمیشہ حلال وحرام کا وظیفہ کرتے پھرتے ہیں۔ کتاب وسنت کے مدعی اور داعی بنتے ہیں انھوں نے بھی جواز کا فتویٰ دے دیا تھا۔

۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء میں حج وزیارت کے سفر پر روانگی سے پہلے (۱) حضرت علامہ مولانا حافظ التیجانی مصری خلیفہ مجاز تاجدار اہل سنت شہزادہ اعلیٰ حضرت، حضرت مفتی اعظم۔ (۲) مبلغ عالم اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالعلیم صدیقی رضوی میرٹھی خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی۔ (۳) سید غلام بھیک نیرنگ امبالوی۔ (۴) حکیم عبدالمجید خاں بجنوری نے حضرت مفتی اعظم کی بارگاہ میں ''حج وزیارت ٹیکس'' سے متعلق سعودی حکومت کا نظریہ رکھا تھا اور ٹیکس کی شرعی حیثیت واضح کرنے کے لئے چند سوالات مرتب کر کے استفتاء پیش کیا تھا۔ حضرت مفتی اعظم کثرت کار اور عدیم الفرصتی کے سبب جواب نہ لکھ سکے تھے اب جب کہ سفر وحج وزیارت پر روانگی کا وقت قریب آیا تو جواب کا تقاضہ ہوا اور ضرورت کا شدید احساس کرایا۔ حضرت مفتی اعظم نے دوران سفر فرصت کے لمحات پا کر اواخر شوال میں جہاز کے اندر مسودہ تیار کیا اور اوائل ذی قعدہ میں اس کا مبیضہ کر دیا۔ ۲۷رشوال ۱۳۶۴ھ/ ۵/اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ''رضوانی'' نامی جہاز جو مغل لائن کمپنی کراچی سے روانہ ہوا اور ۱۰رذی قعدہ ۱۳۶۴ھ/ ۱۷/اکتوبر ۱۹۴۵ء کو جدہ پہنچا۔ گویا تقریباً بارہ دن سفر میں گزرے اور اسی وقفہ میں'' عمدة البيان في حرمة كوشان '' کا مسودہ تیار ہوا۔ جدہ پہنچ کر پھر وہاں سے مکہ مکرمہ حاضری کا شرف حاصل کرنے کے بعد حرم پاک کی مقدس سرزمین پر ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ کے درمیانی عشرہ میں'' عمدة البيان '' کی تبییض کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مفتی اعظم نے بے خوف وخطر ان سوالات کے جواب میں اس نجدی ٹیکس کے حرام وگناہ ہونے پر انتہائی مدلل ومفصل عربی زبان میں آیات مبارکہ واحادیث کریمہ اور اقوال ائمہ کی روشنی میں یہ فتویٰ بصورت کتاب لکھا۔ جس کا نام "طرد الشيطن عن سبيل الرحمٰن "اور تاریخی نام "الطف التبيان في حرمة الكوشان" رکھا اور بعض جلیل القدر علماء شام نے اس کا نام "القنابل الزرية على الكوشانات والضرائب النجديه" تجویز کیا۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ اپنی تصنیف لطیف ''عمدۃ البیان فی حرمۃ کوشان'' کی تصنیف، غرض وغایت، تسوید وتبییض، نسخہ جات کی نقل میں دقت ودشواری، ناقلین میں مولانا عبد الرشید، مولانا سعد اللہ مکی کا حال، مولانا حافظ التیجانی مصری سے ملاقات، نقل کے تقاضے، اسرار وتاثرات کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے اپنے مخلص دوست، استاذ بھائی، اعلیٰ حضرت کے تلمیذ ارشد وخلیفہ اسعد ملک العلماء حضرت علامہ سید ظفر الدین قادری بہاری کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

رسالہ ''طرد الشیطان'' مستفتی صاحب علامہ تیجان مصری مجھے حج میں ملے تھے وہ (رسالہ طرد الشیطان) سن کر بہت خوش ہوئے تھے اور بہت ہی شوق سے اس کی نقل جلد سے جلد لینا چاہتے تھے کہ واپسی پر طبع کرادیں گے۔ مگر اس کی نقل میں اتنی تاخیر ہوئی کہ مدینہ طیبہ میں بھی انھیں نقل نہ مل سکی کہ پوری نہ ہوئی تھی، یہی جو آپ کے پاس ہے۔ آخر کار وہ رخصت کے وقت پھر ملنے آئے اور اس کے لئے کہہ گئے کہ مصر بھیج دیا جائے۔ میں نے ساجد میاں کے حوالہ کی کہ اپنے ہینڈ بیگ میں رکھ لیں یہاں سے بھیجنے کا موقع نہیں۔ جہاز سے بھیج دیں گے۔ ان کے ہینڈ بیگ میں وہ خراب ہوگئی۔ بھیجنے کے قابل نہ رہی تو میں (نے) مدینہ طیبہ سے واپسی پر جب دوبارہ مکہ معظّمہ حاضری دی، خود نقل کرنا شروع کی جو جہاز میں ممبئ کے قریب پوری ہوئی۔ ممبئ سے بھیجنے کا خیال تھا مگر وہاں مجھے مقابلہ کا موقع نہ ملا۔ نقل کرتے ہوئے کچھ کہیں کہیں مضمون میں اضافہ ہوتا گیا۔ میں نے ممبئ میں مولوی سعد ٦٦ [1] مکی کو اصل ونقل

[1] اصل نام سعد اللہ ہے پوسٹ کارڈ میں اندیشہ بے ادبی کے باعث آپ اسم جلالت نہیں لکھتے تھے اس لئے نام پاک اللہ کی جگہ اس کا عدد ٦٦ تحریر فرمایا۔

مقابلہ کے لئے دیئے۔ مگر انھوں نے خود دیکھ تو لیا مقابلہ نہ کیا۔ بریلی آکر بھی مجھے موقع نہ ملا ادھر یہ خیال رہا کہ آپ بھی دیکھ لیں گے۔ مجھے اپنی کمزوری معلوم ہے اور عربی لکھنے بولنے کی مہارت بھی نہیں۔ زبان والوں کے سامنے جائے تو کوئی ایسی بات نہ ہو کہ وہ مضحکہ کریں۔ تیجانی صاحب کو عجلت یوں بھی ہوگی کہ وہ اس حج سے جواب ہوا بہت پہلے اسے چھاپ دینا اور شائع کردینا چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ شام بھیج کر شامیوں کے دستخط بھی لیں گے اور مصر میں دکھا کر مصریوں کے بھی۔ مگر یہ یہیں رکھا رہا۔ مجھے تیجانی صاحب سے کس قدر ندامت ہے۔

فقط مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

میں ان صاحب کا نام تو نہیں جانتا شاید یہی ہو جو آپ نے لکھا ہے ایک صاحب جدہ[1] میں بعد واپسی از مدینہ طیبہ ملے تھے، پھلواری شریف کے اور اپنے آپ کو شاید مولوی سلیمان صاحب پھلواری کا نواسہ بتاتے تھے اور شاہ محی الدین صاحب سے بھی رشتہ غالبًا داماد کا بتاتے تھے۔ یاد نہیں کہ رشتہ کیا بتایا تھا۔ انھوں نے اس رسالہ کی خبر مکہ معظّمہ کے کسی حاجی سے سنی تھی۔ جو میرے پاس آتے جاتے تھے۔ میں

---

[1] یہ مولانا شاہ عز الدین قادری پھلواروی تھے۔ شاہ محی الدین قادری پھلواروی سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ پھلواری (۱۸۷۸ء-۱۹۴۷ء) کے داماد اور شاہ محمد سلیمان پھلواری کے نواسے تھے۔ ندوہ کے تعلیم یافتہ تھے وہاں کچھ دن استاد بھی رہے۔ بیسویں صدی کے ساتویں عشرہ میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ اور ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ کے استاد مقرر ہوئے۔ اچھے مقرر تھے۔ تحریر میں بھی پختہ تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں ''حیات احمد بن حنبل'' اور ''علوم الحدیث'' کو شہرت حاصل ہوئی۔ ڈاکٹر حافظ یونس مشہدی کی اطلاع کے مطابق ان کا سال ولادت ۱۹۰۵ء اور سال وفات ۱۹۷۶ء ہے۔

نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ یہاں تو نہیں جہاز میں انشاء تعالیٰ دیکھنے کو
دوں گا۔ مگر اس جہاز سے ٹکٹ نہ ملا اس لئے میں پھر مکہ معظّمہ حاضر ہو گیا
اور وہ روانہ ہو گئے۔ فقط

مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

حضرت مفتی اعظم اپنے تلمیذ ارشد و خلیفہ اسعد محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی لائل پوری کے نام لکھتے ہیں:

رسالہ ''عمدۃ البیان فی حرمۃ کوشان'' جو عربی میں، میں نے بہت عرصہ ہوا لکھا تھا۔ وہ بھی خوشتر صاحب لا رہے ہیں۔ مولانا حافظ التیجانی مصری جنھوں نے مدینہ میں مجھ سے اصطفیٰ منزل میں جب کہ مجلس میلاد شریف ہو رہی تھی اور وہ بوڑھے شامی جن کا نام نامی غالباً مولانا عبد الوہاب صلاحی تھا پڑھ رہے تھے اجازت دی تھی یہ فرماتے ہوئے ولو شفاھا پھر میں نے انھیں زبانی اجازت دی تھی کہ تیار کردہ سوال پر جو مولوی عبد العلیم صاحب اور غلام بھیک نیرنگ اور بجنور سے کسی صاحب نے بھیجا تھا۔ جس پر اس زمانہ شر و فساد و فتن میں بعونہ تعالیٰ و عونہ یہ رسالہ ''عمدۃ البیان'' تیار ہوا تھا جسے آپ دیکھ چکے ہیں۔ مولانا حافظ التیجانی دوسرے حج میں ملے اسی کا خطبہ منضم لغوی مع نصوص قرآن و حدیث سن کر بے ساختہ فرمایا: واللّٰہ ھذا الھام۔ اور فوراً ہی رسالہ کی نقل کی درخواست فرمائی۔ اس وقت مولانا عبد الرشید میاں صاحب ناگوری موجود تھے۔ میں نے ان سے کہا وعدہ لیا۔ زمانۂ قیام مکہ میں مولانا حافظ التیجانی اس کے نقل کے تقاضے مجھ

[1] مکتوبات مفتی اعظم، (قلمی) مرتبہ فقیر نوری غفرلہٗ۔

پر کر رہے ہیں، میں مولوی عبد الرشید میاں صاحب پر کرتا رہا۔

یہاں تک کہ مدینہ طیبہ حاضری کا وقت آیا۔ مولانا التیجانی صاحب تشریف لائے اور ان کے سامنے مولوی عبد الرشید میاں صاحب نے وعدہ کیا کہ مدینہ منورہ پہنچ کر ضرور نقل کر دوں گا۔ وہاں حاضری کے بعد بھی وہ نقل نہ کر سکے۔ تو مولانا ضیاء الدین صاحب کی معرفت جاورے کے محمد نور صاحب سے نقل کرایا۔ اس میں اتنی تاخیر ہوگئی کہ مولانا حافظ التیجانی کی واپسی کا وقت آ گیا۔ مدینہ طیبہ میں کئی بار وہ تشریف لائے۔ چلتے وقت بہت تاکید کر گئے۔ جب نقل کامل ہوگئی تو میں نے بغرض حفاظت ساجد میاں کے پاس رکھوادی۔ اس خیال سے کہ یہاں سے اگر مصر بھیجا گیا تو سنسر ہوگا اور رسالہ وہاں کے بجائے .... خیال یہ تھا کہ جہاز سے بھیج دوں گا مگر بمبئی پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ نقل ساجد میاں کے ہینڈ بیگ میں تھی اور اس میں ان کا سامان تھا جس میں کوئی مرہم تھی جس کی وجہ سے نقل خراب ہوگئی۔ پھر مکہ معظمہ حاضر ہو کر میں نے اپنے ہاتھ سے شروع کی جو جہاز میں بمبئی کے قریب پہنچنے پر ختم ہوئی۔ ممبئی پہنچ کر میں نے مقابلہ کے لئے مولانا سعد اللہ صاحب مکی کو دونوں اصل و نقل دے دی۔ بمبئی میں مجھے موقع ان کے دیکھنے کا نہ ملا۔ اب جب تیار ہو گیا وہ رسالہ نقل ہو کر ملا تو مجھے مولانا حافظ التیجانی صاحب کا پتہ یاد نہ رہا۔ اور وظیفہ کی کتاب میں وہ خود لکھ گئے تھے وہ بھی بھول گیا۔ بریلی پہنچنے کے بعد وہ کتاب بھی عرصہ دراز تک گمی رہی۔ اب کوئی سال بھر ہوا ملی تو اس میں ان کا پتہ پایا مگر اتنے عرصہ کے بعد اب مجھے وہ انھیں بھیجتے، خط لکھتے شرم آتی ہے اور اب ''کوشان،، ختم سا ہو گیا ہے۔ اس

رسالہ کا اس کے لئے چھپنے کا تو اب کوئی وقت نہیں معلوم ہوتا۔ ہاں اس میں اور باتیں ایسی لکھنا کہ اس رسالہ پر اگر علماء مصر وشام وعرب کے دستخط ہو جائیں جیسا کہ:

حافظ التیجان نے سوال تیار کرتے وقت ہی فرمایا تھا۔ اور چھپے تو وہابیہ ملاعنہ کے لئے ایک نئی چیز اور بہت گہرا گھاؤ کرنے والی ہوگی۔

اگر آپ مناسب سمجھیں تو مولانا حافظ التیجانی صاحب کو خط لکھیں جس میں میرا بہت بہت سلام اور یہ معذرت لکھ دیں اور اس کے طبع کی طرف توجہ دلائیں۔ بعد استحصال دستخط مصریین وشامیین اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے حاشیہ شامی جد الممتار کی نسبت بھی لکھیں کہ وہاں طبع کرادیں۔ اور یہ صورت ہو تو بہت بہتر ہو کہ خود حاشیہ شامی چھپ رہا ہو اس پر چھپ جائے۔ علامہ التیجانی کا پتہ یہ ہے:

مصر شارع المغربين عقفه الدالى حسين نمبر ۹۔

علامه محمد الحافظ التيجانی[1]

ماہنامہ اعلیٰ حضرت وسنی دنیا بریلی کے سابق ایڈیٹر جناب مولانا ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ایم. اے. بی. ایس. سی. علیگ حضرت مفتی اعظم کی اس تاریخی تصنیف کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں:

یہ کتاب نجدی حکومت نے حج کے سلسلہ میں جو ٹیکس لگایا تھا اس کے رد میں لکھی اور مکہ شریف ہی میں لکھی۔ اس موقع پر بھی حضرت کی بے خوفی کا مظاہرہ دیکھئے۔ نجدی حکومت نے اس سلسلہ میں بہت سختی کر رکھی تھی کہ:

---

[1] مکتوبات مفتی اعظم، مرتبہ فقیر نوری غفرلہٗ۔

''اس ٹیکس کی جو مخالفت کرے اسے سخت ترین سزا دیجائے۔''

نجدی حکومت اس کی مخالفت کرنے والے کو صحرا میں ایک بہت ہی گہرے اور تنگ و تاریک غار میں چھوڑ دیتی تھی۔ جس میں سے نکلنا ناممکن ہوتا تھا۔ صرف کبھی کبھی روٹی کا ایک ٹکرا اور ایک پیالی پانی حکومت کا آدمی آکر غار کے اندر ڈالدیا کرتا تھا اور روزانہ آکر دیکھتا تھا کہ قیدی مرا یا نہیں۔ جب قیدی اس غار میں گھٹ گھٹ کر بھوک اور پیاس سے مرجاتا تھا۔ اس کو وہیں چیل وکووں کی خوراک کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ مگر حضرت نے اعلانِ حق اور ردِ باطل کے لئے جان کی پرواہ نہ کی۔ کتاب لکھی اور رد فرمایا۔ مگر گنبد خضریٰ والے آقا کے کرم سے نجدی آپ کا بال بیکا نہ کرسکے۔[1]

پھر علما مکہ ومدینہ، مصر وشام، عدن وعراق اور سوڈان کی فرمائش وطلب پر اس مبیضہ کے مزید پانچ نسخے تیار کرا کر ان کو پیش کئے۔ جسے مطالعہ کرنے کے بعد حرمین شریفین اور مذکورہ بلاد وامصار کے علماء کرام نے متفقہ طور پر فرمایا:

والله هذا الهام

اور متفقہ طور پر حضرت مفتی اعظم کو امام وقت، شیخ الہند والحرم تسلیم فرمالیا۔ بطور تبرک قرآن وحدیث اور فقہ کے سلاسل کی اجازتیں لیں۔ اور اپنے آپ کو مفتی اعظم کے زمرۂ تلامذہ میں داخل کرنے پر فخر فرمایا۔

ایک وہ وقت تھا جب امام احمد رضا کی فقہی بصیرت اور علمی تحقیقات نے علماءِ عرب وعجم کو محوِ حیرت بنا رکھا تھا۔ اور انھوں نے دل کھول کر امام کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ اور آپ کو شیخ العرب والعجم مانا۔ پھر دنیا نے وہ وقت بھی دیکھا جب حضرت مفتی اعظم آسمانِ

---

[1] عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر، مولانا، ضمیمہ مفتی اعظم ہند، ص ۱۳-۱۴، مطبوعہ بریلی چھٹا ایڈیشن۔

فقہ وافتاء کے آفتاب عالم تاب بن کر چمکے۔صرف متحدہ ہندوستان کے علماء اہل سنت نے ہی آپ کو اپنا امام ومقتدانہ مانا بلکہ علماء حرمین شریفین نے بھی آپ کو اپنا شیخ تسلیم کیا۔

یہ پورا واقعہ فقیہہ العصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہٗ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔آپ لکھتے ہیں:

حضرت مفتی اعظم ہند اپنے عہد میں پوری دنیائے سنیت کے صرف قاضی القضاۃ ہی نہ تھے بلکہ روحانی شہنشاہ تھے۔ان کا جلوہ دنیا نے اس وقت دیکھا جب کہ حضرت مفتی اعظم ہند ۱۹۴۵ء/۱۳۶۴ھ میں حج وزیارت کے لئے حرمین طیبین حاضر ہوئے۔

نجدی فرعون ابن سعود نے حجاج پر ''حج وزیارت کا ٹیکس'' لگادیا تھا۔اس قارون صفت حریص کو نہ حلال کی پرواہ تھی نہ حرام کی۔اس کو اپنی عیاشی کے لئے قارون کا خزانہ درکار تھا۔مگر اس بے برگ وگیاہ ریگستان میں اسے کیا ملتا۔تو اس حریص،ننگ اسلام ومسلمین نے مجبور و بے کس حجاج پر یہ ظلم کیا کہ ان حاجیوں پر ڈاکے ڈالنے کے لئے ٹیکس لگادیا اور حیرت یہ تھی کہ کتاب وسنت پر عمل کے مدعی اور داعی بننے والے نجدی علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا تھا۔

ابن سعود اور دوسرے نجدی حکمرانوں کے جبر وتشدد کا عالم یہ تھا کہ ایک مزاح پسند ناقد نے کہا ہے کہ نجدی مملکت میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جناب میں گستاخی کرنے والوں کے لئے جگہ ہے مگر نجدی حکمرانوں پر صحیح تنقید کرنے والوں کو سزائے موت ہے۔ علماء حرمین طیبین رخصت پر عمل کرتے ہوئے خاموش تھے۔

لیکن جب حضرت مفتی اعظم ہند حرمین طیبین حاضر ہوئے تو اس ناخدا

ترس خونخوار درندے کی قلمرو میں بیٹھ کر مکہ معظّمہ میں اس نجدی ٹیکس کے حرام وگناہ ہونے پر انتہائی مدلل، مفصل عربی زبان میں فتویٰ لکھا، جس کا نام "القنابل الذریه علیٰ الکوشانات و الضرائب النجدیه" جسے مطالعہ کر کے علماء حرمین طیبین نے متفقہ طور پر فرمایا" والله هذاالهام" اور متفقہ طور پر حضرت مفتی اعظم کو امام وقت، شیخ الہند والحرم تسلیم فرمایا اور بطور تبرک قرآن واحادیث وفقہ کے سلاسل کی اجازتیں لیں اور اپنے آپ کو مفتی اعظم ہند کے زمرۂ تلامذہ میں داخل کرنے پر فخر فرمایا۔

اسی وجہ سے میں کہتا رہتا ہوں اور شیخ، شیخ الہند ہیں۔ اور ہمارے شیخ، شیخ العرب والعجم ہیں۔ [1]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے اس تاریخی فتوی کو مدنظر رکھتے ہوئے مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا عبدالعلیم صدیقی رضوی میرٹھی خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہما ایک وفد کے ساتھ حکومت سعودیہ کے عمائدین اور عبدالعزیز بن سعود سے ملے۔ اور حج وزیارت ٹیکس کے متعلق گفتگو فرمائی یہ مذاکرات سوا دو گھنٹے تک جاری رہے۔

حضرت مفتی اعظم کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ حکومت سعودیہ کو حج وزیارت ٹیکس معاف کرنا پڑا۔ حجاج کرام نے راحت کی سانس لی اور ہر سال معمولی خرچ پر حجاج کرام کو حج بیت اللہ شریف وزیارت روضہ مقدسہ کرنے کا موقع ملا۔ [2]

---

[1] (الف) محمد شریف الحق امجدی، مفتی، مفتی اعظم اپنے فضل وکمال کے آئینہ میں، ص ۷-۸، مطبوعہ ممبئی۔ (ب) محمد شریف الحق امجدی، مفتی، مفتی اعظم اپنے فضل وکمال کے آئینہ میں، مضمون مشمولہ انوار مفتی اعظم، ص ۲۵۵-۲۵۶، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

[2] محمد امانت رسول قادری، قاری، تجلیات حضور مفتی اعظم ہند، ص ۶۴، مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی۔

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی مذاکرات اور کوششوں کے سلسلہ میں حضرت علامہ مولانا صدیق ہزاروی جامعہ ''نظامیہ رضویہ'' لاہور رقم طراز ہیں:

۱۳۶۵ھ[1]/۱۹۴۶ء میں حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہٗ رابطہ اسلامیہ ہند کے رئیس وفد اور ملایا، شرقی وجنوبی افریقہ اور جزائر شرقیہ کے مندوب کی حیثیت سے سعودی عرب تشریف لے گئے اور سعودی حکومت کی طرف سے حجاج پر عائد کردہ ٹیکسوں کے خاتمہ اور حجاج کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کے لئے دنیا بھر سے آئے ہوئے اجلہ علماء نے حکومت سعودیہ کے عمائدین اور عبدالعزیز بن سعود سے مذاکرات کئے جن کا خاصا اثر ہوا۔ ان مذاکرات کی تفصیل ''البیــــان'' کے نام سے عربی میں شائع ہوئی تھی۔ جس کے آغاز میں اخوان المسلمین (مصر) کے بانی حسن البناء نے ابتدائیہ لکھا اور حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم قدس سرہٗ کی مساعی جمیلہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ [2]

حج وٹیکس معافی کے متعلق مولانا محمود احمد رفاقتی لکھتے ہیں:

حاجیوں کو جو ٹیکس دینا ہوتا تھا وہ آپ (مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی مدنی) ہی کی کوشش سے عبدالعزیز والی سعودی عرب نے ختم کیا۔ [3]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے سعودی حکومت کے حج وزیارت ٹیکس

---

[1] صحیح ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء ہے۔ فقیر نوری غفرلہٗ۔

[2] (الف) محمد صدیق ہزاروی، مولانا، تاریخ ساز شخصیات، ص ۲۱۷-۲۱۸، مطبوعہ لاہور پاکستان۔

(ب) حسن رضا خاں، ڈاکٹر، مولانا، فقیہ اسلام، ص ۲۸، مطبوعہ پٹنہ۔

[3] محمود احمد رفاقتی، مولانا، تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۱۶۶، مطبوعہ بہار۔

کے خلاف اپنے فتویٰ کی مقبولیت مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، مصر وشام، حلب ودمشق، سوریا، سوڈان، طائف وحضر موت اور غیر منقسم ہندوستان کے علماء ومشائخ اور سادات کبار کی طرف سے جب یہ پذیرائی، قدر ومنزلت اور عزت افزائی دیکھی تو کبر ونخوت اور غرور وتکبر سے اپنا دامنِ مقدس بچانے کے لئے تواضع وانکساری کا پیکر بن کر ایک سند دیتے وقت یہ تحریر فرمایا۔

(خطبہ کے بعد) و بعد فقد سئلنی الشیخ الصفی، الذکی الزکی، ذوالشرف الجلی، الفاضل الکامل، الفاصل بین الحق و الباطل، صاحب التصانیف و الطبع اللطیف، مولانا السید المحترم، المکرم المفخم محمد عربی المغربی، ثم المدنی المالکی دام بالفیض الجلی و الخفی، الاجازة بحسن ظنہٖ بانی اہل لذالك و لست ھناك، انااستحی کل الحیاء ان اعدفی العلماء ھذا الفقیر، لافی العیرو لافی النفیر و لٰکن کبرنی موت الکبراء ان ھذا الابرکۃ نعمۃ ربی۔[1]

مردوزن کے اختلاط کے خلاف آوازِ حق

ابتدائے اسلام میں حج کے موقع پر آج کی طرح بھیڑ نہیں ہوتی تھی۔ کم لوگ ہوتے تھے۔ عورتوں کے لئے آسان تھا کہ وہ مردوں کے گھیرے سے باہر رہ کر طواف کر سکیں۔ بعد میں جب حاجیوں کی تعداد بڑھ گئی تو امیر المؤمنین فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] محمد مصطفٰے رضا، مفتی اعظم، الاجازات النوریہ لعلماء الحجاز والہند وباکستان وسوریہ، مرتبہ فقیر نوری سید شاہد علی حسنی رضوی غفرلہٗ (قلمی)۔

نے مردوں اور عورتوں کو علیحدہ علیحدہ طواف کرنے کا حکم دیا۔ کاش کہ اسی طرح عمل درآمد رہتا تو آج طواف میں مرد وزن کا یہ اختلاط نہ ہوتا جو نہ معلوم کتنے لوگوں کے حج کے برباد ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے اپنے اس پہلے سفرِ حج پر جہاں نجدی ٹیکس کے خلاف آوازِ حق بلند کی۔ وہیں دوسری طرف علماء مکہ معظّمہ سے مشورہ کے بعد نجدی حکومت کے سامنے یہ تجویز بھی رکھی کہ طواف میں مرد وزن کا اختلاط نہ ہو۔ دونوں علیحدہ علیحدہ طواف کریں۔ مگر یہ تجویز منظور نہ ہوئی۔

فقیہ الہند مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبہ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اس مسئلہ شرعیہ کی وضاحت کے ساتھ حضرت مفتی اعظم کی تجویز کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں:

> فاکہی نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے روکا تھا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ عورتوں کے ساتھ طواف کررہا ہے تو اسے کوڑا مارا۔
>
> ابن عیینہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے عورتوں اور مردوں کو علیحدہ علیحدہ طواف کا حکم دیا وہ خالد بن عبداللہ قسری تھا جو عبدالملک بن مروان سفاک کے عہد میں مکہ کا حاکم تھا۔ کاش کہ اسی پر عمل درآمد رہا ہوتا تو بہت اچھا رہتا۔ طواف میں خصوصاً طوافِ زیارت میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ جانے کتنوں کے حج کے مردود ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔
>
> ابتدائے اسلام میں اتنی بھیڑ نہ تھی تو یہ آسان تھا کہ عورتیں مردوں کے گھیرے سے باہر رہ کر طواف کرسکیں۔ اب طوافِ زیارت میں تو وہ

حال ہوتا ہے کہ مسجد حرام کے نیچے، اوپر کے دونوں برآمدوں میں لوگ طواف کرتے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم ہند سیدی وسندی مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ جب پہلی بار ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء[1] میں حج کے لئے حاضر ہوئے تھے تو علماءِ مکہ معظمہ سے مشورہ کے بعد نجدی حکومت کے سامنے یہ تجویز رکھی، مگر منظور نہ ہوئی۔

اس وقت دستور یہی تھا کہ جب عورتیں کعبہ مقدسہ کے اندر جانا چاہتیں تو مردوں کو باہر کر دیا جاتا مگر بعد میں یہ پابندی ختم ہوگئی اور اب تو ایام حج میں سوائے نجدی حکومت کے افراد اور ان کے خصوصی مہمانوں کے کسی کو داخلہ نصیب ہی نہیں۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ[2]

ایک شیر ہے جو تن تنہا پوری دنیا سے جوکھا لڑ رہا ہے

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی حیات مبارکہ میں حضرت مفتی اعظم ہند کے وہ کارنامے ہیں جنہیں دیکھ کر عالم تصور میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک شیر ہے جو تن تنہا پوری دنیا سے جوکھا لڑ رہا ہے اور اپنے حملۂ جاں ستاں سے مخالفین کو نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مزہ چکھا رہا ہے۔ (سید شاہد علی حسنی نوری، مفتی، حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء و مشائخ، ص ۳۴، مطبوعہ رامپور۔)

---

[1] صحیح تاریخ ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء ہے فقیر نوری غفرلہٗ۔

[2] محمد شریف الحق امجدی، مفتی، مولانا، نزہۃ القاری، ج ۴، ص ۳۳۷-۳۳۸، مطبوعہ دائرۃ المعارف گھوسی۔

دیارِ حبیب میں حاضری

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ مناسکِ حج سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ اگرچہ یہ زمانہ انتہائی گرانی کا تھا۔ جنگ عظیم دوم اسی دوران ختم ہوئی تھی۔ تاہم آپ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کا سفر لاری میں کیا۔ لاری کا کرایہ ان دنوں ایک ہزار روپے کے لگ بھگ تھا۔ ایک عاشقِ صادق سوختہ دل کی طرح آپ مدینہ منورہ کے اوقات فرائض وواجبات اور سنت ونوافل کی ادائیگی، تلاوت قرآن کریم اور درود وسلام کی کثرت، گنبد خضریٰ کی زیارت، مواجہہ شریف میں قیام، صلوٰۃ وسلام، ریاض الجنہ میں وقوف وقیام، جنت البقیع، قبا اور دیگر متبرک مقامات ومشاہدات کی زیارت میں صرف ہوئے۔ زیادہ وقت آپ مسجد نبوی شریف میں گزارتے۔ ہر نماز کے بعد حاضری دیتے اور صلوٰۃ وسلام پیش فرماتے۔

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری بریلوی اور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد قادری گرداس پوری کا قیام محمد علی، شوکت علی لکھنوٴ والوں کے مکان ''اصطفیٰ منزل'' میں تھا۔

جنت البقیع میں دیگر مزارات مقدسہ کے علاوہ بالخصوص امہات المومنین، امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین، فرزندانِ رسول حضرت ابراہیم، طاہر، قاسم، خاتونِ جنت حضرت فاطمہ اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات پر حاضری دیتے۔ مدینہ منورہ میں آپ کا قیام پچیس (۲۵) روز رہا۔

مدینہ طیبہ کی پہلی حاضری کے موقع پر مقصود کائنات کو پاکر حضرت محدث اعظم پاکستان نے جذب وکیف کے عالم میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا یہ شعر پڑھنا شروع کردیا۔

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہونگے
اب تو غنی کے در پر بستر جمادئے ہیں

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم نے جب یہ سنا تو فرمایا۔

جب غنی سامنے ہو تو اب دیر کا ہے کی
اب بستر جما ہی کیوں نہیں دیتے

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت پسند و محبوب تھی۔ جذب و کیف میں اضافے اور عشقِ مصطفےٰ سے دل کو گرمانے کے لئے نعت لکھتے بھی تھے، پڑھتے بھی تھے اور سنتے بھی تھے۔ بریلی شریف قیام کے دوران عموماً شب میں بارہ بجے کے بعد محفل نعت منعقد ہوتی اور دیر رات تک جاری رہتی۔ پھر دیارِ حبیب میں حاضری کے وقت یہ پسند اور بڑھ گئی۔ مدینہ طیبہ میں نعتِ رسول کی محفلیں خوب خوب منعقد کرائیں۔

حاجی اللہ دتہ نعت خواں ستیانہ روڈ فیصل آباد اس سفر حرمین میں آپ کے ہمراہ تھے۔ مدینہ طیبہ کے واقعات وہ یوں بیان کرتے ہیں:

آپ کی معیت میں مدینہ پاک میں پندرہ محفلیں نعت خوانی کی ہوئیں۔ پہلی محفل مولانا ضیاء الدین مدنی کے گھر میں ہوئی۔ آخری محفل رباطِ بہاول پور میں ہوئی جس میں محدث اعظم پاکستان کی تقریر ہوئی۔[1]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو ہندوستان واپسی کے لئے ۱۹؍محرم الحرام ۱۳۶۵ھ/ ۱۴؍دسمبر ۱۹۴۵ء کو جدہ بندرگاہ پہنچنا تھا۔ پروگرام کے مطابق آپ کا قیام حرمین شریفین میں صرف دو ماہ سات دن تھا مگر یہ عاشق صادق سوختہ دل دیار حبیب میں ساڑھے تین ماہ تک قیام پذیر رہا۔[2]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ جب اپنے وطن مالوف تشریف لائے تو اکثر اسٹیشنوں پر آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ بریلی، مضافاتِ بریلی میں اس مسرت وشادمانی میں اظہار

---

[1] محمد جلال الدین قادری، مولانا، محدث اعظم پاکستان، ج ۲، ص ۲۰۷، مطبوعہ لاہور۔
[2] ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رامپوری، ص ۸، مجریہ ۱۵؍فروری ۱۹۴۶ء، مطبوعہ رامپور۔

تبریک وتہنیت کے متعدد استقبالیہ اجلاس ہوئے۔[1]

علماء حرمین کو اجازت وخلافت:

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی اس پہلے سفر حج وزیارت پر مکۂ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جو پذیرائی اور عزت افزائی ہوئی وہ قابلِ صد رشک تھی۔ حرمین شریفین کے جلیل القدر علماء کرام، فقہاء عظام، مایۂ ناز محدثین اور مفتیان ذوی الاحترام نے تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، امام الفقہاء والمحدثین، مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری، نوری، رضوی، تلمیذ وخلیفہ وجانشین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہما سے نہ صرف ملاقاتیں کیں بلکہ آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کرکے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ قرآن وحدیث اور فقہ کی سندیں اور اجازتیں لیں۔ نیز سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کی اجازتیں اور خلافتیں حاصل کیں۔ ان ذواتِ مقدسہ میں جن حضرات کے اسماء مبارکہ حضرت مفتی اعظم نے بتائے یا اسانید واجازات سے معلوم ہوسکے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شیخ العلماء مولانا محمد عربی مغربی ثم مدنی، مالکی، محدث مدرسۃ الفلاح مکہ معظّمہ۔

(۲) مولانا الشیخ ابوسعید الصالح المکی اجل علماء اعلام بالبلد الحرام۔

(۳) مولانا الشیخ احمد الصابونی، معتمد الجمعیۃ العزاو مدرس جامع بنی امیہ، دمشق۔

(۴) مولانا الشیخ سید محمد یوسف ابن خطوہ حمد النیل قادری، مدرس مدرسۃ الفلاح، مکہ معظّمہ۔

(۵) مولانا الشیخ محمد یحییٰ امان اللہ حنفی، مدرس مدرسۃ الفلاح، مکہ معظّمہ (تلمیذ علامہ صالح کمال)

---

[1] (الف) ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رامپوری، ص۱۴، مجریہ ۱۵ر فروری ۱۹۴۶ء، مطبوعہ رامپور۔

(ب) ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رامپوری، ص۹، مجریہ ۲۸ر فروری ۱۹۴۶ء، مطبوعہ رامپور)

(۶) مولانا الشیخ محمد ناجی بن الحاج الشیخ محمود ابوالصالح الحلبی الشافعی النقشبندی، استاذ فی مدرسۃ الخسرویہ محلہ الشارقہ حلب۔

(۷) مولانا الشیخ محمد ابراہیم بن سعد اللہ المدنی۔

(۸) مولانا الشیخ ارشد الدین بن عبد الغفور الحبشی ثم المدنی۔

(۹) مولانا الشیخ محمد احمد خلیلو امام وخطیب جامع الکبیر قریۃ السفیرۃ، حلب۔

(۱۰) مولانا الشیخ جعفر الکثیر الشافعی الحضرمی مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ۔

(۱۱) شیخ المحدثین مولانا الشیخ محمد الحافظ التیجانی المصری ثم المدنی۔

(۱۲) مولانا الشیخ الصالح المحصار مکی۔[1]

علم وعمل، فضل وکمال، زہد وتقویٰ، دیانت وثقاہت، ولایت وکرامت، غرضکہ جملہ محاسن دینیہ وفضائل شرعیہ کے ایک مجموعہ کا نام ''محمد مصطفےٰ رضا خاں'' تھا۔ جو قرب قیامت کی فتنوں سے بھری ہوئی لادینیت ودہریت میں ڈوبی ہوئی، چودھویں صدی ہجری کی تاریکیوں میں اپنے اسلاف کا نام روشن کر گیا۔[1]

[1] (الف) ماہنامہ استقامت، کانپور، ص ۲۵۲۔

(ب) سید شاہد علی حسنی نوری، مفتی، حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء ومشائخ، ص ۳۱، مطبوعہ رامپور۔)

---

[1] حضرت مفتی اعظم کی علماء ومشائخ حرمین شریفین، مصر، شام، سوڈان، حلب، حضرموت وغیرہم کو اجازت وخلافت کی اسناد کے متون فقیر نوری کی کتاب ''الاجازات النوریہ لعلماء الحجاز والہند وباکستان وسوریہ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

عکوس
آماخذ و مراجع

حج بیت اللہ شریف

صحن کعبہ معظمہ بیت اللہ الحرام میں اہلسنت علمائے ہند کی خدمات دینیہ

۱۰ نومبر مکہ مکرمہ بذریعہ ایئر میل سروس امسال حج بیت اللہ الحرام و زیارت روضہ حضور علیہ السلام کے مبارک قصد کے ساتھ ہندوستان کے جلیل القدر نامور علمائے اہلسنت مکہ مکرمہ حاضر ہوئے ہیں اور حرم پاک میں رات دن طاعت و عبادت میں خود بھی مشغول ہیں اور دوسرے حجاج کرام کی دینی رہنمائی و مذہبی خدمات بھی بڑے ذوق و انہماک سے انجام دے رہے ہیں چنانچہ مفتی اعظم ہند شیخ العلماء حضرت قبلہ مولانا شاہ مصطفٰے رضا خانصاحب قادری رضوی بریلوی مدظلہ العالی حرم پاک میں بعد نماز عشاء سے دو تہائی رات تک خود بھی صلٰوۃ و طواف میں مصروف رہتے ہیں اور اسی وقت میں جو حجاج آپ سے مسائل دریافت کرتے ہیں۔ انہیں نہایت تسلی بخش و محققانہ جوابات مرحمت فرماتے ہیں۔ مبلغ اسلام امیر طریقت حضرت قبلہ مولانا شاہ محمد عبد العلیم صاحب صدیقی قادری رضوی میرٹھی مدظلہ العالی بعد نماز عصر سے نماز عشاء کے ایک گھنٹہ بعد تک مصلٰے مالکی میں حاضر رہ کر خود ذکر اذکار میں مشغول رہتے ہیں اور اہل عقیدت و گرد و پیش بیٹھنے والوں کو دینی مسائل کا فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔ فاضل اجل حضرت مولانا مولوی سردار احمد خاں صاحب قادری رضوی صدر المدرسین منظر اسلام بریلی مدظلہ العالی تقریباً ہر وقت حرم میں حاضر رہتے ہیں اور جگہ جگہ لوگوں کو مسائل سمجھاتے رہتے ہیں۔ شب میں آپ کے پاس حرم شریف کے مدارس دینیہ کے طلباء جمع ہو جاتے ہیں اور دور سیاحت سے متعلق آپ کے فیوض علمی سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ مدحضرت قبلہ مولانا مولوی صوفی شاہ سید محمد عبد الرب صاحب قادری رحمانی جبل پوری مدظلہ العالی بھی بعد نماز عصر سے بعد عشاء تک ما بین مصلٰے مالکی و حنبلی مصروف بطاعت الٰہی رہتے ہیں۔ اور اپنے احباب کے حلقوں میں ذکر پاک حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں اور حضرت مفتی اعظم قبلہ مولانا مظہر اللہ شاہ صاحب قادری نقشبندی مدظلہ العالی خطیب مسجد فتحپوری دہلی بھی حرم میں طاعت و عبادت میں مشغول ہو گئے ہیں۔ مناسب طور پر جو دینی خدمات سامنے آتی ہیں۔ وہ انجام دیتے ہیں۔ آپ چونکہ حج سے قبل ہی مدینہ منورہ حاضری دے آئے ہیں اور راستہ میں اتفاقاً موٹر لاری سے ٹکر ہو جانے کے باعث آپ کو کسی قدر چوٹ بھی آگئی ہے مولا تعالٰی جلد صحت عطا فرمائے۔ فاضل نوجوان حضرت مولانا قاری سید محمد عبد المجید صاحب وجودی قادری۔ مدظلہ العالی خطیب مسجد علی گنج جبل پور بھی کعبہ معظمہ کے سامنے رکن یمانی کے بالمقابل بعد نماز مغرب سے نماز عشاء تک ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ مناسک حج و جزئیات مسائل حج و زیارت پر وعظ فرماتے ہیں۔ اور فاضل جلیل حضرت مولانا سید شاہ محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خاں لاہور بھی برابر طاعت الٰہیہ اور خدمات دینیہ میں مصروف رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے علمائے کرام و مشائخین عظام قادری چشتی نقشبندی صابری اہلسنت ہر وقت دربار خداوندی میں حاضر رہ کر اپنے اپنے انداز میں مصروف عبادت و مشغول بطاعت ہیں۔ الحمد للہ آجکل کعبۂ معظمہ کے چاروں طرف سچے پرستاران توحید و فدا کاران حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت و عبادت اور ذوق خدمت دینیہ کا نظارہ قابل دید ہے پروردگار عالم اپنی رحمت کاملہ سے تمام مسلمانوں کو حج و زیارت کی سعادت و برکات نصیب فرمائے اور ہم سب حاضرین بیت اللہ الحرام کا حج مقبول فرمائے اور زیارت روضہ انور سے کامیاب زیادہ کرے آمین یارب العالمین

حسب الحکم خادم اہلسنت اشتیاق علی عفی عنہ کانپوری مقیم مکہ مکرمہ متصل حرم شریف

۱۰ نومبر [illegible]ء

بنارس میں ضلع سُنّی کانفرنس کا انعقاد

ناظرین کرام موجودہ دور میں مسلمانان اہلسنت و جماعت کو جن مصائب و آفات کا سامنا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ [illegible] طرح طرح کے حیلوں سے اپنے [illegible] کی کوشش کر رہے ہیں۔ [illegible] رہے ہیں۔ ایسی صورت میں [illegible] کے لئے جلد سے جلد منظم ہونے کی [illegible] ضرورت ہے۔ اور یہ امر بھی [illegible] روشن ہے کہ جب تک [illegible] نہ کرے اس وقت تک [illegible] تک پہونچنا غیر ممکن ہے۔ [illegible] نے بھی اچھی طرح محسوس [illegible] عقدہ کا بہترین حل [illegible] ضرورت ہے جو ہندوستان [illegible] علماء و مشائخ کو ایک سلسلہ میں [illegible] اس اہم اور ضروری [illegible] سنیوں نے پہلا قدم [illegible] امام المحدثین حضرت قبلہ مولانا [illegible] الشاہ ابوالمحمد سید محمد صاحب [illegible] محدث کچھوچھوی دامت برکاتہم [illegible] قبلہ صدر الافاضل استاذ العلماء امام [illegible] مولانا الحاج المولوی سید محمد نعیم الدین صاحب مدظلہم مرادآبادی [illegible] گوشے گوشے سے [illegible] ہندوستان کے تمام علماء و مشائخ نے [illegible] اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ اور اپنی شرکت [illegible] ہوئے ہر صورت سے اس تحریک [illegible] عملی طور پر مدد فرمایا۔ [illegible] اور ہو رہے ہیں۔ پنجاب۔ بہار [illegible] پرسنی کانفرنسیں قائم ہو چکی ہیں [illegible] ہے کہ [illegible] صوبجات میں بھی [illegible] قائم کی جائیں۔ تاکہ [illegible] کے لئے [illegible]

پہلے حج کے موقع پر حرمین شریفین میں علمی فیضان (الفقیہ امرتسر کا عکس)

بسم الله الرحمن الرحیم

الاجازات النوریة

لعلماء الحجاز و الهند و باکستان و سودان و سوریة

تألیف

امام الفقهاء و المحدثین

العلامة الشیخ محمد مصطفیٰ رضا القادری النوری

قدس سرہٗ

[۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳م—۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱م]

ترتیب و تخریج

العلامة المفتی السید شاهد علی الحسنی الرضوی النوری

رئیس الجامعة الاسلامیة، رامفور

ناشر

اداره تحقیقات رضویه جمالیه،

لال مسجد، رامفور- الهند

الباب الثاني

الاجازات النورية

لعلماء الحجاز و سودان و سورية

42

الاجازات النورية لعلماء الحجاز و سودان و سورية

النسخة الأولیٰ:

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

المحامد بأجمعها حقيقة للّٰه حقيقة باللّٰه حقيقةالحقائق۔ بديع السموات والارض بارئ النفوس خالق الخلائق۔ رب العلمين ۔ ملك يوم الدين۔ تعالٰى ذكره وجل شأنه۔ هوالسند لمن لاسند له۔ تم برهانه ۔ فرد وترصمد۔ لم يلد ولم يولد۔ ولم يكن له كفوا أحد۔ سبحنه ۔ هوالأحد لمن لاأحد له۔الكلم الطيب اليه يصعد۔ واليه عزوجل يرد۔ والكل من الجلال والجمال۔والفضل والكمال اليه مستند۔ معرفته هوالايمان كله۔ والجهل به هو الكفر جله ۔ أعاذنا اللّٰه تعالیٰ منه ومن العصيان۔ ورزقنا اللّٰه تعالیٰ ربناالمومن المنان۔ المهيمن الحنان ۔ مزيد امن المعارف ومنحنا معارف العوارف و عوارف المعارف۔ ونفحات الانس واللطائف والصلاة الأفضل والسلام الأكمل، المتصل المسلسل، والانعام المتواتر الأبجل۔ وأعلى وأزكى التحيات الطيبات وأنمى البركات وأسنى التحيات۔ وأحسن القبول وأجلى وأبهى الثناء الموصول ممن لاقبول الاقبوله ولاردالارده۔ الذى فضله غير منقطع ولامقطوع۔ وفيضه الغير المتناهى ليس بممنوع۔ ليس كمثله ولايوجد نده۔ولايتصور شريكه ولايتوهم ضده۔ وهوالعلى العظيم۔ العزيز الحكيم۔ البصير السميع الخبير العليم۔ والرؤف العطوف اللطيف الكريم۔ والحنان المنان الرحمٰن الرحيم۔على سائر الأنبياء والرسل۔ لاسيما على هادى السبل۔ أجل مرسل۔ كشاف المعضل۔ العزيز الوحيد۔ الفردالفريد، انيس كل غريب، حبيب حضرة القريب

المجيب شفاء كل عليل من العلل ورواء الغليل وعتق الأسير والكليل من القيود والغلول۔ طب مرض المريض و علاج العرض العريض ودواء السقيم۔ من عند الحكيم العليم يوم الخلل۔ ملجاء كل مضطر و مضطرب۔ وملتجئ كل ملتج ومرتقب۔ المأذون بالشفاعة الكبرىٰ يوم القيامة التامة خليفة اللّٰه الأعظم، المختار المجاز يومئذ بالاجازة العامة، قوة الضعيف بايده اللطيف و كرمه المنيف۔ الذى بالاعتضادبه يرتقى كل ضعيف الى درجة القوى الصحيح وبالاعتقاد به والاستناد اليه يكون حسنا محسنا كل مسئى قبيح۔ ويجدالصحة به من الأسقام۔ واندمال الجروح والقيام؟ كل قلب جريح۔ على المعارج۔ حسن المدارج۔ فضل اللّٰه وبركة اللّٰه محمد خاتم الأنبياء قاسم النعماء والآلاء۔ احمدرضاه۔ ومصطفٰه ومرتضاه ومجتبٰه هو مبدء سلسلة الأنبياء وهوالمنتهىٰ وهوالمرشد الأول الأعظم الأعلم۔ لجميع المشايخ حتى سيدنا ادم۔ صلى اللّٰه تعالىٰ على نبينا وعليه وسائر النبيين وبارك وسلم۔ وعلى ال الرسول والأصحاب۔ وذريته والأحباب۔ لاسيما الخلفاء۔ أولى الصدق و الصفا۔ والفضل و الفيض والكرم والعطاء۔ والبذل والجود والسخاء۔ والنور والبهاء وجميع الاولياء والعرفاء۔ خصوصا المحبوب السبحانى۔ محى الدين الغوث الاعظم عبد القادر الجيلانى۔ ومعين الحق والشرع والدين سلطان الهند المطلوب الربانى خواجه غريب نواز الاجميرى۔وشيخ الشيوخ شهاب الحق والدين السهروردى و خواجه بهاء الحق والدين النقشبندى قدس اللّٰه تعالىٰ سرهم النورانى۔ أجل الدلائل على اللّٰه وأقرب الوسائل الىٰ اللّٰه شجرة الاصول۔ شيوخ الطريقة والشريعة والمعرفةوالحقيقة۔ ائمة الدين القويم۔ هداة الصراط المستقيم۔ الأماجد الفحول۔امين برحمتك ياأرحم الراحمين۔مادامت الأرض والسماء الى يوم الجزاء ياأكرم كل مسئول۔

و بعدفقد سئالنی الشیخ الصفی، الزکی الذکی، ذوالشرف الجلی، الفاضل الکامل، الفاصل بین الحق والباطل، صاحب التصانیف والطبع اللطیف مولانا السید المحترم۔ المکرم المفخم۔ محمد عربی المغربی۔ ثم المدنی المالکی دام بالفیض الجلی والخفی۔ الاجازة بحسن ظنه بأنی أهل لذلك ولست هنالك۔ أنا أستحی کل الحیاء۔ أن أعد فی العلماء هذا الفقیر، لافی العیر ولافی النفیر، ولکن کبرنی موت الکبراء۔ ان هذاالا برکة نعمة ربی۔ حضرة أبی سعید الصالح وصل الی هذا العاصی الطالح۔ و لهذا الحیاء ان اعد مجیزاً للعلماء تلعثمت کثیرا حتی ان الرحیل ولا یبقی الوقت القلیل ولکن هذاالشیخ أجل علماء الأعلام۔ بالبلد الحرام۔ ذوالاکرام والاحترام۔ واخرون من العلماء الکرام۔ أصروا اصرارا۔ وما ترکوا لی اختیارا۔ فأمرهم علی الرأس والعین۔ إنی مأمور۔ والمأمور معذور۔ فاجزته علی برکة اللّٰه تعالیٰ ثم علی برکة رسوله۔ جل جلاله و صلی اللّٰه تعالیٰ علیه واله وصحبه وبارك وسلم۔ بجمیع ماأجازنی به حضرة شیخنا الوالد الماجد مجددالمائة الحاضرة، شیخ الاسلام والمسلمین مولانا المولوی الشاه محمد احمد رضا خان رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وأرضاه عنا۔ وانی فی هذا الان ان الرحیل علی جناح سفر۔ کتبت هذا المجمل المختصر۔ ثم بعد الوصول الی المدینة المنورة اوالی بلدی بعون الجلیل الجمیل۔ أرسل التفصیل۔ ان شاء المولی الکریم۔ وأفضل الصلاة وأکمل التسلیم علی حبیبنا الرؤف الرحیم۔ سید نا محمد واله الطیبین الطاهرین۔ امین۔

کتبه

الفقیر مصطفیٰ رضا القادری النوری عفی عنه

النسخة الثانية:

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله الملك المنعام، ذی الجلال والاکرام والصلاة والسّلام علی سید الأنام، سندنا الیٰ یوم القیام، مبدء الرسل الکرام، ومنتهی سلاسل الأنبیاء العظام مادامت اللیالی والأیام۔ أما بعد فقد سئلنی الفاضل الجلیل، العالم النبیل، مولانا السید العالم العامل محمد یوسف ابن خطوة ذو الفضائل۔ سلمه اللّٰہ تعالیٰ ومنحه الفواضل۔ اجازة ماأجازنی به حضرة أبی۔ نعمة ربی، معجزة النبی، مجدد المائة الحاضرة، مؤید الملة الطاهرة، شیخ الاسلام والمسلمین، مولانا المولوی الشاه محمد احمد رضا خان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه۔ فأجزته علی برکة اللّٰہ تعالیٰ، ثم علی برکة رسوله الأعلیٰ۔ جل جلاله وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیه واله وصحبه وسلم بالجمیع۔ متعه اللّٰہ العلیم الخبیر البصیر السمیع، ببرکات تلك العلوم والکتب الدینیة وبرکات السلاسل العلیة والأذکار والأشغال والأوفاق والأعمال ونرجوا منه أن لاینسانا من دعواته الصالحة فی حال من الأحوال، والاٰن اٰن الرحیل، فلهذا ترکت التفصیل۔ واٰخر دعوٰنا أن الحمد للّٰہ الرب الجلیل الجمیل۔ والصلاة والسلام علی سیدنا محمد واٰله وصحبه وبارك وسلم وشرف ومجدو کرم۔

قاله بفمه و کتبه الفقیر مصطفیٰ رضا القادری غفرله

فی مکة المحمیة بعد العصر یوم الذهاب الیٰ المدینة المنورة۔

النسخة الثالثة:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه ربی الرحمٰن۔ فی کل حین وان، خالق الانس والجان، وسائر العالم، علی ماأنعم وعلم۔ والصلاۃ والسلام علیٰ سیدنا محمدن النبی الأمی محبوب الرب ذی الجلال والاکرام۔ أما بعد! فسئالنی الشیخ العالم العامل ذوالفضائل والفواضل، نادر الزمان، مولانا الشیخ محمد یحیٰ أمان اللّٰہ سلمہ اللّٰہ الرحمٰن، اجازۃ ماتصح لی روایته عن مشایخی الکرام۔ فأجزته علی برکة اللّٰه تعالیٰ ثم علی برکة رسوله الأعلی جل جلاله وصلی اللّٰه تعالیٰ علیه واله وصحبه أجمعین و بارك وسلم، بکل ما أجازنی به سیدی و سندی، شیخی و کنزی و ذخری لیومی وغدی، حضرۃ محدد المائة الحاضرۃ، مؤید الملة الطاهرۃ، صاحب الحجة القاهرۃ والمحجة الظاهرۃ، شیخ الاسلام والمسلمین، مولانا المولوی الشاہ محمد احمد رضا خان رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وارضاہ عنا، من العلوم والکتب الدینیة والسلاسل العلیة والأذکار والأشغال والأوفاق والأعمال۔ بارك اللّٰه تعالیٰ لی وله، وحقق أملی وأمله، وأصلح عملی وعمله، بجاہ حبیبه المصطفیٰ المجتبیٰ المرتضیٰ المرتجیٰ۔ صلی اللّٰه تعالی علیه واله وصحبه وبارك وسلم

کتبه

الفقیر مصطفیٰ رضا القادری غفرله ولوالدیه امین ۔

النسخة الرابعة والخامسة والسادسة :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ العلی الشأن، عمیم الجود واللطف عظیم الامتنان، قدیم المعروف کریم الاحسان، الذی خلق الانسان، علمه البیان، وأنزل القران، علی حبیبه سید الانس والجان، أفضل الأنبیاء والمرسلین، النبی الأمی الأمین المکین۔ رحمة للعٰلمین، محمد، طٰهٰ یٰس فصیح اللسان، مطهر الجنان، صاحب الحجة الظاهرة والمحجة الباهرة، صاحب البرهان، صاحب السلطان۔ اقرأ هو بقوله اقراء باسم ربك الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقرأ و ربك الأکرم الذی علم بالقلم۔ علم الانسان مالم یعلم۔ والصلوة والسلام الأتمان الأکملان، فی کل حین وان علی روح الروح والروح والریحان، الحبیب القریب، للقریب المجیب، الحنان المنان، خلیفة اللّٰه الملك الدیان، سر اللّٰه المخزون، در اللّٰه المکنون، نور الأفئدة والعیون، سرور القلب المحزون، عالم ما کان وما یکون۔ ألذی هدانا للایمان واستنقذنا من عبادة الأوثان و(طهرنا من) نجاسة الکفر وخباثة الکفران ۔ووقانا من مکائد الشیطان(الملعون)باحسن الحدیث و أطیب بیان القران و تبیان الفرقان، بین جند الاله و حزب الشیطان و حمانا عن الضلالة و الطغیان امام الأنبیاء، سید کل مرسل، سند الأولیاء، کشاف کل معضل، فرد عزیز و حبد مرفوع بکل رفعة علی غیره۔ وفضله علی الجمیع مقطوع به، البشیر النذیر، ممتنع النظیر، سیدناو مولانا محمد، لم یلد الدهر مثله ولم یولد، الیٰ ابد الأباد، لم یوجد له فی الحقیقة لافی المعرفة ولا فی الشریعة بل ولافی الحقیقة کفوا أحد۔(وقال سیدنا الامام البوصیری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه)

١ محمد سید الکونین والثقلین والفریقین من عُرب ومن عجم

٢. نبینا الآمر الناهی فلاأحد أبرّ فی قول لامنه ولانعم

٣ دعا الى اللّٰه فالمستمسكون به	مستمسكون بحبل غير منفصم
٤ فاق النبيين فى خلق وفى خلق	ولم يدانوه فى علم ولا كرم
٥ وكلهم من رسول اللّٰه ملتمس	غرفا من البحر أو رشفا من الديم
٦ وواقفون لديه عند حدهم	من نقطة العلم أو من شكلة الحكم
٧ فهو الذى تمّ معناه وصورته	ثم اصطفاه حبيبا بارئ النسم
٨ دع ماادعته النصارى في نبيهم	واحكم بماشئت مد حافيه واحتكم
٩ فانسب الى ذاته ماشئت من شرف	وانسب الى قدره ماشئت من عظم
١٠ منزه عن شريك فى محاسنه	فجوهر الحسن فيه غير منقسم
١١ فان فضل رسول اللّٰه ليس له	حد فيعرب عنه ناطق بفم
١٢ اعيىَ الورىٰ فهم معناه فليس يرىٰ	للقرب والبعد منه غير منفحم
١٣ كالشمس تظهر للعينين من بعد	صغيرةً وتكل الطرف من أمم
١٤ وكيف يدرك فى الدنيا حقيقتهٗ	قوم ينام تسلوا عنه بالحلم
١٥ فمبلغ العلم فيه أنه بشر	وأنه خير خلق اللّٰه كلهم
١٦ وكل آى أتى الرسل الكرام بها	فانما اتصلت من نوره بهم
١٧ فانه شمس فضل هم كواكبها	يظهرن أنوارها للناس فى الظلم
١٨ كأنه وهو فرد فى جلالته	فى عسكر حين تلقاه وفى حشم
١٩ كأنما اللؤلؤ المكنون فى صدف	من معدنى منطق منه ومبتسم
٢٠ جاءت لدعوته الأشجار ساجدةً	تمشى اليه على ساقٍ بلاقدم

وقيل ۔ محمد بشر لا كالبشر

بل هو كالياقوت فى الحجر

(وقال العارف الملاجامى ۔ قدس سره السامى) ۔

تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاك اے نازنیں

واللہ زجان ہم پاك تررو حی فداك اے نازنیں

(وقال علیه الصلاة والسلام) یاأبابکر! لم یعرفنی حقیقة غیر ربی (جل جلا له)ثم الصلاة والسلام علی سائر الأنبیاء والمرسلین۔ والملائکة المقربین۔ وال الرسول احمد رضاء لربه وعلی صحبه، رواة علمه ودعاة أدبه، وابنه الغوث الأعظم وحزبه۔ الی دخول کل مسلم دارالجنان وخلود الکافرفی النیران، بعدد نقاط حروف الاحادیث المتواترة والمشهورة والغریبة والضعاف والصحاح والحسان وایات القران امین امین! یا علیم یا خبیر یاسمیع یا بصیر یاسبحٰن، وبعد (فیقول العبد الجانی غریق بحر العصیان۔ أماته الرحمن۔ الکریم المنان۔ بفضله علی السنة السنیة و صریح الایمان۔)

۱- فقدسألنی الشیخ العالم الألمعی والفاضل البارع اللوذعی الصالح الفالح الزکی الذکی الزاکی مولانا محمد ناجی بن الحاج الشیخ محمود أبی صالح الحلبی الشافعی النقشبندی الجزولی المدرس فی الکلیة الشرعیة فی حلب الشام، جعله اللّٰه تعالیٰ کاسمه الناجی المنجی من اوزار الأثام۔ اللهم حسنه من نوائب الزمان بل اجعله عنها الامان۔ اجازة جمیع ماحقت لی درایته وصحت لی روایته۔ عن مشایخی الکرام والعلماء الأعلام۔ الکرام الفخام۔ بظن منه انی أهل لذلك ولست هنالك ۔ کبرنی موت الکبراء الفحول، فلیس هذا المسئول الابرکة قبول أولئك الثقات العدول۔ وظاهر ظاهر عیان أنی لست من فرسان هذاالمیدان ولکن الصالحین یحسنون الظنون ویعلمون ان الاسناد من الدین والطریقة الموصلة الی سید الانبیاء والمرسلین، حبیب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علیھم وعلی الملائکۃ المقربین واله وأصحابه أجمعين(و سبیل من سبیل قطع عرق المفسدين۔)

٢- قد سألنی الفاضل الکامل، العالم العامل،الأخ الکریم الحلیم، صاحب الطبع السلیم، النبیہ الفہیم، الموفق للعمل الصالح من مولاہ، مولانا المولوی محمد ابراھیم بن سعد اللّٰه الحسنی،المدنی۔ أسعدہ اللّٰه تعالیٰ فی الدارین وأوصله اللّٰه الی غایة متمناہ فی الملوین۔ اجازۃ الخ...

٣- قد سألنی الأخ فی الدین المتین، الذکی الفطین، ناھج مناھج الصالحین، محب سنن سید المرسلین، عدو بدع المبتدعین، مولانا المولوی أرشد الدین بن عبد الغفور الحسنی ثم المدنی جعله اللّٰه تعالیٰ من الراشدین المرشدین الواصلین الکاملین۔ المکملین۔ العارفین الموصلین۔ امین ۔ اجازۃ الخ

١و٢- فأجزته علی برکة اللّٰه تعالیٰ۔ ثم علی برکة رسوله الأعلیٰ۔ ﷺ(علیه الصلاۃ والسلام الأبھی الأجلی)بکل ما أجازنی به سیدی و سندی وشیخی و کنزی و ذخری لیومی و غدی حضرۃ مجدد المائة الحاضرۃ مؤید الملة الطاھرۃ صاحب الحجة القاھرۃ والمحجة الظاھرۃ،مولانا المولوی الشاہ محمد احمد رضا خان رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وأرضاہ عنا۔

٢و٣- بکل ما أجازنی به سیدی و سندی شیخی و شیخ الاسلام والمسلمین فقیه النفس فی عصرہ، مجدد الوقت فی دھرہ، أعظم المفتین ،عدیم النظیر فی زمانه فقید المثیل فی أوانه، حضرۃ الوالد الماجد الذی قد شھد له علماء البلد الحرام۔ وبلد النبی علیه الصلاۃ والسلام، بأنه سید (مجدد) فردامام، مولانا المولوی الشاہ محمد احمد رضا خان رحمه اللّٰه تعالیٰ

رحمة واسعة وأدخله دار الجنان وأمطر عليه شآبيب الرحمة والرضوان۔

من العلوم والكتب الدينية والسلاسل العلية والأذكار والأشغال والأوفاق والأعمال(نفعه ونفعني اللّٰہ بها في الدين والدنيا) بارك اللّٰہ تعالیٰ وله وحقق أملي وأمله وأصلح عملي و عمله بجاه حبيبه المصطفیٰ المجتبیٰ المرتضیٰ المرتجیٰ(الملتجیٰ تركت تفصيلها ولكن ان شاء ربنا بعد الوصول الى بلدی ارسلها۔ وأرجو منه أن لاينساني من دعواته الصالحات في الخلوات والجلوات،وأوصيه بصرف أوقاته في حماية الدين ونكاية المفسدين من الملحدين المارقين والمبتدعين الخارجين۔ صلى اللّٰہ تعالیٰ عليه واله وصحبه الطيبين الطاهرين وأصحابها۔ واهانة البدعة الدنيئة وأربابها۔ فان ذلك من أعظم القرب وأرضیٰ مرضات النبی والرب۔ رزقنا اللّٰہ تعالیٰ ورزقه حسن الختام۔ واخر الكلام أن الحمد للّٰہ الملك المنعام۔ و صلى اللّٰہ تعالیٰ على الحبيب الأجل۔والمحبوب الأبجل واله وصحبه الكمل وسلم وبارك وشرف و مجد و كرم۔ قاله بفمه كتبه بقلمه الفقير الحقير العبد الأذل، مصطفیٰ رضا القادری النوری نوراللّٰہ تعالیٰ بالنور المعنوی والصوری و غفراللّٰہ تعالیٰ له ولوالديه وأحسن اللّٰہ تعالیٰ اليه بجاه النبی الأمی صلى اللّٰہ تعالیٰ وسلم عليه واله وصحبه وأزواجه أمهات المومنين۔ امين ۔ في اصطفا منزل بالمدينة الكريمة البهيةعلى صاحبها التحية۔۱۹/ محرم الحرام ۱۳٦٥ الهجرية۔

۳- فأجزته على بركة المولیٰ تعالیٰ وتبارك ثم على بركة حبيبه المبارك متعني ومتعه بها في الاخرة والأولیٰ وماكتبت له نسخة عليحدة بل

كتبنا فى هذا الورق لأن الوقت بسبب الرحيل أضيق، سأ كتب ان شاء الله تعالىٰ بعد الوصول مع الخير الىٰ بلدى و السلام خير ختام۔

کتبه

الفقير مصطفىٰ رضا القادرى النورى البريلوى غفرله

فى ١٩/ محرم الحرام ١٣٦٥ﮪ الهجرية۔

النسخة السابعة:

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

الحمد للّٰه و كفىٰ و الصلاة و السلام علىٰ حبيبه الكريم،الرؤف الرحيم، الرسول العظيم- سيدنا و مولانا محمدن المصطفىٰ وعلى اله وصحبه أولى الصدق والصفا، لاسيما على الأربعة الخلفاء، وبعد فقد أجزت أخي في اللّٰه، ذاالمجد والجاه- العالم العامل الفاضل الكامل مولانا محمد احمد خليلو -دام فضله جميع ما أجازني به كنزى وذخرى ليومى وغدى شيخى وملاذى وأستاذى مجدد الزمان شيخ الاسلام والمسلمين مولانا المولوى الشاه احمد رضا خان -أدخله الحنان المنان فى دارالجنان- من العلوم و السلاسل القادرية والجشتية والسهروردية والنقشبندية والأذكار والأشغال والأوفاق والأعمال- نفعه اللّٰه بها نفعاًتاماً وجعله اللّٰه تعالىٰ نافعاً عاماً- وأوصيه بحماية الدين المتين و سنة سيد المرسلين- عليه الصلاة والسلام- في كل ان وحين- ونكاية الكفروالكافرين والبدع والمبتدعين-وأهانة المرتدين وأرجو منه أن لا ينسانى من دعواته الصالحات فى الخلوات والجلوات- واخر دعواناأن الحمد للّٰه رب الغٰلمين- وعلىٰ سيد السادات أفضل الصلوات وأكمل التسليمات وأبهىٰ البركات من مجيب الدعوات-

وأنا الفقير مصطفىٰ رضا القادرى فى المدينة المنورة اصطفا منزل

١٩/محرم الحرام ١٣٦٥ھ

54

النسخة الثامنة:

بعد الخطبة المذكورة

أما بعد فقد سألنى الأخ فى الدين المتين، حامى سنن سيد الغلمين وأصحابها ماحى شرور المبتدعين وأربابها، الأسد الأشد على كل كافر ومرتد، منبه الغفول، معلم المعقول والمنقول، دفاع جهل الجهول، الأسد الصئول، على كل ضال لاسيما على الوهابى أبى الفضول، ناصر الملة كاسر البدعة، كاشف العلة، مداح النبى الحبيب محب الرسول العالم الأوحد، مولنا احمد الصابونى منحه الله تعالىٰ الجلال الموسوى على كل فرعونى، ورزقه الجمال الهارونى، اجازة ماأجازنى به سيدنا الوالد الماجد شيخ العلماء الفحول الأماجد مجدد المائة الحاضرة، مؤيد الملة الطاهرة، صاحب الحجة القاهرة مولانا المولوى الشاه محمد احمد رضا خان القادرى البريلوى رضى الله عنه بالرضاء السرمدى۔ من العلوم والكتب الدينية والأذكار والأشغال والأوراد والأعمال والسلاسل الاربع: القادرية (القديمة و الجديدة) والجشتية (القديمة والجديدة) والسهروردية والنقشبندية وأسأل الله تعالىٰ أن يمتعنى و يمتعه بها فى الآخرة والأولىٰ وأوصيه بالاشتغال مدة عمره باعانة السنن السنية و نكاية الفتن الدنية وحماية السنى واهانة البدعى ومدح خير البرية، عليه التحية واشاعته ونشره بنغماته الحسنة الجميلة، الخفية والجليلة، فانها فى الخلوات والجلوات مرضية من مرضات الرب وأعظم القرب، وأرجو منه أن لاينسانى من دعواته الصالحات، فى حالة من الحالات۔ والحمد لله تعالىٰ مجيب الدعوات فى جميع الأفات وأفضل الصلوات وأكمل التسليمات على الحبيب سيد الكائنات وآله الطيبين وصحبه الطاهرين وأزواجه الطاهرات، أمهات المومنين

والمؤمنات، الطيبات العاليات الزاكيات۔

کتبه

الفقير مصطفى رضا القادرى النورى البريلوى غفرله

۲۴/محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

کتبت الی اصحابی المدینة المنورة یوم الرحیل والباقی فی جده

النسخة التاسعة والعاشرةو الحادية عشرة:

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمده و نصلى على رسوله الكريم

جميع المحامد لله العلى الولى الكبير،القادر المقتدر القدير، السميع البصير، العليم الخبير، وأفضل الصلوات وأكمل التسليمات على السراج المنير، البشير النذير، الحبيب الجليل، والمحبوب الجميل، عديم المثيل ـ عليه وعلى سائر اخوانه من الأنبياء والمرسلين وملٰئكة الله المقربين و سيد العارفين سيد الواصلين الكاملين، الغوث الأعظم والغيث الأكرم، القطب الربانى والهيكل الصمدانى، المحبوب السبحانى سيدنا محى الدين عبد القادر الجيلانى ـ عمت فيوضه الأقاصى والأدانى ـ وحزبه ـ

أما بعد! فيقول العبد الجانى ،الفقير الحقير، أسير ذنب كثير و بثير، ذوقلب كسير مصطفىٰ رضا القادرى الأحقر من قطمير ـ

غفر الله تعالىٰ له من الأول الى الأخير، قد سألنى العالم النحرير مولانا جعفر الكثير الشافعى الحضرمى مدرس صولتية ـ بمكة المحمية ـ اجازة جميع ما أجازنى به شيخ الاسلام والمسلمين: امام

البهية، وكاسر الفتن الدنية،مجدد المائة الحاضرة، مؤيد الملة الطاهرة،صاحب الحجة القاهرة،سيدى و سندى، كنزى و ذخرى ليومى وغدى، سلالة الأماجد،حضرة الوالد الماجد، الشيخ علامة الزمان، مولانا المولوى احمد رضا خان رحمه الله (تعالىٰ) الحنان المنان وأدخله دار الجنان وأمطر عليه شابيب الرحمة والرضوان ـ فأجزته على بركة الله تعالىٰ ثم على بركة رسوله الأعلىٰ ـ جل وعلا عليه التحية والثنا ـ السلاسل الاربع القادرية

القديمةو الجديدةو الحشتية الجديدة و القديمةو السهروردية و النقشبندية و الكتب الدينية و العلوم بالشرط المعلوم لذوى الفهوم و أوصيه بصرف أوقاته العزيزة وأربابها فانها من أعظم القربات، أرضى مرضات النبى عليه التحيات الزكيات وربنا مجيب الدعوات وأرجو منه أن لا ينسانى من دعواته الصالحة فى حالة من الحالات واخر الكلام أن الحمد لله الملك المنعام والصلاة والسلام على نبيه و حبيبه خير الأنام و على اله الفخام وصحبه الكرام وجميع أوليائه العظام وأحبائه الكرام۔ مادامت الليالى والأيام۔

قاله بفمه و كتبه بقلمه الفقير مصطفىٰ رضا خان القادرى البريلوى غفرله۔

۳/صفر المظفر ١٣٦٥هـ فى مكة المكرمة۔

والعاشرة: طلب منى الاجازة العلامة الحافظ التيجانى المصرى شفاها لضيق الوقت و أضرعلى فى الحفلة الكريمة بالمدينة الطيبة۔ فأجزته على بركة الله تعالىٰ ثم على بركة رسوله جل جلاله و عم نواله، وصلى الله تعالىٰ عليه وصحبه وسلم۔ بجميع ماأجازنى به شيخ المشايخ حضرة الوالد الماجد قدس الله سره وأفاض علينابره۔

والحادية عشرة۔ كذالك طلب منى أخو جناب صالح المحضار المكى نسيت اسمه شفاها فى مكة المكرمة اجازة الحديث فأجزته والحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين خاتم النبيين محمد واله وصحبه وبارك وسلم امين۔

باب چہارم

دوسرا حج

شرکاء سفر حج وزیارت

بریلی شریف سے روانگی

جدہ میں استقبال

دیار حبیب میں حاضری

ممبئی اور ناسک میں استقبال

مفتی اعظم کے مدینہ میں طویل قیام کی

وجہ سے واپسی میں تاخیر

عرس رضوی کے پروگرام میں اختصار

بریلی میں عرس قادری رضوی

دوسرا حج

شرکاءِ سفرِ حج وزیارت

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے دوسرا سفرِ حج وزیارت ممبئی کے راستہ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء میں کیا۔ اس سفرِ مقدس میں کافی حضرات شریکِ سفر تھے بعض کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱- داماد مفتی اعظم حضرت مولانا ساجد علی خاں رضوی مہتمم مظہر اسلام، بریلی

۲- نواسہ وخلیفہ مفتی اعظم حضرت مولانا الحاج خالد علی خاں رضوی، نوری

۳- مخدومہ اہل سنت، زوجہ مقدسہ مفتی اعظم (چھوٹی بی پیرانی ماں صاحبہ)

۴- داماد مفتی اعظم جناب الحاج احمد حسن خاں عرف لاڈلے میاں رضوی

۵- والدہ ماجدہ مولانا خالد علی خاں رضوی (صاحبزادی حضرت مفتی اعظم)

۶- زوجہ محترمہ جناب الحاج احمد حسن خاں رضوی (صاحبزادی حضرت مفتی اعظم)

۷- زوجہ محترمہ جناب فضل الرحمٰن خاں رضوی (صاحبزادی حضرت مفتی اعظم)

۸- جناب الحاج سید شوکت علی قادری، رضوی، نوری، کوہاڑا پیر، بریلی

۹- جناب الحاج خلیل اللہ قادری، رضوی، نوری، کوہاڑا پیر، بریلی

۱۰- جناب الحاج رحیم بخش قادری، رضوی نوری، کوہاڑا پیر، بریلی

۱۱- جناب الحاج حمایت اللہ عرف کلو قادری، رضوی، نوری، ملوکپور، بریلی

۸- صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی شیخ الحدیث مظہر اسلام بریلی

۹- زوجہ محترمہ صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی، گھوسی

بریلی شریف سے روانگی

حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ مع اہلیہ ۲۶ر شوال المکرّم ۱۳۶۷ھ کو وطن عزیز گھوسی سے روانہ ہوکر بریلی شریف پہنچے۔ راستہ میں شدید بارش کے سبب بخار ہوا۔ پھر نمونیہ ہوگیا۔ اسی

حالت میں ۲۷؍شوال المکرّم کو بریلی سے حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے ساتھ ممبئ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا قادری نوری اور حضرت صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی مع رفقاء جب سفر حج وزیارت کے لئے محلہ سوداگران سے چلے تو اسٹیشن تک پیدل تشریف لے گئے۔ ہزارہا آدمی جلوس میں شامل تھے۔ایک بوگی ریلوے کی ریزرو کرائی گئی ممبئ تک کے لئے۔جلوس میں شامل نعت خواں حضرات نعت رسول پڑھ رہے تھے۔ عاشقان مصطفیٰ بیچ بیچ میں ''اللہ اکبر'' اور ''یارسول اللہ'' کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ذکر خدا اور ذکر رسول سے فضا گونج رہی تھی۔ عجب روحانی سماں تھا۔رحمت باری کا نزول ہو رہا تھا۔اور شرکاء جلوس شاداں وفرحاں آگے بڑھ رہے تھے۔اسٹیشن پر پہنچ کر جب گاڑی میں سوار ہوئے تو ایک ہی برتھ پر حضرت مفتی اعظم اور حضرت صدر الشریعہ برابر برابر بیٹھے۔ [1] صدر الشریعہ راستہ میں کچھ زیادہ علیل ہوگئے تھے۔ممبئ میں علالت کی شدت کے سبب ظاہر میں آگے نہ جاسکے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ ممبئ میں چند روز قیام فرما کر ۲؍ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ/۶؍ستمبر ۱۹۴۸ء کو دوشنبہ کے روز بعد نماز مغرب صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی سے وداعی ملاقات کر کے آب دیدہ رخصت ہوئے۔دن گزار کر رات کو ممبئ میں حضرت صدر الشریعہ کا وصال ہوگیا۔ حضرتِ مفتی اعظم نے اپنے کشف سے جان لیا کہ حضرت صدر الشریعہ وصال فرما گئے۔ جہاز میں حضرت مفتی اعظم پر یک بیک رقت طاری ہوگئی اور زبان فیض ترجمان پر بار بار یہ کلمات آئے'' آہ صدر الشریعہ وصال فرما گئے''۔'' آہ صدر الشریعہ رخصت ہوگئے''۔ پھر ایصال ثواب کیا اور اس آیت کریمہ ''اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (۱۳۶۷ھ)'' سے حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ کا سنِ وصال استخراج فرمایا۔ [2]

[1] حضرت مولانا الحاج خالد علی خاں رضوی مدظلہ العالی مہتمم دار العلوم مظہرم اسلام نے ۶؍محرم الحرام ۱۴۲۶ھ/۱۶؍فروری ۲۰۰۵ء بروز چہارشنبہ بعد نماز مغرب اپنے مکان پر مذکورہ تفصیل بیان فرمائی۔

[2] محمد امانت رسول رضوی، قاری تجلیات حضور مفتی اعظم ہند، ص ۶۸، مطبوعہ ستارگنج، اترانچل۔

شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی قدس سرہٗ کا دوسرے سفر حج وزیارت کے لئے اپنے وطنِ عزیز سے روانگی کا آنکھوں دیکھا حال اور پرکیف منظر بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

۱۳۶۷ھ میں حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے حج کا قصد فرمایا۔ یہ اطلاع جب حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ کو ملی، تو آپ نے بھی عزم مصمم کرلیا کہ میں بھی حاضری دوں، حالانکہ ان دنوں گلاکوماں، سنبل بائی کی وجہ سے بصارت بہت کمزور ہوچکی تھی۔ اتنی کہ خطوط اور فتاویٰ املا کراتے تھے۔ خود پڑھ نہیں سکتے تھے۔ فتاویٰ کے لئے تائیدی عبارتیں دوسروں سے پڑھوا کر سنتے تھے، مگر عشق رسول نے جو آگ سینے میں لگا رکھی تھی، اس نے اس عذر کی بھی پرواہ نہ کرنے دی اور بے خطر حج وزیارت کے لئے درخواست بھیج دی۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی

پروگرام یہ طے ہوا کہ دولت کدے سے پہلے بریلی شریف حاضری دیں اور پھر وہاں سے حضرت مفتی اعظم ہند کے ہمراہ ممبئی جائیں۔

۲۶ رشوال ۱۳۶۷ھ کو گھوسی سے روانگی طے ہوئی، اس کی اطلاع مبارکپور حضور حافظ ملت کو بھی کردی گئی تھی۔ حضور حافظ ملت اور اشرفیہ کے دیگر مدرسین ۲۵ رشوال کی شام کو دولت کدے پر حاضر ہوگئے۔ بعد عشا میں بھی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، جب حضرت چارپائی پر لیٹ گئے تو میں نے اور حافظ ملت نے پیر دبانا شروع کیا، اسی اثنا میں

حضرت صدرالشریعہ کی زبان پر یہ مشہور شعر جاری ہوا:

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں

اسی میں عمر الٰہی ! تمام ہو جائے

حافظ ملت نے عرض کیا کہ اب بھی جب قافلہ مدینے کی طرف چلتا ہے تو زائرین بڑے ذوق وشوق سے اس شعر کو پڑھا کرتے ہیں۔فرمایا پڑھتے ہوں گے۔مولوی سبحان اللہ کو بلاؤ۔مولوی سبحان اللہ حاضر ہوئے تو فرمایا کہ حضرت جامی کی وہ نظم پڑھو:

احسن شوقا الیٰ دیارلقیت فیھا جمال سلمیٰ

کہ می رساند ازاں نواحی پیام وصلت بجانب ما

ترجمہ:ان دیار کے شوق میں رورہاہوں جن میں میں نے محبوب کا جمال دیکھا تھا کہ اس طرف سے وصل کا پیغام ہماری جانب پہنچ رہاہے۔

حریم کوئے تو کعبۂ دل جمال روئے تو قبلۂ جاں

فان سجدنا الیك نسجد وان سعینا الیك نسعیٰ

ترجمہ: تیری گلی دل کا کعبہ ہے اور تیرا جمال جان کا قبلہ، اگر ہم سجدہ کرتے ہیں تو تیری طرف سجدہ کرتے ہیں اور سعی کرتے ہیں تو تیری طرف سعی کرتے ہیں۔

بناز گفتی فلاں کجائی چہ بود حالت دریں جدائی

مرضت شوقا ومت ھجرا فکیف اشکو الیك شکویٰ

ترجمہ:تونے ناز سے پوچھا،اے فلاں!تو کہاں تھا، جدائی میں تیری حالت کیسی تھی؟(میں نے عرض کیا)شوق میں بیمار ہوا،ہجر میں مرگیا،تمہاری کیاشکایت کروں۔

جب مولانا سبحان اللہ نے اخیر کا شعر پڑھا تو حضرت صدرالشریعہ ماہی بے آپ کی طرح تڑپنے لگے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بار بار اسی شعر کی تکرار کراتے رہے اور تڑپتے رہے۔

ہم نے کسی سوختہ جگر عاشق کو تڑپتے ہوئے کبھی نہ دیکھا تھا مگر اس رات محبوب خدا کے ایک دیوانے کو تڑپتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا۔ حافظ ملت اور میں خود دم بخود، بہت دیر تک یہی کیفیت رہی۔ حافظ ملت نے جب دیکھا کہ حضرت صدرالشریعہ کا حال غیر ہوتا جا رہا ہے تو مولانا سبحان اللہ کو حکم دیا کہ دوسری نظم شروع کرو۔ انہوں نے اسی پر عمل کیا آج اچھی طرح یاد نہیں وہ کون سی نظم تھی۔ بہر حال! اس کا فائدہ یہ ہوا کہ کچھ دیر بعد حضرت کو افاقہ ہو گیا۔ افاقہ کے بعد گھڑی دیکھی گئی تو بارہ بج چکے تھے۔ فرمایا:

سب لوگ سو رہو۔ مجھ سے فرمایا: صبح کو جلدی آ جانا، آٹھ بجے گھر سے نکل جائیں گے۔

جب کہ گھر سے اسٹیشن کا فاصلہ بمشکل دس منٹ کا ہے میں حسب الحکم جس قدر جلد ہو سکا حاضر ہوا تو دیکھا حضرت بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس درمیان ہم لوگوں کو پوچھا بھی تھا۔ مولوی شریف الحق، مولوی غلام یزدانی، مولوی غلام جیلانی آئے کہ نہیں اور کچھ خفگی بھی ظاہر فرمائی میں نے کہہ دیا تھا جلدی آنا مگر یہ لوگ ابھی تک نہیں آئے۔ بہر حال وداع کہنے والوں کے جم غفیر کے ساتھ حضرت اسٹیشن روانہ ہوئے اور نعت خوانی کا سلسلہ شروع ہوا، نعت خوانی کا سلسلہ شروع ہوتے ہی حضرت پر خود فراموشی کا عالم طاری ہو گیا، قدم لڑکھڑانے لگے، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے جب یہ حال دیکھا تو حضرت

کا بازو پکڑ لیا، دوسری طرف مولانا سبحان اللہ صاحب نے بازو تھام لیا اسی عالم کیف و مستی میں اسٹیشن روانہ ہوئے۔ابتداءً حضرت کی فرمائش کے مطابق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی مشہور نعت پڑھی گئی۔

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے

جس پر نثار جان فلاح وظفر کی ہے

کچھ دیر کے بعد حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب کی وداعی نظم پڑھی جانے لگی جس کے مطلع کا صرف ایک ہی مصرع یاد ہے۔ع

چلا بیت الحرم کو کارواں صدر شریعت کا

جب یہ نظم شروع کی گئی تو حضرت کو جو حال تھا وہ تھا ہی پورا مجمع کیف و مستی میں دیوانہ ہو رہا تھا۔

استغراق کا عالم یہ تھا کہ حضرت کے بچپن کے ساتھی اور بے تکلف دوست جناب عبدالحیٔ خاں صاحب رضوی تھے، یہ راستے میں آکر ملے مگر حضرت نے کوئی توجہ ان کی طرف نہیں کی۔ ہمیشہ حال یہ تھا کہ جب کبھی خاں صاحب موصوف ملتے تو خوشی سے حضرت کی باچھیں کھل جاتیں، اور بے تکلفی کی باتیں شروع ہو جاتیں لیکن اس وقت فانی فی الرسول، باقی بالرسول استغراق کی ان گہرائیوں میں تھا کہ دوست واحباب تو کیا چیز ہیں شاید اپنی خبر نہ رہی ہو

شروع ہے راہِ محبت ارے معاذ اللہ

یہ حال ہے کہ قدم ڈگمگائے جاتے ہیں

اسٹیشن پہنچے تو گاڑی آنے میں کچھ دیر تھی، اسٹیشن کے پورب جانب پہلے آموں کا باغ تھا۔ایک گھنے درخت کے نیچے فرش بچھا دیا

گیا۔ حضرت نے جب الوداع کہنے والوں کو بٹھایا اور وداعی تقریر فرمائی۔ آج نہ وہ مضمون یاد ہے اور نہ وہ الفاظ لیکن ایسا محسوس ہورہا تھا کہ ہم سب کو ہمیشہ کے لئے وداع فرمارہے ہیں پھر بیٹھ گئے، آنکھیں بند کرلیں، پھر استغراقی حال طاری ہوگیا۔ اتنا کہ سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا فداء المصطفیٰ آئے۔ اس وقت بہت چھوٹے بچے تھے۔ ان پر والدین کی عارضی جدائی کے احساس سے بہت پژمردگی طاری تھی۔ میں نے ان کو لاکر حضرت کے سامنے پیش کیا، عرض کیا حضور یہ فداء المصطفیٰ ہیں۔ ایک بار کی گزارش پر کوئی توجہ نہیں کی۔ تو میں نے دوبارہ کچھ بلند آواز سے عرض کیا تو آنکھیں کھلیں اور ان پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا: سب کو خدا کے سپرد کیا، اتنے میں گاڑی آگئی۔

جب مئو پہونچے تو وہاں مبارکپور سے قاری محمد یحییٰ صاحب وغیرہ آگئے تھے۔ حضرت نے یا حافظ ملت نے قاری صاحب موصوف سے کہا کوئی نعت پڑھیے۔ وہ قاری صاحب کی جوانی کا وقت تھا، ان کی آواز بہت دلکش مترنم تھی۔ انہوں نے جو نعت پڑھی، تو پھر وہی کیف و مستی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی روانی شروع ہوگئی۔ نعت ختم ہونے کے بعد بہت دیر کے بعد وہ عالم بدلا۔ گاڑی جب مبارکپور کے اسٹیشن جہانا گنج روڈ پر پہنچی جسے ہماری حکومت نے سیکولر ہونے کے ثبوت میں سٹھیاؤں کا نام دے دیا ہے تو مبارک پور کے ہزاروں افراد اسٹیشن پر حاضر تھے۔ مبارک پور کے اس زمانے کے مشہور شاعر زماں صاحب نے حضرت جامی کے مشہور شعر:

بہ سفر رفتنت مبارک باد
بہ سلامت روی و باز آئی

پر وداعی نظم کہی تھی جسے اس زمانے کے مشہور نعت خواں عبدالخالق صاحب نے پورے جوش وعقیدت کے ساتھ پڑھا تھا۔

غالباً چھ بجے یا سات بجے گاڑی شاہ گنج اسٹیشن پر پہنچی، ادری، گھوسی کے بہت سے احباب شاہ گنج گئے ہوئے تھے۔عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر حضرت نے فرمایا: یہاں شاہ گنج میں چوری بہت ہوتی ہے۔ چار آدمی تیار ہوجائیں۔ دوآدمی ۱۲ر بجے تک جاگیں اور دوآدمی ۱۲ر بجے سے صبح تک۔ بارہ بجے تک جاگنے والے بہت سے تیار ہوئے، بارہ بجے کے بعد سے جاگنے والوں میں میں نے اپنا نام خود پیش کیا اور دو ادری کے آدمی بھی تیار ہوئے۔ہم لوگوں کو حکم ہوا کہ تم لوگ سو جاؤ۔ ہم لوگ لیٹ گئے، لیکن مجھے نیند نہ آئی، اب میں نے رات سے حضرت کی جو کیفیت دیکھی تھی اسی پر غور کرنے لگا تو میری چھٹی حس نے یہ بتایا کہ شاید حضرت اب واپس نہ آئیں۔ اس پر دو بہت بڑے قرینے میرے ذہن میں آئے۔

اول: جب ملا جامی کا یہ شعر:

بنازگفتی فلاں کجائی چہ بود حالت دریں جدائی

مرضت شوقا ومت هجرا فكيف اشكوا اليك شكوىٰ

دوم: زماں صاحب نے ملا جامی کے جن اشعار پر تضمین کی تھی۔ وہ اصل میں دو مصرعے الگ الگ ہیں اور ان کے ساتھ انتہائی ایمان افروز واقعہ منسلک ہے۔ عارف باللہ ملا نورالدین عبدالرحمٰن جامی جب مدینہ طیبہ سے واپسی کا قصد کرتے تو حضور اقدس ﷺ کے مواجہ اقدس میں حاضر ہوکر اجازت طلب کرتے عرض کرتے:

بہ سفری روم چہ فرمائی

تو حجرۂ مبارکہ سے آواز آئی:

بہ سلامت روی و باز آئی

حضرت جامی اس جاں نواز ارشاد پر وجد کرتے ہوئے وطن واپس ہوتے اور پورے اطمینان سے فرماتے کہ پھر حاضری ہوگی، لیکن اخیر بار جب واپسی کی اجازت لینے کے لئے عرض کیا تو جواب یہ ملا:

بہ سفر رفتنت مبارک باد

یہ سنتے ہیں حضرت جامی پر بجلیاں گر گئیں۔ زار و قطار رونے لگے۔ لوگوں نے کہا سرکار آپ کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ اور آپ رو رہے ہیں۔ یہ تو جوش و مسرت میں وجد کرنے کا مقام ہے۔ سرکار جس کو مبارکباد دیں۔ اس کے اوج کمال تک کس کی رسائی۔

حضرت جامی نے فرمایا کہ ہمیشہ اجازت طلب کرنے پر ارشاد ہوتا تھا:

بہ سلامت روی و باز آئی

سلامتی کے ساتھ جاؤ اور پھر آؤ۔ یہ دوبارہ بلاوے کا نوید ہوتا تھا لیکن اب ارشاد ہوا:

بہ سفر رفتنت مبارک باد

تم کو سفر میں جانا مبارک ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارہ حاضری نصیب نہ ہوگی۔

زماں صاحب نے اگرچہ دونوں مصرعوں کو ایک ساتھ ملا کر تضمین کی تھی مگر مبارک باد کی کھٹک میرے ذہن میں بیٹھ گئی، پھر میرا جو حال ہوا میں جانتا ہوں۔

حضرت آرام کررہے تھے۔اگران کے آرام میں خلل کا اندیشہ نہ ہوتا تو میرے نالہ وفغاں سے ہنگامہ کھڑا ہو جاتا۔

۱۲ ربجے پھر مجھے کسی نے آواز دی۔ میں تو جاگ ہی رہا تھا،فوراً اٹھ بیٹھا البتہ ادری کے دونوں اصحاب گہری نیند سورہے تھے۔ان کو جگایا گیا ہم لوگ بیٹھے پہرہ دیتے رہے، جی تو چاہتا تھا کہ حضرت کی خدمت کریں خصوصاً اس خیال کے بعد کہ شاید اب یہ دولت نصیب نہ ہو لیکن حضرت کی نیند میں خلل پڑتا۔اس لئے ہم لوگوں نے خدمت کی جرأت نہ کی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت کو ایک چھینک آئی اور حضرت نے کروٹ بدلی اور چشمان مبارک کھول دیں، جب ہم لوگوں نے دیکھا کہ حضرت جاگ گئے تو خدمت میں مصروف ہو گئے۔حضرت آنکھیں بند کئے لیٹے رہے۔یہ نہیں کہہ سکتے کہ سورہے تھے یا جاگ رہے تھے۔ دو بجے کے قریب ہمارے ساتھی نیند کے غلبہ سے اونگھ اونگھ کر گرنے لگے،اس پر ان میں سے ایک نے کہا کہیں چائے مل جاتی تو اچھا تھا۔ اس وقت چائے کا رواج اتنا عام نہیں تھا۔ میں نے ان کو بتایا کہ ادھر دکھن طرف مسافر خانہ اور ٹکٹ گھر ہے ادھر جاؤ۔شاید چائے مل جائے۔ وہ دونوں چلے گئے اور پھر حضرت نے آنکھیں کھولیں اور مجھے اکیلے دیکھ کر پوچھا تم تنہا ہی ہو اور لوگ کہاں گئے، میں نے بتایا کہ چائے پینے گئے ہیں۔اب حضرت نے انتہائی شفقت سے پیار بھری نگاہ مجھ پر ڈالی اور جاں نواز تبسم کے ساتھ مسکرائے۔

ان کی نگاہ ناز نے سرشار کر دیا
جب تک شراب آئی کئی دور ہو گئے

میں نے یہ شفقت دیکھ کر جرأت کی اور عرض کیا حضور جا رہے ہیں۔ مجھے کچھ عنایت فرمائیں۔ یہ سن کر آنکھیں بند کرلیں۔ پھر دس پندرہ منٹ کے بعد فرمایا: میں نے تم کو سلسلہ رضویہ کی اجازت دی۔ اس دولت بے بہا کو پا کر میری مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ پاؤں کی انگلیوں میں آنکھیں ملیں اور عالم وارفتگی میں سر پاؤں کے تلوؤں سے مس کردیا۔

عام حالات میں حضرت کسی کو پیر کا بوسہ نہیں لینے دیتے تھے۔ اگر کوئی اس کی جرأت کرتا تو اس زور سے ڈانٹتے کہ اوسان خطا کر جاتے۔ بہت دیر تک پیر کے تلوؤں پر سر رکھے رہا۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا:

کیا کر رہے ہو، سر ہٹاؤ۔

میں نے حکم کی تعمیل کی اور پھر خدمت میں مصروف ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ حضرت سو گئے۔ بنی مبارک سے ہلکے پیارے پیارے خراٹے کی آواز آرہی تھی۔ ادری کے احباب بہت دیر کے بعد چائے لے کر آئے اور آتے ہی ان لوگوں نے حضرت کو آواز دے کر کہا کہ حضرت چائے پی لیجئے۔ حضرت نے پوچھا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ لوگ چائے لائے ہیں۔ حضور کو پلانا چاہتے ہیں۔ اور کوئی وقت ہوتا تو ان لوگوں کی شامت آجاتی کہ نیند میں خلل ڈال کر چائے پلا رہے ہیں۔ اتنی ڈانٹ پڑتی کہ چائے پلانے کا مزہ کرکرا ہوجاتا۔ لیکن اس رات حضرت سراپا رحمت ورأفت تھے، اٹھ کے بیٹھ گئے اور بڑی خوشی سے چائے نوش فرمائی۔ پھر بڑے چاؤ سے باتیں کرنے لگے، آدھے گھنٹے کے بعد پھر لیٹ گئے۔ نماز فجر کے بعد جب میں نے دست بوسی کی تو ہاتھ بہت گرم تھا۔ میں نے عرض کیا:

حضور بخار بہت تیز ہے، کیسے سفر فرمائیں گے؟ فرمایا: جانا تو ہے ہی، بخار ہو یا کچھ بھی ہو۔ البتہ میرے ساتھ ایک آدمی اور بریلی تک چلے۔ بریلی سے تو پورا قافلہ ہی رہے گا۔ پھر فرمایا: تم تو گھر کے اکیلے ہو، مولوی مجیب الاسلام چلے چلیں، انہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔

ناشتہ کے لئے عرض کیا گیا تو فرمایا کہ کچھ کھانے کو جی نہیں چاہتا ہے، صرف چائے پلا دو۔ اس وقت سیالدہ جموا یکسپریس سیالدہ سے دلی جایا کرتا تھا اور اس کا وقت چھ بجے صبح کو تھا۔ گاڑی آئی، حضرت کو اور حضرت کی اہلیہ کو گاڑی پر بیٹھایا گیا، مولانا مفتی مجیب الاسلام ادروی ہمراہ گئے۔ ہم لوگ بادیدۂ نم رخ انور پر آخری نظر ڈال کر گھر واپس آ گئے۔[1]

رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری بانی جامعہ حضرت نظام الدین دہلی حضرت صدر الشریعہ کے وصال کا آنکھوں دیکھا حال لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

مفتی اعظم اور حضرت کا سفر ایک ہی ساتھ بحری جہاز سے طے تھا۔ ممبئی میں مفتی اعظم کا قیام کسی اور جگہ تھا۔ حضرت کی عیادت کے لئے روزانہ تشریف لاتے تھے۔ تاریخ روانگی سے ایک دن قبل بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان کی آمد پر عقیدت مندوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ اسی اثنا میں نعت خوانی شروع ہوگئی۔ جیسے ہی پڑھنے والوں نے اعلیٰ حضرت کی نعت کا یہ مصرعہ پڑھا ؎

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے

حضرت صدر الشریعہ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور فرمایا مجھے تکیہ کے سہارے بٹھا دو۔ جب تک نعت خوانی ہوتی رہی۔ آنکھیں بند کئے

---

[1] محمد شریف الحق امجدی، مفتی، شارح بخاری، مقالات شارح بخاری، ج ۳، ص ۱۱۷ تا ۱۲۴، مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی

ہوئے حضرت اسی طرح بیٹھے رہے۔ دوسرے دن ساڑھے بارہ بجے شب میں جہاز کھلنے کا وقت تھا۔ سرِ شام ہی حضور مفتی اعظم بعد نماز مغرب آخری ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ وہ کیفیت تعبیر و بیان کی گرفت میں نہیں آسکتی جو دم رخصت دونوں پر طاری تھی۔ پرنم آنکھوں نے کیا کہا، لرزے ہوئے ہونٹ کیا کہنا چاہتے تھے۔ کوئی نہیں سمجھ سکا بس اتنا یاد ہے کہ بھرائی ہوئی آواز میں ایک مریضِ عشق نے مفتی اعظم کو ان لفظوں میں رخصت کیا ؎

جایئے! میں بھی پیچھے پیچھے آرہا ہوں

بالیں سے جدا ہوتے وقت مفتی اعظم کا اضطراب شاید وہاں پہنچ گیا تھا۔ جہاں سے ایک ہجراں نصیب عاشق نے یہ شعر کہا تھا ؎

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھوں
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

ہزار قوت ضبط و تحمل کے باوجود مفتی اعظم اپنی آنکھوں کے آبشار پر کوئی بند نہیں باندھ سکے۔ ان کے نورانی چہرے پر آنسوں کا تلاطم دیکھ کر سارا مجمع بے قابو ہو گیا۔ بہت سے لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور گھر کے اندر ایک کہرام برپا ہو گیا۔

مفتی اعظم کے رخصت ہوتے وقت ہی حضرت کی طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی گھبراہٹ کے ساتھ سانس کی رفتار تیز ہو گئی۔ فوراً ڈاکٹر بلوائے گئے۔ انھوں نے کئی طرح کے انجکشن دیئے لیکن سانس کی رفتار میں کوئی افاقہ نہ ہوا۔

اچانک ڈاکٹروں نے ناخنوں اور آنکھ کے اندرونی حصوں کا

معائنہ کیا اور انتہائی حسرت و یاس کے ساتھ کہا کہ اب حضرت کا آخری وقت آگیا ہے۔ جو کچھ جسے کہنا سننا ہو کہہ سنائے۔

آثار و قرائن سے جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب حضرت گھڑی دو گھڑی کے مہمان ہیں۔ تو انھوں نے ہمشیرہ مخدومہ کے لئے کمرہ خالی کر دیا۔ اس کے چند منٹ بعد سانس کی رفتار مدھم ہوگئی۔ اور دیکھتے دیکھتے دنیائے اسلام کا سب سے بڑا فقیہ، شریعت کا صدرِ شہیر اور طریقت کا بدرِ منیر اپنے لاکھوں شیدائیوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔ عین آدھی رات کو سورج ڈوبا اور صبح ہوتے ہوتے ہر طرف تاریکی پھیل گئی۔ [1]

لوگوں نے بتایا کہ ایک عاشق صادق کی بیقرار روح کی پرواز کا وقت بالکل وہی تھا جب سفینہ حجاز نے ممبئی کے ساحل سے روانگی کا سائرن بجایا تھا۔

حجاز مقدس کی سرزمین پر حضور مفتی اعظم کا ورود مسعود ایک ہفتہ کے بعد ہوا لیکن ان کا رفیق سفر ان سے پہلے پہنچ گیا۔

مدینہ کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں
قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں [2]

---

[1] ۲؍ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ/ ۶؍ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ تقریباً ساڑھے بارہ بجے شب وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

[2] (الف) ارشد القادری، علامہ، ماہنامہ اشرفیہ (صدر الشریعہ نمبر) ص ۱۰۰-۱۰۱، ش ۱۰-۱۱، مجریہ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۵ء۔ ملخصاً

(ب) ارشد القادری، علامہ، شہید حجاز، ص ۷۷-۷۹ مضمون مشمولہ فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ حیات وخدمات، مطبوعہ دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی۔)

جدہ میں استقبال:

۱۰؍ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ/ ۱۴؍ستمبر ۱۹۴۸ء سہ شنبہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ ممبئی سے بذریعہ بحری جہاز جدہ پہنچے۔ جدہ میں ہندوستانی سفارت خانہ کے افسران، قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور ان کے مریدین استقبال کے لئے پہلے سے موجود تھے۔ والہانہ انداز میں آگے بڑھے اور عظیم الشان استقبال کیا۔ پھر وہاں کی ضروری کارروائی سے فارغ ہوکر مختصر قیام کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے۔ مکۂ مکرمہ میں حضرت مفتی اعظم کا قیام جونا گڑھ کی رباط میں رہا۔[1]

اولاً عمرہ ادا کر کے دوبارہ حاضری کی سعادت پر سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر ایام حج تک مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہوگئے۔ مکہ معظمہ کے قیام کے دوران وہاں کے صالح العقیدہ علماء کرام، فقہاء عظام اور محدثین ذوی الاحترام سے علمی اور روحانی مذکرات رہے۔ مصاحبت رہی۔ پہلے سفرِ حج میں چونکہ حضرت مفتی اعظم کا خوب خوب تعارف ہوگیا تھا اور علماء و مشائخ کا رجوع کافی بڑھ گیا تھا۔ اب اس دوسرے سفرِ حج میں حرمین طیبین کے علماءِ اعلام کا رجوع، استفادۂ علمی اور اکتساب فیض روحانی اور زیادہ بڑھ گیا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی خدماتِ دینیہ کا خوب چرچہ ہوتا رہا۔ جن بزرگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ اعلیٰ حضرت کے فرزند اور جانشین ہیں وہ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے اور مجلس میں شایان شان جگہ پر بٹھاتے۔ آپ کی پیشانی اور ہاتھوں کو چومتے اور آپ سے سلاسل قرآن وحدیث وفقہ اور سلاسلِ طریقت کی اجازت کے خواہاں ہوتے۔

اس طرح حضرت مفتی اعظم کے شب و روز نہایت فرحت و انبساط کے ساتھ عبادات وطاعات، اذکار و معمولات، علمی و روحانی مذاکرات وافادات اور انوار و برکات کے

---

[1] بروایت حضرت مولانا الحاج خالد علی خاں رضوی نوری مدظلہٗ العالی۔

لوٹنے اور لٹانے میں گزرے۔

حضرت مولانا الحاج خالد علی خاں رضوی نوری مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

حضرت مفتی اعظم مکۂ مکرمہ میں محافل مقدسہ کا انعقاد کرتے۔ تقسیم شیرینی اور دعوت طعام کا بھی خوب اہتمام کرتے، عرب اور دیگر بلاد وامصار کے علماء ومشائخ اور سادات عظام شریک ہوتے، دعا، تعویذ لینے اور مسائل دینیہ دریافت کرنے والوں کا ہجوم رہتا تھا۔[1]

ایام حج کے آنے پر ارکان حج کی ادائیگی کے لئے منیٰ پہنچے پھر وہاں سے عرفات شریف پہنچے۔ پورا دن عبادت اور ذکر ودعا میں گزارا اور غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوئے۔ عشاء کے وقت مشعرِ حرام پہنچے جہاں مغرب وعشاء کی نماز بھی ادا کی۔ پھر دسویں تاریخ کی صبح میں واپس منیٰ تشریف لائے، رمی جمرہ، قربانی اور حلق کے بعد اسی دن آپ نے طواف زیارت بھی فرمالیا۔ گیارہ بارہ ذی الحجہ کو آپ کا قیام منیٰ شریف ہی میں رہا۔ تیرہ تاریخ کو آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور بے چینی کے ساتھ مدینہ منورہ کی حاضری کا انتظار فرمانے لگے۔

مولانا مبین الہدیٰ نورانی، خطیب باری مسجد جمشید پور رقمطراز ہیں:

کہنے کو تو سیدی مفتی اعظم، مفتی اعظم کہلاتے تھے لیکن درحقیقت وہ مفتی عالم تھے یعنی دنیا کے سب سے بڑے مفتی نہ کہ صرف ہندوستان کے۔[1]

[1] سید شاہد علی حسنی نوری، مفتی، حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء ومشائخ، ص ۳۱، مطبوعہ رامپور۔

[1] بروایت حضرت مولانا الحاج خالد علی خاں رضوی نوری مدظلہ العالی۔

دیارِ حبیب میں حاضری

مکہ مکرمہ جلالت الٰہی کا مرکز ہے اور مدینہ کائناتِ عشق کی راجدھانی ہے۔ ایک محبِّ صادق کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ اسے دیارِ حبیب میں حاضری نصیب ہو جائے۔ زمان ومکان کی وسعتیں سمٹ جائیں قوت پرواز کے لئے اسے بال وپر مل جائیں اور جتنی بھی جلدی ہو وہ چمن حبیب میں جا بیٹھے۔ اس آرزو میں وہ تڑپتا، مچلتا اور کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔ صبح وشام دعائیں اور التجائیں کرتا ہے، صبر کا دامن تھامتا ہے، تو دم گھٹنے لگتا ہے اور پیمانۂ ضبط لبریز ہو جاتا ہے تو آنکھوں سے حسرت وغم کے اشک رواں ہو جاتے ہیں اور جب کوچہ حبیب کی جانب عاشقوں کے قافلے روانہ ہوتے ہیں تو یہ ولولۂ شوق اور بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔ اس تناظر میں عاشق رسول، محبّ صادق حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے فغانِ دل، آرزوئے شوق اور فراق حبیب میں تپتی ہوئی زندگی کا اضطراب وتڑپ ملاحظہ کیجئے:

مقبول دعا کرنا، منظور ثنا کرنا ☆ مدحت کا صلہ دنیا، مقبول ثنا کرنا
دل ذکر شریف ان کا ہر صبح ومسا کرنا ☆ دن رات جپا کرنا ہر آن رٹا کرنا
سینہ پہ قدم رکھنا دل شاد مرا کرنا ☆ دردِ دل مضطر کی سرکار دوا کرنا
دکھ درد کہیں کس سے یہ کام تو ہیں ان کے ☆ فریاد سنا کرنا اور داد دیا کرنا
واللہ وہ سن لیں گے اور دل کی دوا دیں گے ☆ بیکار نہ جائے گا فریاد و بکا کرنا
سوکھی ہے مری کھیتی پڑ جائے بھرن تیری ☆ اے ابر کرم اتنا تو بہرِ خدا کرنا
جو سوختہ ہیزم کو چاہو تو ہرا کر دو ☆ مجھ سوختہ جاں کا بھی دل پیارے ہرا کرنا
طیبہ میں بلا لینا اور اپنا بنا لینا ☆ قیدی غم فرقت کے سرکار رہا کرنا
ہم عرض کئے جائیں سرکار سنے جائیں ☆ کیا دور کرم سے ہے دن ایسا شہا کرنا
کھل جائیں چمن دل کے اور حزن مٹیں دل کے ☆ طیبہ سے صبا آ کے امداد ذرا کرنا

ہر داغ مٹا دینا اور دل کو شفا دینا ☆ آئینہ بنادینا ایسی تو جلا کرنا
کیوں نقش کف پا کو دل سے نہ لگائے وہ ☆ ہے آئینہ دل کی نوری کو جلا کرنا [1]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے اضطراب و بے چینی کیوں تھی۔ارشاد فرماتے ہیں:

اس در کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری ☆ ہے زہر معاصی کا طیبہ ہی شفا خانہ
ہر آرزو بر آئے سب حسرتیں پوری ہوں ☆ وہ کان ذرا دھر کر سُن لیں مرا افسانہ [2]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی بلند قسمت نے یاوری کی اور عاشقِ رسول دیارِ رسول کی چاہت میں بصد شوق شاداں وفرحاں رواں دواں ہوا۔مکہ مکرمہ کے علماء ومشائخ اور ارادت مندوں کا ایک قافلہ کافی دور تک وداع کے لئے آپ کے ساتھ آیا۔آپ والہانہ و بے تابانہ انداز میں دیارِ حبیب کی جانب چل پڑے۔شوق زیارت نے درمیانی زیارت گاہوں پر ٹھہرنے کی مہلت نہیں دی۔آخر شہر حبیب دیدۂ مشتاق کو دعوتِ نظارہ دینے لگا۔

حضرت مفتی اعظم پکار اٹھے ؎

کچھ ایسا کردے مرے کردگار آنکھوں میں ☆ ہمیشہ نقش رہے روئے یار آنکھوں میں
بصر کے ساتھ بصیرت بھی خوب روشن ہو ☆ لگاؤں خاک قدم بار بار آنکھوں میں
تمہارے قدموں پہ موتی نثار ہونے کو ☆ ہیں بے شمار مری اشکبار آنکھوں میں
وہ سبز سبز نظر آرہا ہے گنبدِ سبز ☆ قرار آگیا یوں بے قرار آنکھوں میں [3]

آپ ادب واحترام کے سانچے میں ڈھل کر سواری سے نیچے آئے زمیں بوس ہوئے سر جھکائے آنسو بہائے، گنبد خضریٰ کا جمال آنکھوں میں بسائے پاپیادہ مرکز انوار و

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا قادری، مفتی اعظم، سامان بخشش، ص۵۱-۵۷، مطبوعہ رامپور، ملخصاً۔

[2] محمد مصطفیٰ رضا قادری، مفتی اعظم، سامان بخشش، ص۱۵۲، مطبوعہ رامپور۔

[3] محمد مصطفیٰ رضا قادری، مفتی اعظم، سامان بخشش، ص۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۲، مطبوعہ رامپور، ملخصاً۔

تجلیات کی جانب چلنے لگے۔ یہاں تک کہ باب مجیدی کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ جہاں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی ضیاء پہلے ہی سے جلوہ بار سراپا انتظار تھی۔ جیسے ہی ضیاء ملت حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مدنی نے آپ کو دیکھا بڑھ کر استقبال کیا۔ اپنی مسند پر بٹھایا اور قہوہ پیش کیا۔ اور اپنے مکان کے نیچے کا حصہ قیام کے لئے پیش کیا۔ مدینہ منورہ میں حضرت مفتی اعظم کا قیام قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی قدس سرہٗ کے مکان کے نچلے حصہ میں رہا۔ [1]

ضروریات سے فراغت پا کر دربار عالی میں جانے کا لباس زیب تن کیا۔ معمول سے زیادہ خوشبو کا استعمال کیا اور بارگاہ عالی میں حاضری کے لئے روانہ ہو گئے۔ چند ہی منٹوں بعد باب السلام پر کھڑے ہو کر آنکھوں سے ساون بھادوں جاری ہے۔ لبوں پر دعائیہ کلمات ہیں اور دل سے اجازت حضوری کے طالب ہیں۔

بالآخر نگاہ طلب و کرم متوجہ ہوئی اور آپ آہستہ آہستہ قدموں کے نقش گم کردہ انداز میں سنہری جالیوں کی طرف بڑھنے لگے۔ مواجہہ شریف میں پہنچ کر صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ دیر تک نظر کرم اور شفاعت کے طالب رہے۔ اور اپنے آقا کے حضور یوں عرض گزار ہوئے:

ہم اپنی حسرتِ دل کو مٹانے آئے ہیں ☆ ہم اپنی دل کی لگی کو بجھانے آئے ہیں
دلِ حزیں کو تسلی دلانے آئے ہیں ☆ غمِ فراق کو دل سے مٹانے آئے ہیں
کریم ہیں وہ نگاہِ کرم سے دیکھیں گے ☆ ہے داغ داغ دل اپنا دکھانے آئے ہیں
غم والم یہ مٹا دیں گے شاد کر دیں گے ☆ ہم اپنے غم کا قضیہ چکانے آئے ہیں
حضور بہرِ خدا داستانِ غم سُن لیں ☆ غمِ فراق کا قصہ سنانے آئے ہیں
نگاہ لطف و کرم ہوگی اور پھر ہوگی ☆ کہ زخمِ دل پہ یہ مرہم لگانے آئے ہیں

---

[1] بروایت حضرت مولانا محمد خالد علی رضوی نوری، مہتمم دارالعلوم ''مظہر اسلام'' بریلی۔

فقیر آپ کے در کے ہیں ہم کہاں جائیں ☆ تمہارے کوچے میں دھونی رمانے آئے ہیں

مدینہ ہم سے فقیر آ کے لوٹ جائیں گے ☆ در حضور پہ بستر جمانے آئے ہیں

خدا نے غیب دیا ہے انھیں ہے سب روشن ☆ جو خطرے دل ہی میں چھپنے چھپانے آئے ہیں[1]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ مواجہہ اقدس میں آدھے گھنٹے سے زیادہ کھڑے رہے۔ سب سے بڑے سخی کے دربار دُربار میں دامانِ طلب پھیلا ہوا تھا اور داتا کا فیضان کرم جھوم جھوم کر برس رہا تھا۔ نہ معلوم بلند حوصلہ سائل نے سخی اعظم کے بھرے خزانوں سے کیا کیا پایا اور کتنا پایا۔ یہ تو دینے والا جانے یا پھر لینے والا۔ والد ماجد امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا ارشاد سامنے تھا اور بزبان حال عرض گذار تھے۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے ☆ سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی ☆ دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

تاجدار اہل سنت حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ اپنے آقا سے مچل مچل کر عرض کرتے ہیں۔

تو شمع رسالت ہے عالم ترا پروانہ ☆ تو ماہ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

جو ساقی کوثر کے چہرے سے نقاب اٹھے ☆ ہر دل بنے میخانہ ہر آنکھ ہو پیمانہ

دل اپنا چمک اٹھے ایمان کی طلعت سے ☆ کر آنکھیں بھی نورانی اے جلوۂ جانانہ

سرشار مجھے کر دے اک جام لبالب سے ☆ تا حشر رہے ساقی آباد یہ میخانہ

گر پڑ کے یہاں پہنچا مر مر کے اسے پایا ☆ چھوٹے نہ الٰہی اب سنگِ در جانانہ

سنگ در جاناں ہے ٹھوکر نہ لگے اس کو ☆ لے ہوش پکڑ اب تو اے لغزش مستانہ

تھے پاؤں میں بے خود کے چھالے تو چلا سر سے ☆ ہشیار ہے دیوانہ ہشیار ہے دیوانہ

آنکھوں میں مری تو آ اور دل میں مرے بس جا ☆ دل شاد مجھے فرما اے جلوۂ جانانہ

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا قادری، مفتی اعظم، سامان بخشش، ص ۱۲۴-۱۲۵، مطبوعہ رامپور۔

سرکار کے جلووں سے روشن ہے دل نوریؔ ☆ تاحشر رہے روشن نوریؔ کا یہ کاشانہ[1]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ایک بار مواجہہ اقدس میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد حرم میں مدینہ منورہ کے ایک خادم سے جھاڑو لے کر درود وسلام پڑھتے ہوئے اس مقدس زمین کو بہارا اس وقت کے جذب وشوق کا کیف وسرور ناقابل بیان ہے۔ آپ نے اپنی ایک نعت پاک کے مقطع میں فرمایا تھا۔

خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوریؔ

مدینے کی گلیاں بہارا کروں میں [2]

اللہ رب العزت نے جب وہ دن عطا فرمایا تو حضرت مفتی اعظم نے اپنی دلی تمنا کو پورا کر دکھایا۔[3]

جب تک آپ مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے صبح وشام اور بعد نماز ظہر حاضری کا یہی معمول رہا۔ کبھی کبھی مسجد قبا، مسجد قبلتین، مساجد سبعہ، شہدائے احد اور شہدائے بدر وغیرہ زیارت گاہوں کی بھی زیارت کرتے مگر ہر صبح وشام بارگاہ عرش پناہ میں ضرور حاضری دیتے۔ نماز مغرب کے بعد روزانہ بلاناغہ مرجع العلماء والمشائخ قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین رضوی مہاجر مدنی کے دولت کدہ (باب مجیدی) میں محفل میلاد منعقد ہوتی۔ جس میں آپ مہمان خصوصی کی حیثیت سے صدر نشین رہتے۔ مدینہ منورہ، مصر، شام، حلب حضرموت اور الجزائر کے مشائخ عظام اور علماءِ اعلام شریک محفل رہتے۔ اختتامِ محفل پر دعا بھی آپ ہی کرتے۔ تقسیم شیرینی، کھانے پینے کے بعد اکثر مشائخ عظام اور علماء اعلام بیٹھ جاتے قہوہ کا دور چلتا رہتا، علمی وروحانی مذاکرات ہوتے رہتے۔ مسائل دینیہ پر تبادلہ خیال ہوتا رہتا۔ مدینہ منورہ میں بھی بعض علماء کرام اور مشائخ

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا قادری، مفتی اعظم، سامان بخشش، ص ۱۵۱-۱۵۴، مطبوعہ رامپور، ملخصاً۔

[2] محمد مصطفیٰ رضا قادری، مفتی اعظم، سامان بخشش، ص ۱۳۶، مطبوعہ رامپور۔

[3] بروایت حضرت مولانا محمد خالد علی خاں رضوی نوری، مہتمم دار العلوم ''مظہر اسلام'' بریلی۔

عظام آپ سے قرآن وحدیث، فقہ اور سلاسلِ طریقت کی اجازت کے خواہاں اور طلب گار ہوتے اور اپنے کرمِ خسروانہ سے انھیں نواز کر اجازت وخلافت سے سرفراز فرماتے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کو مدینہ منورہ میں علماء ومشائخ اور اربابِ علم ودانش کے درمیان بے پناہ قبولیت وعزت حاصل ہوئی۔ یہ سب آپ کے عرفانِ الٰہی اور عشقِ رسالت کا صدقہ وطفیل تھا۔ ورنہ عالمِ اسلام سے ہر سال ہزاروں اہلِ علم وفضل، زہد وتقویٰ اور صاحب فکر وبصیرت حاضر ہوتے ہیں اور انتہائی کسمپرسی اور پردۂ گمنامی میں رہ کر وطن واپس ہوجاتے ہیں۔ نہ کسی جلوہ زیبا کے گرد مشتاقانِ دید کا ہجوم ہوتا ہے۔ اور نہ کسی شمعِ علم کے قریب پروانوں کی بھیڑ اکٹھا ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے دیارِ حبیب میں ایک شیدائی اور محبِّ صادق کو وہ کامیابی وپیشوائی عطا فرمائی کہ علماء عرب وعجم حیران وششدر رہ گئے۔ کوئی ملاقات وزیارت کے لئے آرہا ہے، کوئی مسئلہ دریافت کرنے آرہا ہے، کوئی اجازت وخلافت طلب کررہا ہے۔ دیوان گانِ شوق کی ایک بھیڑ تھی جو صف در صف کھڑی رہتی تھی۔

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری قدس سرہٗ حضرت مفتی اعظم کی دربارِ رسول میں مقبولیت اور محبوبیت اور مقام قرب خاص کا ذکر کرتے ہوئے ایک عینی شاہد مولانا ابوالقاسم ضیائی کی زبانی بیان فرماتے ہیں:

> جگر گوشہ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنت، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو کئی بار دیارِ حبیب کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ مدینۃ النبی میں اکثر آپ کا قیام حضرت شیخ (قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ) کے دولت کدہ پر ہوتا تھا۔ مفتی اعظم کی خداداد محبوبیت، بارگاہ رسالت میں ان کا مقام تقرب اور علم وفضل، زہد وتقویٰ اور مدارج ولایت میں ان کی برتری کا نظارہ اس وقت دیکھنے میں آتا تھا جب کہ حضرت شیخ کے گھر وہ مہمان ہوتے تھے۔

ملک ملک کے علماء وعمائدین ، بلاد عرب کے مشائخ کبار اور بڑے بڑے اساطین ملت بزم میں جلوہ گر ہوتے اور مفتی اعظم شہ نشین میں بیٹھے برکت وفیض کی نعمت تقسیم فرماتے کوئی حدیث وتفسیر اور دوسری علوم وفنون کی سند طلب کرتا کوئی سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت کی درخواست کرتا۔ کوئی اپنے ملک کے کسی نہایت پیچیدہ مسئلے میں حضرت سے استفتاء کرتا اور حضرت شمع محفل کی طرح اپنے پروانوں کے ہجوم میں خود بھی روشن ہوتے اور دوسروں کو بھی روشن کرتے۔[1]

ممبئی اور ناسک میں استقبال:

ماہ محرم الحرام ۱۳۶۸ھ/ اکتوبر ۱۹۴۸ء کی آخری تاریخوں میں جب آپ قاسم جنت، کنزِ نعمت، مالکِ شفاعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ دربار سے دامن طلب کو گوہر آبدار و تابدار سے بھر کر جدہ پہنچے۔ وہاں سے بحری جہاز کے ذریعہ ممبئی پہنچے۔ ممبئی پہنچنے پر آپ کا زبردست والہانہ اور عقیدت مندانہ استقبال ہوا۔ اور جلوسِ استقبالیہ تو اس قدر شاندار نکلا کہ تقریباً پچاس ہزار آدمی جلوس میں تھے۔ استقبالیہ جلسے ہوئے۔ ناسک میں لوگ انتظار میں تھے جب آپ وہاں پہنچے تو وہاں بھی شاندار استقبال ہوا۔ اہل عقیدت کا اس قدر ہجوم امنڈ آیا کہ پولیس کو مداخلت کرنا پڑی۔ حضرت کی ایک کرامت کا ظہور ہوا اور کرامت دیکھ کر ہزاروں لوگ حضرت کے دست حق پرست پر مرید ہوئے۔

شاعر اسلام مولانا جابر علی نوری رضوی راز الہ آبادی رقم طراز ہیں:

جب حضرت مفتی اعظم ہند حرمین شریفین کی حاضری سے واپس

---

[1] ارشد القادری، علامہ، رئیس القلم، قطب مدینہ کی سفر آخرت کی کہانی، مضمون مشمولہ، پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ (مفتی اعظم نمبر)، ش ۳-۴، ص ۵، مجریہ ۱۵ ردسمبر ۱۹۸۱ء۔

تشریف لائے تو ممبئی میں ہفتوں، ہفتوں لگ گئے۔ حضرت کے استقبال کے لئے ممبئی میں پچاسوں جلسے ہوئے۔ اور جلوس تو اس قدر شاندار نکالا کہ بتاتے ہیں کہ پچاس ہزار آدمی جلوس میں تھے۔ پریس والوں نے حضرت کی تصویر لینا چاہی مگر ناکام رہے۔ جب رِیل نکالی تو خالی (تھی)۔

ضلع ناسک میں حضرت کا بہت انتظار ہو رہا تھا۔ جس وقت حضرت وہاں پہنچے ہیں۔ بتاتے ہیں اپنے روحانی پیشوا کو دیکھنے کے لئے اس قدر ہجوم امنڈ آیا تھا کہ پولیس کو مداخلت کرنا پڑی۔ جس وقت حضرت کار سے اترے، پچاس ہزار ہندو مسلمانوں کا مجمع عظیم تھا۔ اسی بھیڑ میں ایک یتیم بچہ نیچے گر گیا ہے۔ اب ہجوم میں سے کئی لوگوں نے چیخنا شروع کیا۔ ایک بچہ دس سال کا گر گیا ہے۔ بس لوگوں نے دیکھا کہ حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو اٹھا لیا اور ایک ہاتھ پر اس کو مجمع کے حوالے کر دیا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ بچہ حضرت سے کافی دور پر گرا تھا۔ مگر حضرت کا ہاتھ وہاں اتنی دور زمین پر کیسے پہنچ گیا۔ پولیس والے اور عوام حیرت میں ڈوب گئے۔ اسی وقت اس کھلی ہوئی کرامت کو دیکھ کر ہزاروں آدمی مرید ہو گئے۔ یہ سلسلہ رات گئے تک چلتا رہا۔ ایک نوجوان لڑکا جو تھا تو مسلمان مگر دین کی باتوں سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتا تھا وہ تو اسی وقت داخل سلسلہ ہو گیا۔ [1]

مولانا سید ریاست علی رضوی بریلوی مصطفوی حضور مفتی اعظم کی ناسک میں حج بیت اللہ حرمین شریفین سے واپسی پر استقبالیہ کے موقع پر ایک کرامت کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

جب حضرت مفتی اعظم ہند حرمین شریفین کی حاضری سے واپس

---

[1] جابر علی راز الہ آبادی، مولانا، شاعر اسلام، کرامات مفتی اعظم ہند، ص ۷۸، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ، سکھر پاکستان، اشاعت بار دوم۔

تشریف لائے تو ہفتوں آپ کے استقبال میں جگہ جگہ جلسے ہوئے۔
بمبئی میں ایک جلوس تو اس قدر شاندار نکلا کہ تقریباً پچاس ہزار آدمی
جلوس میں تھے۔ پریس والوں نے حضرت کی تصویر لینا چاہی مگر ناکام
رہے۔ ناسک میں حضرت کا بہت انتظار ہو رہا تھا جس وقت حضرت
وہاں پہونچے تو اپنے روحانی پیشوا کو دیکھنے کے لئے اس قدر ہجوم اُمڈ آیا
تھا کہ پولیس کو مداخلت کرنا پڑی جس وقت حضرت کار سے اترے
تو بھیڑ اتنی زیادہ تھی کہ بیان سے باہر ہے اس بھیڑ میں ایک یتیم بچہ نیچے
گر گیا لوگوں نے دیکھا کہ حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو اٹھالیا اور
ایک ہی ہاتھ سے اس بچہ کو مجمع کے حوالہ کر دیا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا
کہ بچہ حضرت سے کافی دور پر گرا تھا مگر حضرت کا ہاتھ وہاں اتنی دور
زمین پر کیسے پہونچ گیا۔ عوام اور پولیس والے سب حیران تھے۔ اس
وقت اس کھلی کرامت کو دیکھ کر ہزاروں آدمی آپ سے بیعت ہوئے
جس کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔[1]

مفتی اعظم کے مدینہ میں طویل قیام کی وجہ سے واپسی میں تاخیر اور عرس رضوی کے پروگرام میں اختصار

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم کو دوسرے سفر حج و زیارت میں عرب و عجم خصوصاً
علماء و مشائخ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے ملاقاتوں، علمی و روحانی مذاکروں، روضہ رسول پر

---

[1] محمد ریاست علی رضوی بریلوی، مولانا، مفتی اعظم ہند، ص ۷۱-۷۲، مطبوعہ ادارہ اہلسنت کراچی۔

حاضری کی لذتوں، فیضان وعرفان کے حصول، عبادات وریاضات ومجاہدات اور ذکر واذکار میں کیف وسرور کے حصول میں شب وروز گزرتے گئے۔ وقت گزرتا گیا اور عاشق صادق، محبّ رسول، حضرت مفتی اعظم کا قیام طویل ہوتا گیا۔ واپسی میں تاخیر توقع سے زیادہ ہوگئی۔ اس صورت حال کی عکاس تحریر مفسر اعظم حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں قادری رضوی داماد مفتی اعظم، فرزند حجۃ الاسلام، نبیرۂ اعلیٰ حضرت کے لفظوں میں ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور کے حوالہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

محبّ العلم والسنن حضرت مولانا شاہ محمد فضل حسن صابری مالک وایڈیٹر ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور رقم طراز ہیں:

بریلی میں عرس قادری رضوی

بریلی سے حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قادری نے مشرف باطلاع فرمایا کہ حضرت مفتی اعظم جناب مولانا الحاج شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری رضوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی کے سفر حج وزیارت سے واپس تشریف نہ لاتے کے باعث نظام الاوقات عرس قادری رضوی مختصر اور مہمانداری بھی مختصر رکھی گئی ہے۔ غرضیکہ رسمی طور سے ۲۵ رصفر مطابق ۲۷ ردسمبر کو ختم قرآن پاک اور نعت خوانی ووعظ اور غسل مزار شریف اور ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر قل شریف ہوا ہوگا مزید اطلاع کا انتظار ہے۔[1]

☆☆☆☆☆

---

[1] ہفت روزہ دبدبہ سکندری رامپور، ش ۶، ج ۸۷، ص ۳، مجریہ ۳۰ ردسمبر ۱۹۴۸ء، مطبوعہ رامپور۔

Scanned by CamScanner

ادارۂ شرعیہ بہار کا ترجمان

پندرہ روزہ

رفاقت

پٹنہ ۶

جلد نمبر ۱ | مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء | قیمت تین روپے | شمارہ نمبر ۳-۴

ادارۂ تحریر

- مولینا لیسین اختر
- ڈاکٹر حسن رضا خاں
- مولینا عبد المبین نعمانی
- مولینا بدر القادری
- مولینا محمد احمد مصباحی
- مولینا افتخار احمد قادری
- مولانا شبنم کمالی
- قمر الہدیٰ فریدی

"رفاقت" کا کارواں

- چیف ایڈیٹر: ارشد القادری
- ایڈیٹر: سید رکن الدین اصدق
- معاون ایڈیٹر: عبد الواحد قادری
- مدیر اعزازی: ضیاء جالوی

مجلس مشاورت

- مولینا قمر الزماں اعظمی
- مولینا شاہد رضا نعیمی
- فیض العارفین مولانا غلام آسی
- پروفیسر امین اشرف
- پروفیسر غلام سمنانی
- پروفیسر وحید اشرف
- ڈاکٹر سید طلحہ رضوی برق
- پروفیسر فاروق احمد صدیقی
- پروفیسر قاری رضوان اللہ ازہری
- پروفیسر مسعود اختر
- ڈاکٹر سید علی حیدر نیر
- پروفیسر عطا کاکوی
- ڈاکٹر مختار الدین آرزو
- مولینا ظہیر احمد زیدی
- پروفیسر محمد علی خاں

ازتبرکات حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

تو شمع رسالت ہے عالم ترا پروانہ — تو ماہ جلالت ہے ای جلوۂ جانانہ

جو ساقیٔ کوثر کے چہرے سے نقاب اٹھے — ہر دل بنے مے خانہ ہر آنکھ ہو پیمانہ

دل اپنا چمک اٹھے ایمان کی طلعت سے — ہوں آنکھیں بھی نورانی ای جلوۂ جانانہ

سرشار مجھے کر دے ایک جام لبالب سے — تا حشر رہے ساقی آباد یہ مے خانہ

ہر پھول میں بو تیری ہر شمع میں ضو تیری — بلبل ہے ترا بلبل پروانہ ہے پروانہ

سنگ در جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی — سجدہ نہ سمجھ زاہد سر دیتا ہوں نذرانہ

گر پڑ کے یہاں پہنچا مر مر کے اسے پایا — چھوٹے نہ الٰہی اب سنگ در جانانہ

آباد اسے فرما ویراں ہے دل نوری

جلوے ترے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

زر تعاون

عام خریداروں سے
۲۵ روپئے

خصوصی معاونین سے
۵۰ روپئے

سرپرستوں سے
۱۰۰ روپئے

لائف ممبروں سے
۱۰۰۰ روپئے

خصوصی شمارہ
مفتی اعظم نمبر

تزئین و کتابت: طاہر فیضی

ترسیل زر کا پتہ: دفتر "رفاقت" ادارۂ شرعیہ بہار سلطان گنج پٹنہ ۶

۵

ایک عینی شاہد کی زبانی

از

ارشد القادری

بروایت

مولانا ابوالقاسم ضیائی

نزع کے وقت اولیا کا ہجوم۔ حضرت خضر کی تشریف آوری

مرگیا ہوگئی دستگیر بھی اِنّا لِلّٰہ !

مرضِ عشق سے کوئی بھی تو جاں بر نہ ہوا !

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے مریدِ رشید و سعید، اور خلیفۂ اجل قطب مدینہ ثانی الحب والعجم حضرت مولانا الحاج شاہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی قدس اللہ سرہ نے خاص مدینۃ النبی میں ۴ ذی الحجہ کو جمعہ کے دن عین اذان کے وقت کہ حی علی الفلاح پر داعی اجل کو لبیک کہا۔

سو برس کی عمر شریف میں آپ نے ہندوستان سے ہجرت فرمائی اور مدینہ طیبہ میں بس گئے۔ مدینہ طیبہ کے دوران قیام آپ نے سترہ حج کئے لیکن ادھر دس سال سے مدینہ پاک میں اس طرح گوشہ نشین ہو گئے تھے کہ ایک دن کے لئے بھی کبھی مدینہ سے باہر نہ گئے کیونکہ آپ کی زندگی کی سب سے قیمتی آرزو تھی کہ جب پیام اجل لیکر موت کا فرشتہ آئے تو آپ مدینہ میں اسے ملیں۔ اسی اندیشے کے پیش نظر آپ نے دس سال سے بالکل اپنا سفر بند کر دیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدینہ کے باہر موت آجائے۔

اور خدا کا شکر ہے کہ بالآخر ایک عاشق صادق اور ایک وارفتۂ محبت کی آرزو پوری ہوئی اور مدینہ میں موت بھی آئی تو اس شان سے آئی کہ ادھر مسجد نبوی شریف کے منارۂ نور سے خدا کے منادی نے آواز دی حَیَّ عَلَی الفَلَاح کامرانی کی طرف آؤ اور ادھر عاشق پاکباز کی روح نے جسد عنصری سے پرواز کیا۔ پکار کے جواب میں ذرا بھی تاخیر نہیں ہوئی کیونکہ پکارنے والے نے جہاں سے پکارا تھا وہی اس کی زندگی کی آخری منزل تھی۔

تمنا ہے درختوں پہ ترے روضہ کے جا بیٹھوں

قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

مدینۃ النبی میں حضرت شیخ کی خانقاہ عشق و عقیدت اور عرفان و ایقان کی ایک ایسی آفاقی تربیت گاہ تھی جہاں روئے زمین کے سارے خطوں سے اہل شوق کے قافلے اترتے تھے۔ دلوں کی سرزمین پر بادل کی طرح فیضان کی بارش ہوتی تھی، مایوس روحوں کے آفاق پر صبح امید کا اجالا پھیلتا تھا۔ اور حب رسول کے کیف میں ڈوبا ہوا ماحول اندر سے لیکر باہر تک روح و تن کی پوری بستی کو جگا دیتا تھا۔

موسم حج کے موقع پر تو ان کے میکدۂ عشق و عرفان میں بہار آجاتی تھی۔ صبح سے شام اور شام سے گئے رات تک ہر وقت بادہ کشوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، اور نغمہائے نعت، اور صلوٰۃ و سلام کے ترنم سے پوری فضا معطر رہتی تھی۔ سرور و مستی کے عالم میں کبھی آنکھوں کے پیمانے چھلکتے، کبھی محفل سے نالہ و فغاں کی چیخ بلند ہوتی کبھی یا رسول اللہ کی ضرب سے دل کی گرہیں کھلتیں، اور کبھی ساقی کی نگاہ التفات اٹھتی تو روحوں کے دامن سے جنم جنم کا غبار دھل جاتا۔

نجدی حکومت کے جبری ماحول میں رہتے ہوئے بھی وہ اپنے جذبۂ عقیدت کے مظاہرہ میں بالکل آزاد تھے۔ ان کی خانقاہ کا سارا ہنگامۂ شوق عشق و عرفان کی ساری سرمستی اور قلب و روح کی تطہیر و تنویر کا سارا عمل نجد کے قاضیوں کے نزدیک شرک ہی شرک تھا لیکن مدنی سرکار ہی کا تصرف کہئے کہ جبر و استبداد کی بنیاد پر اپنے مذہب کا کاروبار چلانے والی حکومت کبھی ان کے راستے میں حائل نہ ہو سکی رہا یہ سوال کہ کیوں نہ جاوید حرم، درِ شبیر یار ان نے اپنے ایک دعاگش دیوانے کو اپنی رحمتوں کے حصار میں کچھ اس طرح چھپا لیا تھا کہ کسی گستاخ کا ہاتھ وہاں تک پہونچ ہی نہیں سکا۔

حضرت شیخ کو بریلی سے جو والہانہ محبت تھی اس کے اظہار میں کبھی انہوں نے اس اندیشے کی پرواہ نہیں کی کہ سعودی عرب کے نجدی حکمراں بریلی کا نام سنکر ساگ جاتے ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عقیدت میں ان کی خانقاہ کا ماحول ہر وقت بھیگا رہتا تھا۔ مدینے کی کوئی صبح یا کوئی شام ایسی نہیں تھی جبکہ ان کے گھر سے حدائق بخشش کے نغموں کی آواز نہ سنائی دیتی ہو ۔۔۔ اور اعلیٰ حضرت کی وہ مشہور نعت جو چار زبانوں پر مشتمل ہے اور جسے لوگ مردہ دلوں، اور بے کیف روحوں کا مسیحا کہتے ہیں جس کا مطلع یہ ہے۔

لَمْ یَأْتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا

جگ راج کا تاج تورے سر سوہے، تجھکو شہ دوسرا جانا

یہ تو آج بھی مدینہ کے بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔ اور اسے بارگاہ رسالت میں اعزاز قبولیت کی سند ہی کہئے کہ یہ قصیدہ جانفزا حضرت شیخ کی محفل سے ٹیپ ہو کر مدینے کے بازار میں پہونچا اور وہاں سے کیسٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں پھیل گیا ۔۔۔

اب مدینہ کا سب سے قیمتی تحفہ جو حاجی اپنے ساتھ لیکر آتا ہے اور دلوں کو حب رسول کی تپش سے گرم رکھتا ہے وہ اعلیٰ حضرت کا یہی قصیدۂ نعتیہ ہے جسے ایک ایک کے چھوٹے بڑے نے اپنے سینے میں جذب کر لیا ہے۔

ایک تجلی، ایک تبسم، ایک نگاہ بندہ نواز۔

اس سے زیادہ جلوۂ جاناں دل کی قیمت کیا کہئے۔

جگر گوشۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنت، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو کئی بار دیار حبیب کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ مدینۃ النبی میں اکثر آپ کا قیام حضرت شیخ ہی کے دولت کدہ پر ہوتا تھا مفتی اعظم کی خداداد محبوبیت، بارگاہ رسالت میں ان کا مقام تقرب، اور علم و فضل، زہد و تقویٰ اور مدارج ولایت میں ان کی برتری کا نظارہ اس وقت دیکھنے میں آتا تھا جب کہ حضرت شیخ کے گھر وہ مہمان ہوتے تھے۔

ملک ملک کے علماء و عمائدین، بلاد عرب کے مشائخ کبار، اور بڑے بڑے اساطین ملت بزم میں جلوہ گر ہوتے اور مفتی اعظم شہ نشین میں بیٹھے برکت و فیض کی نعمت تقسیم فرماتے کوئی حدیث و تفسیر، اور دوسرے علوم و فنون کی سند طلب کرتا کوئی سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت کی درخواست کرتا۔ کوئی اپنے ملک کے کسی نہایت پیچیدہ مسئلے میں حضرت سے استفتاء کرتا۔ اور حضرت شمع محفل کی طرح اپنے پروانوں کے ہجوم میں خود بھی روشن رہتے۔ اور دوسروں کو بھی روشن کرتے۔

حضرت شیخ کی متوکلانہ زندگی، زہد و تقویٰ، علم و فضل، ولولۂ تبلیغ و ارشاد، ملت کا درد، دینی اخلاص، ریاضت، مجاہدہ، بارگاہ رسالت میں تقرب خاص اور باطنی کمالات کی بنیاد پر دنیائے اسلام کے علماء، مشاہیر اور مشائخ کبار انہیں "قطب مدینہ" کہتے تھے۔ اب وصال شریف کے موقع پر جو عجیب و غریب واقعات کا ظہور ہوا ہے اس سے اس عقیدے کو مزید تقویت حاصل ہو گئی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)

باب پنجم

تیسرا حج، حج اکبر

تیسرا حج

حج اکبر

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے تیسرا سفر حج و زیارت ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں کیا۔ اس سفر مقدس میں بھی بہت سے حضرات علماء کرام، مریدین و معتقدین اور اہل خانہ مفتی اعظم کے ساتھ تھے۔ بعض شرکاء سفر کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

۱- مادر اہل سنت، اہلیہ محترمہ حضرت مفتی اعظم مخدومہ جیانی پیرانی ماں صاحبہ علیہا الرحمہ۔

۲- حضرت مولانا الحاج خالد علی خاں رضوی نواسہ وخلیفہ مفتی اعظم و مہتمم دار العلوم ''مظہر اسلام'' بریلی۔

۳- مولانا عبد الهادی رضوی افریقی متعلم جامعہ رضویہ ''منظر اسلام'' بریلی شریف۔

۴- جناب الحاج حافظ اسد علی صاحب شمسی قادری برکاتی رضوی حامدی، بہیڑی ضلع بریلی شریف۔

اس سفر مقدس میں بریلی شریف کے علاوہ دیگر مقامات سے بھی علماء کرام و مریدین حضرت مفتی اعظم کی رفاقت میں تشریف لے گئے تھے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ تقسیم ہند سے پہلے دو مرتبہ حج و زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً سے سرفراز ہوئے۔ تیسری مرتبہ جب حج و زیارت کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا تو پاسپورٹ کے لئے بین الاقوامی سطح پر تصویر کی پابندی لگ چکی تھی۔

حضرت مفتی اعظم نے حج و زیارت کا ارادہ فرمایا تو بتایا گیا کہ فوٹو کا بنوانا اور پاسپورٹ پر لگانا حکومتِ سعودی اور حکومتِ ہند کے قانون کے مطابق ضروری ہے۔

حضرت مفتی اعظم کو یہ سن کر جلال آ گیا اور فرمایا:

فوٹو کھینچنا حرام ہے۔ بغیر فوٹو کے اجازت ملتی ہے تو ملے ورنہ ارادہ ملتوی ہوسکتا ہے۔ لیکن فوٹو نہیں کھنچا سکتا۔ [1]

---

[1] محمد امانت رسول رضوی پیلی بھیتی، قاری، تجلیات حضور مفتی اعظم ہند، ص ۹۹، مطبوعہ ستار گنج۔

تصویر کشی سے اجتناب:

تصویر کشی (تصویر کھینچنا اور کھنچوانا) حرام ومکروہ تحریمی اور سخت گناہ ہے۔اس گناہ کا مرتکب مستحق عذابِ نار اور غضب جبار ہے۔حدیث شریف میں ہے:

كُلُّ مُصَوِّرٍ فِى النَّارِ يَجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفساً فَيُعَذِّبُهُ فِى جَهَنَّمَ۔[1]

ہر تصویر کشی کرنے والا جہنمی ہے۔اللہ تعالیٰ ہر تصویر کی جگہ ایک شخص کو پیدا فرمائے گا جو تصویر کشی کرنے والے کو جہنم میں عذاب دیتا رہے گا۔

(تو جتنی تصویر کسی نے کھینچی یا کھنچوائی ہوگی اتنے لوگ اسے عذاب دیں گے)

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ اپنے آقا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے پیش نظر اپنے رب کے غضب و ناراضگی سے لرزاں و ترساں رہے کہ کبھی تصویر نہ کھنچوائی اور نہ اپنے سامنے کسی کو تصویر کھینچوانے دی۔آپ کے نزدیک عکسی تصاویر (فوٹو) اور قلمی تصاویر دونوں کا حکم ایک تھا۔اس طرح آپ حج فرض اور حج نفل دونوں کے لئے تصویر کو ناجائز وحرام سمجھتے تھے۔عکسی تصویر کی حرمت اور حج کے لئے تصویر کی عدم اجازت پر بڑا ہی دلگداز بیان حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کا فقیر نوری کی نظر سے گزرا جس کا ذکر یہاں بے حد مفید ہے۔آپ کے بعض ملفوظات کے مرتب جنابِ الحاج نواب رحمت نبی خاں صاحب آپ کی ایک مجلس کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

دوران حاضری مجھے ایک مسئلہ دریافت کرنے کا موقع دستیاب ہوگیا۔جو عرصہ سے میرے خیالات میں جگہ پائے ہوئے تھا۔

عرض: عکسی تصاویر (فوٹو) کے جواز کی بابت جو کسی مصری عالم نے فتویٰ

---

[1] ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، شیخ، مشکوۃ المصابیح، باب التصاویر، ج ۲، ص ۳۸۵ مطبوعہ دہلی۔

دیا ہے اس کے متعلق حضرت کی رائے عالی کیا ہے؟

ارشادنوری: تصویر خواہ کسی قسم کی ہو حرام ہے۔ (مطلب یہ کہ قلمی یا عکسی وغیرہ میں کوئی تفریق یا تخصیص نہیں)

عرض: جو لوگ عکسی تصاویر کے جواز کے قائل ہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ آئینہ میں یا پانی میں صورت کا عکس دیکھنا جائز تو کیمرے کے ذریعہ حاصل کیا ہوا عکس بھی جائز ہونا چاہئے؟۔

ارشادنوری: اگر آئینہ یا پانی میں عکس اس طرح جم جاتا کہ آپ اسے اٹھا کر رکھ سکتے تو وہ بھی حرام ہو جاتا۔

عرض: تو پھر مسلمان فریضۂ حج کس طرح ادا کر سکتا ہے۔ جب کہ حکومتوں کا قانون بغیر فوٹو کی درخواست رد کر دیتا ہے؟

ارشادنوری: اس حرام سے بچنے کے لئے حج کو ملتوی کیا جائے۔

عرض: اگر سب لوگ اس کی پابندی کریں تو حج موقوف ہو جائے گا۔

ارشادنوری: اگر سب لوگ متفق ہو کر اس وجہ سے حج کو جانا ترک کریں تو حکومتیں یہ پابندی ترک کرنے کے لئے مجبور ہو جائیں گی۔[1]

حضرت مفتی اعظم مسلسل کئی سال تک حج کو ملتوی کرتے رہے ایک طرف یہ کوشش کرتے رہے کہ حکومتیں آپ کو فوٹو سے مستثنیٰ قرار دے دیں اور آپ بلا فوٹو حج کرلیں۔ دوسری طرف رب کریم کے حضور دعائیں بھی کرتے اور کراتے رہے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رضوی قدس سرہٗ کے نام ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں کہ:

آپ کی ملاقات کو میرا ہی نہیں بلکہ یہاں بہت لوگوں کا دل ایسا ہی چاہتا ہے جیسے آپ کا مگر فوٹو کی لعنت کے سبب نہ آپ ہی آسکتے ہیں نہ میں

---

[1] نواب رحمت نبی خاں، الحاج، ملفوظات مفتی اعظم مشمولہ مع حیات مبارکہ مفتی اعظم ص ۱۰۔

ہی۔ میں تو تیسرے حج کے لئے اسی فوٹو کی پابندی کی بنا پر نہ جاسکا۔ [1]

حضرت مولانا مفتی محمد غلام سرور قادری رضوی ایم. اے. اسلامک بہاول پور یونیورسٹی کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

> اپنی خیر وعافیت سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ فوٹو کی لعنت کے سبب میں پاکستان نہیں آسکتا۔ دعا کیجئے کہ مولیٰ تعالیٰ جلد تر حج وزیارت کی دولت نصیب فرمائے۔ اور قبول فرمائے اور کراچی کی طرف سے جہاز جائے۔ تو آپ صاحبان سے ملاقات کی مسرت حاصل ہو۔ [2]

اسی دوران بعض مفتیان کرام اس خصوص میں فوٹو کھنچوانے کے جواز اور عدم جواز سے متعلق شش وپنج میں مبتلا ہوگئے۔ بعض نے حج فرض کے لئے جواز کا فتویٰ دے دیا۔ تو بعض نے حج فرض اور حج نفل دونوں کے لئے عدم جواز کا۔ محقق عصر، فقیہہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی نوری مفتی اعظم بنگلور سابق صدر مفتی جامعہ حضرت بلال کرناٹک جواز وعدم جواز کی بحثوں کا جائزہ پیش کرتے ہوئے حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کے موقف کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں:

> ہندوستانی حکومت نے شروع شروع حج کے لئے بھی پاسپورٹ پر فوٹو کو لازمی قرار دیا تو تمام مفتیان کرام اس خصوص میں فوٹو کھچوانے کے جواز وعدم جواز سے متعلق شش وپنج میں مبتلا ہوگئے۔ بعض حضرات نے جواز کا فتویٰ دیا اور لکھا:

---

[1] محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری، مفتی اعظم، مولانا، مکتوب بنام محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی گرداسپوری، محررہ ۱۹؍شوال المکرم ۱۳۷۴ھ۔

[2] محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری، مفتی اعظم، مولانا، مکتوب بنام حضرت مولانا مفتی غلام سرور قادری رضوی، محررہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ۔

حج فرض کی ادائیگی ضروری ہے۔ جو فوٹو کھینچوائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور فوٹو کھینچوانا شرعاً ممنوع و محضور ہے تو الضرورات تبیح المحظورات کے تحت ناجائز و گناہ نہیں رہنا چاہئے۔ مباح ہو جانا چاہئے۔ نیز حج فرض ہو جانے کے بعد ادائیگی میں تاخیر کرنا از روئے شرع بلیتہ ہے اور فوٹو کھچوانا بھی بلیتہ مگر حج کی ادئیگی کے بلیتہ سے فوٹو کھچوانے کا بلیتہ اہون ہے کیونکہ حج ادائیگی میں تاخیر گناہ و فسق ہے اس لئے اذاابتلی ببلیتیں فلیختر اھونھما کے تحت فوٹو کھچوا کر ادائیگی حج کی اجازت ہونی چاہئے جیسے کسی کا کسی پر کوئی حق ہو اور وہ جھوٹ بولے بغیر حاصل نہ ہو سکتا ہو تو شریعت نے اسے احیائے حق کے لئے جھوٹ بولنے کی رخصت دی ہے باوجود کہ عام حالات میں جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ اسی طرح فوٹو کھچوانا بھی اگر چہ گناہ ہے مگر چونکہ حج فرض اس کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا ہے تو اسقاط فرض کے لئے فوٹو کھچوانے کی بھی رخصت ہونی چاہئے۔ ہاں حج نفل کے لئے فوٹوں کھچوانا جائز نہیں ہوگا"

لیکن حضور مفتی اعظم نے فرمایا:

حج کے لئے امن طریق بالاتفاق شرط ہے ایک روایت کے مطابق وجوب کی شرط اور دوسری اصح اور ارجح روایت کے مطابق وجوب ادا کی شرط ردالمحتار میں ہے وقد مناعن اللباب انہ من شروط وجوب الاداء وفی شرحہ انہ الاصح ورجحہ فی الفتح وروی عن الامام انہ شرط وجوب۔[1]

اور امن مطلق ہے جو حسی و شرعی دونوں کو شامل ہے تو جس طرح

---

[1] ردالمحتار، ج ۳، ص ۴۶۲، کتاب الحج، دارالکتب العلمیہ، بیروت وسہارنپور۔

امن حسی نہ ہو یعنی راہ میں لوٹ مار سے جان ضائع ہونے کا ظن غالب ہو تو پہلی روایت کے مطابق حج ہی فرض نہیں اور دوسری اصح اور ارجح روایت کے مطابق حج فرض ہے مگر ادا کرنا فرض نہیں۔ اس میں تاخیر جائز ہے۔ اسی طرح امن شرعی نہ ہو یعنی ارتکاب حرمت کرنا پڑے جیسے عورت کو شوہر یا محرم کی ہمراہی نصیب نہ ہو یا عورت عدت کی حالت میں ہو تو ایک روایت کے مطابق حج ہی فرض نہیں اور دوسری اصح اور ارجح روایت کے مطابق حج فرض ہے مگر ادا کرنا فرض نہیں اس میں تاخیر جائز بلکہ واجب ہے۔ فوٹو کھچوانے میں بھی ارتکاب حرمت ہے تو اس صورت میں بھی امن شرعی مفقود ہوا۔ لہٰذا پہلی روایت کے مطابق سرے سے حج ہی فرض نہیں ہوگا اور دوسری اصح و راجح روایت کے مطابق حج فرض ہوگا مگر ابھی ادا کرنا فرض نہ ہوگا اس میں تاخیر جائز بلکہ واجب ہوگی۔ پہلی روایت کے مطابق حج فرض ہی نہیں فوٹو کھچوا کر حرام کا مرتکب ہونا غیر فرض کے لئے ہے جس کے معصیت ہونے میں شبہ نہیں دوسری اصح و راجح روایت کے مطابق حج اگرچہ فرض ہے مگر ابھی ادا کرنا فرض نہیں تو اب بھی درحقیقت غیر فرض ہی کے لئے فوٹو کھچوانا ہوگا۔ اس لئے اس صورت میں بھی گناہ سے مفر نہیں۔

پھر یہ مسئلہ اور اس طرح کے تمام مسائل کو حل کرنے کے لئے یہ قاعدہ کلیہ بیان فرمایا:

جب امتثال مامور بہ ارتکاب حرام کو مستلزم ہو تو مامور بہ کو موخر کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور حرام سے پرہیز کرنا لازم رہتا ہے کہ پرہیز ہی راجح ہے یہاں تک کہ امتثال مامور بہ کے لئے اگر ارتکاب حرام کرے

گا تو فاسق ہو جائے گا“

اور اس کی تائید میں غنیّۃ شرح منیہ اور اس کے علاوہ دوسری کئی کتابوں سے یہ نظیر پیش کی:

”موضع ستر میں قدرِ درہم سے زیادہ نجاست لگی ہو تو اس کا دھونا فرض ہے اور دوسرے کے سامنے ستر کھولنا حرام اب اگر دوسرے کے سامنے ستر کھولے بغیر دھونے کی کوئی صورت نہ ہو تو ستر کھولنا جائز نہیں ہے۔ غنیّۃ شرح منیہ (کتاب الطہارۃ: کیفیۃ الاستنجاء بالماء) میں ہے

لایجوز الکشف عند احد اصلًا لانہ حرام یعذربہ فی غسل طھارۃ النجاسۃ اذالم یمکنہ ازالتھامن غیر کشف و قال البزازی ومن لایجد سترۃ ترکہ یعنی الاستنجاء ولو علیٰ شط نھر الان النھی راجح علی الامر حتیٰ لیتوعب النھی الازمان و لم یقتض الامر التکرار و قال قاضی خاں قالوامن کشف العورۃ للا ستنجاء یصیر فاسقا الخ [1]

اس مقام تک حضور مفتی اعظم نے اپنے مدعا کو مدلل طور پر ثابت کیا ہے اور ضمناً اس فتویٰ میں پیش کی گئی دلیلوں کے جواب کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے مگر اب اس کے بعد بالقصد اس فتویٰ کی دلیلوں کو رد کرنے کی طرف متوجہ ہوئے فرماتے ہیں۔

(ا) ہم ثابت کر آئے ہیں کہ فوٹو کھچوانے کی شرط پر ایک روایت کے مطابق سرے سے حج ہی فرض نہیں ہو گا اور دوسری اصح اور راجح

---

[1] غنیّۃ شرح منیہ، ص ۱۶، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء والغسل، نول کشور، لکھنؤ ۱۸۷۸ء۔

روایت کے مطابق حج اگر چہ فرض ہے مگر ابھی ادا کرنا فرض نہیں تو ضرورت ہی متحقق نہیں ہوئی اس لئے الضرورات تبیح المحظورات سے استدلال صحیح نہیں ہے۔

(۲) جب یہ ثابت ہو چکا کہ ابھی ادا کرنا بہر حال فرض نہیں تو تاخیر میں سرے سے گناہ ہی نہیں اور جب گناہ ہی نہیں تو بلیتین کہاں ہوا ہے؟ بلیۃ تو صرف فوٹو کھچوانا ہوا اور بالفرض ادائیگی بھی فرض ہو تو بھی تاخیر گناہ کبیرہ نہیں بلکہ اس کے صغیرہ ہونے میں بھی اختلاف ہے۔

درمختار میں ہے:

(علی الفور) فی العام الاول عندالثانی، .... فیفسق وترد شهادته بتا خیره ای سنیناً لان تاخیره صغیرة، و ارتکابه مرة لا یفسق الا بالاصرار۔ملخصاً

شامی میں ہے:

فیکون التاخیر مکر وهاً تحر یماًلا حر ما لان الحرمة لا تثبت الا بقطعی۔کمقابلها۔[1]

اور فوٹو کھچوانا حرام ہے تو تاخیر ہی اہون بلیتین ہوگی نہ کہ فوٹو کھچوانا۔

(۳) حق العبد اور حق اللہ دونوں کی روایت متعذر ہونے کی صورت میں حق العبد کی رعایت کو ترجیح حاصل ہے۔ لہٰذا جب احیاء حق جھوٹ پر موقوف ہو تو جھوٹ نہ بولنے میں حق العبد فوت ہوگا۔ اور جھوٹ بولنے میں حق اللہ فوت ہوگا۔ اور ایسی کوئی صورت نہیں ہے کہ دونوں حقوق کی رعایت ہو سکے۔ لہٰذا حق العبد کی رعایت کو مقدم رکھ کر جھوٹ بولنے کی

[1] درمختار، ج ۳، ص ۴۵۴، کتاب الحج، دارالکتب العلمیہ، بیروت وسہارنپور۔

رخصت دی جائے گی۔ صورت متنازعہ میں حج نہ کرنے سے حق اللہ میں نہیں کی رعایت امر پر ترجیح رکھتی ہے۔ لہٰذا یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ بلکہ صورت متنازعہ میں جب واجب الادا نہیں تو حج کو مؤخر کرنے سے حق اللہ فوت ہی نہیں ہوگا۔ البتہ قریب مرگ اپنی طرف سے حج کے لئے وصیت نہ کرے گا۔ تو حق اللہ فوت ہوگا۔ الخ۔

نامعلوم کن مصلحتوں کی بناپر جناب کلیم اشرف صاحب سنبھلی نے اپنے مضمون ''مفتی اعظم کی انفرادی حیثیت میں تحریر فرمایا ہے:

جب وقت کی اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مفتی اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف حج کے لئے فوٹو کے جواز کا یہ فتویٰ دیا تو قربان جایئے حضور مفتی اعظم کی شان انفرادیت پر کہ آپ نے نہ ہی اس کی تائید فرمائی۔ نہ ہی مخالفت فرمائی۔ رد نہ کرنا اس لئے تھا کہ فتویٰ درست تھا۔ اور تائید نہ کرنا اس لئے تھا کہ یہ آپ کا تقویٰ تھا۔[1]

اگر کلیم صاحب کو حضور مفتی اعظم ہند کے اس فتویٰ کی اطلاع نہیں تھی تو علم و تحقیق کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس موضوع سے کنارہ کش رہ کر اپنا دامن بچاجاتے۔ یا پھر کسی وجہ سے لکھنا ہی ضروری تھا تو اس بات سے متعلق حضور مفتی اعظم کے موقف سے اپنی ناواقفیت کا صاف اظہار فرمادیتے۔

بہرکیف حضور مفتی اعظم نے اپنے اس فتویٰ میں اجتہادی بصیرت اور سیاسی صداقت کی ایسی رنگ آمیزی فرمائی ہے کہ ایک طرف تو دلائل وشواہد کی روشنی میں حج فرض کے لئے بھی فوٹو کھچوانے کی حرمت واضح کر کے یہ

[1] کلیم اشرف سنبھلی، مفتی اعظم کی انفرادی حیثیت، مضمون مشمولہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت مجریہ ستمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۹۰ء ص ۲۵۱، مطبوعہ بریلی۔

ثابت فرمایا ہے کہ فی الحال حج کی ادائیگی واجب نہیں اور دوسری طرف حج میں تاخیر کی جائے گی۔ قریب مرگ اپنی طرف سے حج کی وصیت نہ دے گا تو حق اللہ فوت ہوگا۔ فرمایا یہ اشارہ بھی دے دیا ہے کہ اس سے چھٹکارہ کی بھی صورت نہیں۔ اس لئے چلو چھٹی ہوگئی۔ سمجھ کر اطمینان سے بیٹھ جانا نہیں چاہئے۔ بلکہ حتیٰ الوسع اس شرط کو ختم کرانے کی جدوجہد کرنی چاہئے۔

کاش! اس وقت مسلمان بالخصوص علماء و مشائخ حضور مفتی اعظم کے فتویٰ کی نزاکتوں کو سمجھتے اور فوٹو کے جواز کے لئے ان کمزور شبہات کا سہارا ڈھونڈھنے کے بجائے کچھ دنوں کے لئے اجتماعی طور پر حج سے رُک جاتے۔ اور علمی و عقلی انداز میں حکومت کو سمجھاتے تو کوئی وجہ نہیں کہ حکومت سنجیدہ نہیں ہوتی۔ اور کم سے کم حج فرض کے لئے اس شرط کو ختم ہی کر دیتی۔ کیا حضور مفتی اعظم اور آپ کے اہل خانہ و خدام کو حکومت نے حج نفل کے لئے بھی مستثنیٰ نہیں کر دیا۔ بلکہ حافظ ملت مولانا عبد العزیز محدث مبارک پوری کے لئے بھی حکومت نے یہ شرط ختم کر دی۔[1]

اس طرح کے موقع پر حج سے اجتماعی طور پر رک جانا عوام کے لئے بھلے ہی اچنبھے کی بات ہوتی مگر علماء تو واقف تھے کہ تاریخ میں ایسے بہت مواقع آئے ہیں جب مفتیان کرام نے حالات کی نزاکتوں کا احساس کر کے اجتماعی طور پر حج سے رُکے رہنے کا فتویٰ دیا ہے۔

شامی نے ۶۳۶ھ سے متعلق علامہ اسکاف کا یہ قول نقل کیا ہے:

لا اقول انه فرض فی زماننا	ہم اس زمانہ میں حج کی فرضیت کا فتویٰ نہیں دیتے ہیں۔

[1] حافظ ملت کے افکار اور کارنامے۔ ص ۹۸-۱۳۶۔

انھوں نے علامہ ثلجی کا بھی یہ قول نقل کیا ہے:

لیس علی اھل خراسان منذکذا کذا سنة حج

اتنے برسوں سے اہل خراسان پر حج فرض نہیں ہے۔(ج۲،ص۲۶۳)[1]

حضرت مفتی اعظم التوائے حج پر قائم رہے اور تہیہ کرلیا کہ حج کے لئے ضرور جاؤں گا لیکن فوٹو کھچوا کر نہیں اس کے بغیر جاؤں گا۔ میں حج اس آقا کی خوشنودی کے لئے کرنے جارہا ہوں۔لہٰذا وہ مولیٰ چاہے گا تو بغیر تصویر کے بھی اپنے در پر بلالے گا۔اس طرح آپ کسی حال میں تصویر کشی کے لئے راضی نہ ہوئے۔اور کیوں ہوتے جب کہ آپ نے بچپن ہی سے کبھی سنت رسول کی خلاف ورزی نہیں کی۔ناجائز وحرام کاموں اور گناہوں سے بچتے رہے۔وہ فوٹو کھچوانے کو حرام سمجھتے تھے۔انھوں نے کبھی بھی حالات سے خلافِ شرع سمجھوتہ نہیں کیا۔انقلاب وقت سے مفاہمت نہیں کی۔پھر کیوں کر ممکن تھا کہ اپنے آقا کے حکم کی خلاف ورزی کر کے آقا کے دربارِ دُربار میں حاضری دینے جائیں۔اس عزم محکم اور استقامت فی الدین کے جذبہ صادقہ کے نثار حضرت مفتی اعظم دین پر مستقیم رہے۔خود نہیں بدلے دنیا کا قانون بدلا اور اس تبدیلی کے لئے حضرت مفتی اعظم نے اپنے آقا و مولیٰ شہنشاہِ عرب و عجم، رحمت عالم، نور مجسم، مختار کائنات حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں یوں عرض کیا۔

دور ساحل، موج حائل پار بیڑا کیجئے ☆ ناؤ ہے منجدھار میں اور ناخدا ملتا نہیں

کس طرح ہو حاضر در نوری بے پر شہا ☆ ناکے روکے دشمنوں نے راستہ ملتا نہیں [2]

آخر کار حکومت ہند نے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر کے حضور مفتی اعظم کی ذات والا صفات کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا اور وزیر اعظم ہند نے حج کمیٹی ممبئی کے نام ایک حکم نامہ جاری کر دیا جس میں حضرت مفتی اعظم کو بغیر فوٹو کے حج پر جانے کی منظوری تھی۔

---

[1] مطیع الرحمٰن مضطر، مفتی، مفتی اعظم، مفتی اعظم کیوں؟،ص ۲۱ تا ۲۷،مطبوعہ رضا دار المطالعہ بہار۔

[2] محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری، مفتی اعظم، مولانا، سامان بخشش ۱۱۵-۱۱۹ مطبوعہ رامپور۔

وزیر اعظم ہند کی منظوری

As regards your request for exemtling the Maulana, from the obligation of affixing his photograph on his application form, I have to say that Government have as a special case ,have accorded the necessary exemption and the Haj Committee Bombay and the Mughal Lines Ltd. Bombay have been advised to entertain his application without his photograph.

ترجمہ: جہاں تک اس درخواست کا تعلق ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند کو فارم پر فوٹو چسپاں کرنے سے مستثنیٰ رکھا جائے اس سلسلے میں حکومت خصوصی مراعات کے ساتھ ان کی درخواست منظور کرتی ہے اور حج کمیٹی بمبئی اور مغل لائن لیمیٹیڈ بمبئی کو یہ تاکید کر دی گئی ہے کہ اس درخواست کو بغیر فوٹو ہی قبول کیا جائے۔[1]

بغیر فوٹو حج:

حضرت مفتی اعظم پر شہنشاہ مدینہ سرور قلب وسینہ مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا ایسا کرم خاص ہوا۔ دنیا نے دیکھا کہ آپ کی اس عزیمت واستقامت اور کرامت کی بنا پر بین الاقوامی رائج العمل قانون کے خلاف بغیر فوٹو کے حج وزیارت کرنے کی اجازت ملی اور اس طرح حج کر کے اللہ کے ولیوں کی استقامت اور اختیارات وتصرفات کا مسئلہ

---

[1] محمد امانت رسول قادری، قاری، تجلیات حضور مفتی اعظم، ص [illegible] مطبوعہ پیلی بھیت شریف۔

لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیا۔ حضرت مفتی اعظم بغیر فوٹو کے مع رفقاء حج وزیارت کے لئے
مطیع وفرمانبردار بن کر تشریف لے گئے۔ اور حاضر دربار ہوئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ماہر رضویات جناب ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ نے بڑے نرالے اور جامع انداز میں اس تیسرے حج بلا فوٹو کا پس منظر پیش فرمایا ہے۔ جس میں ہم جیسے بے عملوں کے لئے بہترین دعوت عمل ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

تصویر کشی آپ کے نزدیک حرام تھی........وہ حرام کو حرام ہی سمجھتے تھے......زمانے کے کسی انقلاب نے ان کے فکر کو متاثر نہیں کیا.........
مگر آج عالم ہی کچھ اور ہے.......اقبال نے سچ کہا ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
کس درجہ ہوئے فقیہان حرم بے توفیق

آپ نے ساری عمر تصویر نہ کھچوائی مگر حج بیت اللہ کے لئے تصویر لازمی تھی۔ کریں تو کیا کریں.........مولیٰ کے دربار میں مولیٰ کا نافرمان بندہ بن کر حاضر ہونا بھی کوئی حاضر ہونا ہے۔ اللہ اللہ! ان کی استقامت نے دنیا کے قانون بدل دیئے تصویر سے مستثنیٰ قرار دیا گیا اور اسی شان سے حاضری ہوئی کہ دامن عصمت پر نافرمانی کا ایک دھبہ تک نہ تھا....... آج جس کو دیکھو فوٹو کھچوا رہا ہے........شوق و ذوق سے.....بڑھ چڑھ کر.......... پوز بنا بنا کر.........بہت سے دامن اس داغ سے داغدار ہیں۔ [1]

---

[1] مسعود احمد نقشبندی، ڈاکٹر، ماہنامہ استقامت کانپور (مفتی اعظم ہند نمبر) ص ۱۵۰، مجریہ مئی ۱۹۸۳ء۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی تیسرے حج پر روانگی کی رپورٹ جو ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف میں چوکٹے کے اندر نمایاں کر کے شائع کی گئی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کی حج بیت اللہ کو روانگی

تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت ۱۱؍جنوری ۱۹۷۱ء کو بریلی شریف سے حج کے لئے روانہ ہو گئے۔

شہر بریلی و دور دور سے آئے ہوئے سنی مسلمان..... فضا میں درود وسلام کے نغمے بکھیرتے ہوئے اور نعرۂ تکبیر و رسالت، نعرۂ غوثیہ و رضویہ اور تاجدار اہل سنت زندہ باد کے نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے جھرمٹ میں حضور مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کو لئے ہوئے جنکشن پہونچے، ایک عجیب عالم تھا، آنکھیں اشکبار تھیں، دل مسرور و شاداب تھے۔

دنیائے سنیت کے آقا، آقائے دوجہاں کی بارگاہ میں حاضر ہونے جا رہے ہیں، غلام یہاں آس لگائے بیٹھے ہیں۔

بمبئی کی اطلاع کے مطابق جہاز کی روانگی ۲۳؍جنوری ۱۹۷۱ء کو ہے۔ حضرت سیدی و مخدومی مفتی اعظم ہند قبلہ کا یہ تیسرا حج ہے اور حضور بغیر فوٹو کے پاسپورٹ پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ہماری آرزو یہی ہے کہ سرکار سرکارِ دوجہاں کے دربار میں حاضری دیکر بامراد و کامراں واپس لوٹیں اور اپنے دامن میں سمیٹے دیارِ حرم کے فیوض و برکات جو لے کر آئیں اس کے تبرک سے ہم غلام بھی نیاز حاصل کرسکیں۔[1]

حضرت مفتی اعظم بریلی شریف سے عظیم الشان جلوس مشایعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔

---

[1] ماہنامہ نوری کرن بریلی، ش ۱۳۶، ص ۱۵، مجریہ فروری ۱۹۷۱ء۔

حضرت مفتی اعظم کے تیسرے حج کے لئے روانگی کا حال بیان کرتے ہوئے جناب صاحب علی طاہر ایم.اے. علیگ وفراست حسین ایم.اے. بی.ایس.سی. علیگ مشترکہ طور پر رقمطراز ہیں:

حضرت کا تیسرا حج خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ آپ کو حکومت نے بغیر فوٹو کے سفر حج کی اجازت دی۔ سفر حج کے لئے جس وقت حضرت اپنے دولت کدہ سے روانہ ہوئے ہزاروں غلاموں شیدائیوں اور عقیدت مندوں کا جلوس آپ کے ہمراہ تھا اور کثیر انسانوں کا مجمع ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا۔ آپ الہ آباد ہوتے ہوئے ممبئی پہنچے اور وہاں سے آخری جہاز محمدی سے مکہ معظّمہ کے لئے روانہ ہوگئے تو "اللہ اکبر" کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ لوگ اپنے جذبات عقیدت سے بے خود ہورہے تھے۔ دست بوسی وقدمبوسی میں ہر ایک دوسرے پر سبقت کرنا چاہتا تھا۔[1]

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بلرامپوری (علیگ) حضرت مفتی اعظم کے تیسرے اور تاریخی سفر حج وزیارت کے متعلق رقم طراز ہیں:

۸؍جنوری ۷۱ء کو اچانک بمبئی سے یہ اطلاع آئی کہ حضور مفتی اعظم ہند کو بغیر فوٹو کے حج بیت اللہ کو جانے کے لئے منظوری دیدی گئی ہے اور جہاز کی روانگی ۱۶؍جنوری ۷۱ء کو ہے۔ حضور اس وقت بنارس تشریف فرماتھے۔ بریلی سے تار دیا گیا۔ اطلاع پاکر آقائے سنیت ۱۰؍جنوری ۷۱ء کی شام کو بریلی تشریف لائے۔ حضور ہی کے ارشاد کے مطابق اس بات کو شہرت نہیں دی گئی تھی کہ حضرت مفتی اعظم ۱۱؍جنوری ۷۱ء کو حج کے

---

[1] صاحب علی، طاہر، ایم.اے. علیگ، فراست حسین، ایم.اے.، بی.ایس.سی. علیگ، سوانح پاک مفتی اعظم، ص ۱۳۱۔ مطبوعہ پیلی بھیت، اشاعت صفر المظفر ۱۴۰۲ھ/ دسمبر ۱۹۸۱ء، بحوالہ دبدبۂ سکندری رامپور، ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۴۵۔

لئے تشریف لئے جا رہے ہیں۔ لیکن بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ شمع موجود ہو اور پروانے اس کے گرد نہ جھومیں۔ صبح ہی سے جاں نثاروں کا تانتا لگ گیا، بغیر کسی اطلاع کے دولت کدہ مفتی اعظم سے ہزاروں کا مجمع حضور کو اپنے گھیرے میں لئے بریلی جنکشن پہونچا۔ فضا میں ہر طرف صلوٰۃ وسلام کے گوہر بول بکھر رہے تھے۔ نعرۂ تکبیر کی آواز سے ماحول پر ہیبت وجلال طاری تھا۔ نعرۂ غوثیہ ورضویہ سے شہر گونج رہا تھا اور دیوانے مفتی اعظم زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے اپنے آقا کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے۔ پلیٹ فارم کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ قدم بوسی کے لئے غلام ٹوٹے پڑ رہے تھے۔ آنکھیں اشکبار تھیں لیکن دل مسرور وشاداں تھے۔

آخر پلیٹ فارم پر الٰہ آباد پسنجر آ کر رک گئی۔ دل دھڑک اٹھے۔ چند منٹوں کے بعد یہ ہم سے دور بہت دور ہمارے آقا کو لے جائے گی۔ کلیجہ کانپ اٹھا لیکن اسی لمحہ روح میں ایک مسرت کی لہر دوڑ گئی کہ لے بھی جائے گی تو کہاں؟۔ جہاں جانے کی تمنا ہر مومن کو ہے۔ جو دور نہیں ہم سے بہت قریب ہے۔ جو آنکھوں میں نور اور دل میں سرور بن کر رہتا ہے آخر جدائی کا لمحہ آ ہی گیا۔ غلاموں نے آقا کو الوداع کہا اور سلامی پیش کی۔ مخدوم نے خادموں کو دعائیں دیں۔ گاڑی پلیٹ فارم چھوڑ چکی تھی۔ گاڑی دوڑ رہی اور لوگ بھی ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے۔ آخر قدم تھک گئے اور وہ چلی گئی لیکن ہم سب کے محبوب کو اپنا محبوب بنا کر آج اسے بھی فخر تھا اس بات پر کہ نوری نے اس آگ وبھاپ سے جلنے والی ٹرین کو اپنا لمس بخش کر تیز گام بنا دیا تھا۔

۱۴ر جنوری ۱۹۷۱ء کو اطلاع ملی کہ حضرت وایا کاشی اور بمبئی پہونچ

گئے۔اب صرف دوروز رہ گئے تھے کہ وہ بمبئی کا ساحل چھوڑیں گے لیکن ابھی کہاں؟۔عروس ہند بمبئی کو پیارا دولہا بھا گیا تھا بھلا اسے اس کی جدائی کب برداشت ہوتی اور اتنی جلدی وہ کیسے چھوڑ دیتی۔ دوسری اطلاع پھر آئی کہ حضرت کی روانگی ۲۳ رجنوری کے جہاز سے ہے۔ شہریار، شمع دل اب شہر نگاراں بمبئی میں رونق افروز تھا۔

ہر روز ہمارے سرکار کے اعزاز میں تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔آخر وہ دن بھی آپہونچا کہ اب آقائے سنیت کو سارے دنیا و جہان کے آقا کے درِ دولت پر حاضری دینے کے لئے سامانِ سفر تیار کرنا ہے۔

۲۲ رجنوری کی خوبصورت ورنگین رات آپہونچی۔ بیگ محمد پارک محمد علی روڈ کو سجا سنوار کر دلہن بنایا گیا۔آج یہاں تاجدار اہل سنت کے اعزاز میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان اجلاس منعقد کیا گیا تھا۔ چرخ علم وفضیلت کے ماہ ونجوم جلوہ افروز تھے۔ابھی ان کے سیاراتی نظام کا آفتاب جلوہ فگن نہیں ہوا تھا، کرنیں بکھر گئیں۔ ماحول ... گیا۔ فضا میں نوری کرنیں کوند گئیں۔ دنیائے سنیت کا آب وتاب اپنی مسند پر جلوہ فگن ہوگیا۔سرزمین بمبئی حضور مفتی اعظم زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔حضرت مولانا قاری معین الدین دانش امام وخطیب مینارہ مسجد نے اپنے پیارے انداز سے قرأت سنائی۔اس کے بعد شعراء حضرات نے بارگاہِ رسالت میں نعت شریف پیش کی۔

محمد منصور علی خاں رضوی محبوبی امام وخطیب سنی بڑی مسجد مدنپورہ (بمبئی) نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا اور بعدہٗ اس کے منقبت شہزادۂ اعلیٰ

حضرت تاجدار اہل سنت پیش کی جس کو ان کے ساتھ ساتھ مجمع بھی جھوم جھوم کر دہراتا رہا۔

ایک استغاثہ مجاہد عبدالرحمٰن صاحب قادری نے پڑھا جو حضور مفتی اعظم کی خدمت میں پیش کیا گیا جسے وہ مدینہ منورہ بارگاہ بیکس پنا میں پیش کریں گے۔ بمبئی کے معززین نے تاجدار سنیت کی گل پوشی کی۔

۲۳ر جنوری اپنی قسمت پر رقصاں و نازاں تھی۔ شب کی سیاہی میں رات بھر نور گھلتا رہا۔ وہ شب شب کب تھی وہ تو نوری تڑکہ تھا جس پر سینکڑوں ہزاروں صبحتیں اور دن کے اجالے قربان ہو جائیں۔ رات بھر صلوٰۃ وسلام کی بارش ہوتی رہی۔

۲۳ر جنوری کی صبح بڑی دل افروز دل خوش کن مگر دل دھڑکانیوالی تھی۔ چار گھوڑوں کی سنہری بگھی پر تاجور ملت جلوہ افروز تھے۔ چاروں طرف غلاموں کی فوج تھی۔ جھولا میدان سے صبح ۱۱ بجے یہ شاہی سواری چلی۔ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ ساحل سمندر پر الوداع کہنے کے لئے اپنے آقا کو لئے چلا جا رہا تھا۔ جلوس جھولا میدان، مدنپورہ بمبئی ۸، ایم آزاد روڈ، ڈمٹمکر روڈ، جے جے اسپتال ناکہ، ابراہیم رحمۃ اللہ روڈ، بھنڈی بازار ناکہ، محمد علی روڈ، کرافورڈ مارکیٹ، بوری بندر، فورٹ مارکیٹ اور بیلارڈ پییئر ہوتا ہوا بندرگاہ پہونچا۔ جہاز کے چھوٹنے کا وقت شام 4:30 بجے تھا۔ لیکن کہاں، ابھی کہاں۔ ابھی تو اس کشتی کا ناخدا ہی نہیں آیا تھا۔ کس کے بھروسے اس کا لنگر پڑتا۔ شام ڈھل گئی۔ شفق نے انگڑائی لی۔ افق کا ایک سورج ڈوب رہا تھا تو دنیائے سنیت کے افق کا تابناک سورج آ گیا تھا۔ ساحل سمندر پر انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک دوسرا سمندر لہریں لے رہا

تھا۔ اوران لہروں کے بیچ علم وحکمت کا سمندر تھا۔ علم وہنر کے لعل وجواہر عطا فرمانے والا، ہم سب کا آقا ومولیٰ ہندو پاک کا مفتی اعظم، ہم سب کا شہنشاہ۔ اور آج وہ اپنے آقا، ہم سب کے آقا، دنیا وعقبیٰ کے مالک شہنشاہ کونین کے دربار میں حاضری دینے جا رہا تھا۔

حکومت ہند اور بمبئی پولس کی طرف سے بہترین انتظام کیا گیا تھا۔ سرکاری حکام، پولس کا دستہ اور معززین شہر جلوس کے ساتھ ساتھ تھے۔ بندرگاہ پر کسٹم اور جہاز کا پورا عملہ اس نرالے اور انوکھے انسان کے استقبال کے لئے موجود تھا۔

بندرگاہ ہی پر ہزاروں مسلمانوں نے نماز عصر اس عالی مرتبت امام کی امامت میں ادا کی، وقت مغرب سے چند منٹ پہلے سرکار نے جہاز میں اپنا قدم مبارک رکھا اور ساتھ ہی ساتھ معتقدین کی پوری فوج بھی جہاز پر پہونچ گئی جبکہ کسی بھی باہری آدمی کو جہاز پر قدم رکھنے کی اجازت نہیں لیکن آج کسے کون روکتا اور کون ٹوکتا، اپنا ہوش ہی کسے تھا اور پھر کس کی مجال تھی جو سب سے بڑے حاکم کے سامنے۔ اپنے شفیق آقا کے سامنے کسی کو ٹوکتا اور جواب طلب کرتا۔ عرشۂ جہاز پر ہی ہزاروں مسلمانوں نے نماز مغرب ادا کی جس کی امامت امام اہل سنت نے فرمائی۔

اب وداعی کی آخری گھڑی تھی۔ ہر سر قدم آقا پر جھک جانے کو بے قرار تھا۔ دیوانے قدمبوسی میں مصروف تھے۔ ہمارے آقا ایک شاندار اور اونچی کرسی پر تشریف فرما تھے اور چاروں طرف جاں نثاروں کا ہجوم تھا۔ سرکاری حکام اور کسٹمز کے عملہ نے ہاتھ چومے اور قدمبوسی کی اور اخیر میں جہاز کے کپتان اور چیف انجینئر اور عملہ کے دوسرے افراد نے

قدمبوسی کی۔اور سلامی پیش کی۔

آخر وہ وقت آہی گیا جب محمدی جہاز نے اپنا لنگر چھوڑ دیا اور محمدی جہاز، خادم محمد، مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کو لیکر بڑھ چلا سرزمین حرم پاک کی طرف۔دیار محبوب کی طرف۔

جہاز اپنے متعینہ وقت سے ۳ گھنٹے بعد چھوٹا یعنی 7:30 بجے شب کو اس کی روانگی ہوئی۔

دیکھنے والی آنکھیں کہتی ہیں کہ آزادی کے بعد کے بھارت کی عروس البلاد بمبئی نے اپنی آنکھوں سے نہ اس قدر شاندار جلوس دیکھا اور نہ اس قدر ہجوم جو کسی شاندار انسان کے استقبال کے لئے اکٹھا ہوا ہو۔

حضرت مفتی اعظم ہند کا یہ تیسرا حج ہے۔ اور یہ ہندوستان کے دوسرے انسان ہیں جو بغیر فوٹو کے پاسپورٹ پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔اور ہند کے یہ پہلے وہ انسان ہیں جو اس طرح آن وبان اور شان وشوکت کے ساتھ ہند سے بطحا تشریف لے گئے ہیں۔

یہ بھی اس عظیم انسان کی عظیم کرامت ہے کہ عمر کے آخری حصے میں یہ حج نصیب ہوا تو "حج اکبر" ملا۔

کتنے خوش نصیب ہیں ہمارے آقا جس کا دل ایک لمحہ بھی ذکر عظمت خدا اور ذکر حبیبِ خدا سے خالی نہیں رہتا اور جب بے کلی اس قدر بڑھی کہ ایک پل چین نہ آیا تو انہیں اذکار کے ساتھ خود بہ نفس نفیس خانۂ خدا اور شہر محبوب کی طرف بڑھ چلے۔ پلکوں سے چومتے اور آنکھوں سے لگانے کے لئے۔

اب ہمیں انتظار ہے اس مبارک گھڑی کا جب ہمارے آقا دربار

آقا سے لوٹیں گے۔ ظفریاب وسرفراز ہوکر اور ہمارے لئے تمام سنی مسلمانوں کے لئے لائیں گے نوری تحفہ وسوغات۔ خاکدان گیتی کی راجدھانی کے فیوض وبرکات۔ ہمارے دکھوں کا مداوا۔ دلوں کا سکون، وہاں سے لے کر آئیں گے ہماری مغفرت وبخشش کا سامان، دربارنور سے نوری آئیں گے اور ہم مسلمانوں کو بھی نہائیں گے اس نور کی برکھا سے تاکہ ہمارے گناہ دھل جائیں اور ہمیں حاصل ہو پاکیزگی نفس وقلب۔

یوں تو ہر مومن کی آرزو یہی ہوتی ہے کہ کوچۂ محبوب ہی میں پڑا رہے اور عمر عزیز گذار کر وہیں جان عزیز نچھاور کردے اور بے شک ہمارے سرکار کی بھی یہی تمنا ہے مگر ہم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنے غلاموں کے لئے ہمارے آقا کو ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ وہ ہمیں اس سرکار کی باتیں بتائیں اور اس کی محبت وعظمت ہمارے دلوں میں بھر دیں۔

اس سرکار کے دربار سے پائے ہوئے برکات کے طفیل ہم مسلمان بھی نیاز حاصل کرسکیں۔ ہم گنہگار اس لائق کہاں کہ اس نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک کے کوندتے ہوئے کرن کا ایک ذرہ ہی دیکھ سکیں۔ ہاں وہ اپنے نور کے صدقہ وطفیل میں ہمارے نوری کو نور عطا فرما کر بھیجیں تاکہ ہم بدنصیب بھی اس نور سے فیضیاب ہولیں اور اپنی آنکھوں کو نوراور دلوں کو سرور بخش سکیں اور دل میں تڑپ پیدا ہو کہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی اپنی نوری بارگاہ میں حاضری کا موقع عطا فرمادیں۔[1]

---

[1] عبدالنعیم عزیزی، مولانا، ڈاکٹر، مفتی اعظم ہند اور حج اکبر، مضمون ماہنامہ نوری کرن، بریلی، ش ۱۳۷، ص ۱۴-۱۶ مجریہ مارچ ۱۹۷۱ء۔

ایک جگہ رقم طراز ہیں:

حضرت کے ساتھ جانے کے لئے ان کی اہلیہ محترمہ مادر اہل سنت، ایک عزیزہ .... ان کے نواسے جناب خالد علی خاں صاحب اور جامعہ رضویہ ''منظر اسلام'' کے ایک نوعمر افریقی طالب علم جناب عبد الہادی صاحب بھی گئے تھے۔

خالد علی صاحب کے پاسپورٹ اور ویزا کی منظوری کا سلسلہ دو سال سے التواء میں پڑا تھا لیکن جس وقت حضرت ممبئی پہنچے تو خالد علی صاحب کا پاسپورٹ ہاتھوں ہاتھ بن گیا۔ جو حضرت کی کرامت کا ایک ادنیٰ سا نمونہ تھا اور اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات تھی جناب عبد الہادی صاحب کو ویزا مل جانا۔ کیوں کہ وہ بریلی شریف سے بغیر کسی تیاری کے حضرت کے ساتھ عازم حج ہو گئے تھے اور ممبئی پہنچ کر ویزا کے لئے کوشش کرنے لگے تھے۔ ہر کوئی اس نوعمر طالب علم کی دیوانگی پر ہنس رہا تھا کہ جہاز کی روانگی سے ڈیڑھ دو روز پہلے اسے ویزا کیسے مل سکے گا۔ لیکن حضرت کے اس فدائی اور عقیدت مند کو یقین کامل تھا کہ اس کا ویزا ضرور بنے گا اور وہ اپنے مرشد کے ساتھ حج وزیارت دربار شہ دوسرا سے ضرور مشرف ہوگا۔ کیوں کہ بریلی شریف سے چلتے وقت جب اس نے اپنے مرشد برحق ولی کامل حضرت مفتی اعظم ہند سے اجازت لی تھی تو انھوں نے فرما دیا تھا:

چلو اللہ تمہاری آرزو ضرور پوری کرے گا۔

آخر وہی ہوا جو حضرت مفتی اعظم ہند کے اس غلام کی خواہش تھی۔ ویزا مل گیا اور سب حیرت زدہ ہو گئے۔.......

جہاز کے کپتان نے حضرت اور ان کے ساتھیوں کے لئے ہر طرح

کی سہولت مہیا کردی تھیں۔ جہاز میں یہ لوگ باقاعدہ پانچوں وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتے تھے۔

جہاز کا چیف انجینئر جو کہ مسلمان تھا حضرت سے اس قدر متاثر ہوا کہ ان (حضرت مفتی اعظم) کی حج سے واپسی پر بمبئی میں ان سے مرید ہوگیا۔

ٹیکہ سے مستثنیٰ:

ابھی جدہ پہنچنے میں دو دن باقی تھے۔ یہاں پر تمام مسافروں کو چیچک کا ٹیکہ لگوانا ضروری تھا اور اس سے قبل ''مظفری جہاز'' کو اسی لئے روک دیا گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا:

میں ٹیکہ ہرگز نہیں لگواؤں گا اور مسلمانوں کو اس طرح کی کوئی بیماری چھوتی بھی نہیں۔ نہ ان میں یہ بیماری پھیلتی ہے۔

بالآخر عیسائی میڈیکل آفیسر نے حضرت کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے ٹیکہ لگانے سے منع کردیا۔ جب حضرت کا جہاز جدہ پہنچ گیا تو تمام لوگوں نے حضرت سے یہ درخواست کی کہ حضور دعا فرمادیں ''مظفری جہاز'' بھی یہاں تک سلامت پہنچ جائے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور'' مظفری جہاز'' بھی دو روز کے بعد صحیح وسلامت پہنچ گیا۔[1]

☆☆☆☆☆

---

[1] (الف) عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر، مفتی اعظم ہند، ص ۱۲۰-۱۲۲، مطبوعہ بریلی، ملخصاً۔
(ب) عبدالوحید بیگ، مرزا، حیات مفتی اعظم حصہ اول، ص ۲۲۶، مطبوعہ بریلی۔

عروس البحر جدہ:

جدہ بحر احمر کے کنارے سعودی حکومت کی عظیم الشان بندرگاہ ہے جو کئی کلومیٹر وسیع ہے۔ یہاں کا انٹرنیشنل ایئر پورٹ بھی بہت شاندار ہے۔ جدہ ایک نہایت وسیع وخوبصورت کاروباری شہر کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ دنیا بھر کی تجارتی کمپنیوں کے دفاتر اور ہر قوم کے لوگ یہاں بڑی مقدار میں آباد ہیں۔ آبادی کا دامن بہت دور تک پھیلا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کو (امیر المومنین) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایرانی تاجروں نے بسایا تھا۔ سارے انسانوں کی ماں (حضرت) حوا علیہا السلام کا مزار مبارک یہیں ہے۔ جس پر عقیدت کیش امراء نے قبہ تعمیر کیا تھا۔ مگر آج کے حجاز میں خود اہل جدہ بھی نہیں جانتے کہ حضرت حوا کا مزار کہاں ہے؟۔

جدہ پندرہویں صدی عیسوی میں ہندوستان اور مصر کے مابین تجارتی مرکز کے لحاظ سے مشہور ہوا۔ اور اس وقت جدہ سعودیہ کی عظیم ترین بندرگاہ ہے۔ ہندو پاک کے حجاج کے بحری جہاز یہیں لنگر انداز ہوتے ہیں۔ جدہ کا فاصلہ سعودی دارالحکومت ریاض سے ۱۰۴۰ کلو میٹر ہے۔ جدہ سے مکۂ مکرمہ ۷۵ کلومیٹر اور مدینۂ منورہ ۳۹۰ کلومیٹر دور ہے۔ اہل عرب موجودہ جدہ کے حسن وزیبائش کی وجہ سے اسے "عروس البحر" کا لقب دیتے ہیں۔ جدہ کا انٹرنیشنل ایئر پورٹ ایک سو پچاس ہیکٹر پر بنا ہوا ہے۔ اسے ایک سو ساٹھ میٹر لمبے باغ کے ذریعہ دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ خاص ایامِ حج میں استعمال کیا جانے والا حصہ فلک نما خیموں کی طرح بنا ہے۔ جن کی تعداد ۳۱۰ ہے۔ یقیناً یہ جگہ دنیا کی عظیم ترین خیمہ گاہ ہے۔ یہ خیمے فیر گلاس ڈھال کر بنائے گئے ہیں۔ جو پانچ لاکھ دس ہزار مربع میٹر زمین تک پھیلے ہوئے ہیں۔......... وزارت حج اوقاف کے دفاتر، دیگر ضروری آفس، وضو، نماز کی جگہیں، بینکوں کے دفاتر اور انٹرنیشنل ایئر لائنوں کے دفاتر موجود ہیں۔ جدہ میں ایئر پورٹ کے تین حصے

ہیں۔ایک غیر ملکی فلائٹوں کے لئے۔دوسرا صرف سعودی ایئر لائن کے لئے۔تیسرا ایئر پورٹ محض دنیا کی سیاسی شخصیات، شاہی خاندان اور شاہی مہمانوں کے لئے ہے۔[1]

جدہ میں استقبال:

حضرت مفتی اعظم بحری جہاز سے جدہ پہنچے تھے۔جدہ میں آپ کے استقبال کے لئے ہندوستانی سفارت خانہ کے افسران پہلے سے موجود تھے۔انھوں نے حضرت کا والہانہ استقبال نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ کیا۔دوسرے روز حضرت کے استقبال وملاقات کے لئے مدینہ منورہ سے قطب مدینہ، خلیفہ اعلیٰ حضرت، تلمیذ محدث سورتی، شیخ الاسلام علامہ محمد ضیاء الدین مدنی رضوی تشریف لائے اور حضرت کا شایانِ شان استقبال کیا۔پاکستانی حضرات نے بھی حضرت کا نہایت تعظیم وتکریم سے استقبال کیا۔

> جدہ میں حضرت کے استقبال کے لئے ہندوستانی سفارت خانہ کے چند افسران آئے اور انھوں نے حضرت کی بڑی تکریم وتعظیم کی۔
>
> حضرت جدہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور دوسرے روز صبح پھر جدہ واپس آگئے۔جدہ میں ہندوستانی سفارت خانہ کے سکریٹری نے حضرت کو دعوت دی۔دوسرے روز حضرت کے استقبال کے لئے مدینہ منورہ سے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اپنی فیملی کے ساتھ جدہ تشریف لائے۔پاکستانی حضرات نے بھی نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ حضرت کا استقبال کیا اور اصرار کیا کہ حج کے بعد حضور پاکستان تشریف لے جائیں۔وہ لوگ حضرت کو پاکستان لیجانے کے لئے ہوائی جہاز سے پاکستان گئے تاکہ تمام انتظامات مکمل کرلیں۔لیکن ان کی

---

[1] بدر القادری، مولانا، جادہ ومنزل، ص ۳۰-۳۱، مطبوعہ اعظم گڑھ ملخصاً۔

واپسی پر حضرت نے پاکستان جانے سے انکار کر دیا کیوں کہ دونوں ملکوں کے تعلقات اچھے نہ تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت کے ساتھیوں کا پاکستان جانے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔

جدہ میں حضرت کا قیام قریب ایک ہفتہ تک رہا اور پھر مکہ معظّمہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت نے مکہ معظّمہ میں ''میمن رباط'' میں قیام کیا جس کا انتظام ان کے لئے ممبئی کے مریدین نے کیا تھا۔[1]

مکہ مکرمہ میں حاضری:

(مکہ) یہ وہ شہر مقدس ہے جہاں بڑے بڑے ظالموں اور جابروں کے سر جھکتے ہیں، جہاں آٹھوں پہر بادۂ توحید کے سرشاروں کا پروانہ وار طواف جاری رہتا ہے۔

قلبی و روحانی نجاست میں لت پت لوگوں کا یہاں داخلہ رب کائنات نے ممنوع قرار دے دیا۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوْا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا [2]	مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔

یہاں ''مسجد حرام'' سے پورا حرم محترم مراد ہے۔

فرش گیتی بچھانے سے دو ہزار سال پہلے خالقِ ارض وسما نے مکۂ مکرمہ کو سطح آب پر پانی کے جھاگ کی شکل میں ظاہر فرمایا۔ پھر اسی کے نیچے اپنی قدرت سے پوری زمین تخلیق فرمادی۔ مکۂ مکرمہ زمین کے وسط میں واقع ہے اور یہ نافِ زمین ہے۔ اس بنیاد پر

---

[1] عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر، مفتی اعظم ہند، ص ۱۲۲-۱۲۳، مطبوعہ بار پنجم مرادآباد۔

[2] پ ۱۰، ع ۱۰، سورۂ توبہ، آیت ۲۸۔

اسے ''ام القریٰ'' کہا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ ''بیت المعمور'' کا سایہ ہے۔ [1]

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ [2] سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا۔

مولائے کائنات علی مرتضٰی فرماتے ہیں:

سب سے پہلا گھر بیت اللہ ہے۔ جو مکہ میں ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا اس سے پہلے قوم ہود اور قوم نوح نے اپنے رہنے کے لئے مکانات نہیں بنائے تھے؟ آپ نے فرمایا: برکت اور ہدایت کے لحاظ سے پہلا گھر بیت اللہ شریف ہے۔ [3]

رب حکیم نے اپنے مقدس گھر کے لئے ایسے شہر کا انتخاب فرمایا جو روئے زمین کا ہر لحاظ سے وسط ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف برطانیکا میں ''مکہ'' کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

حدود شہر مکہ اندازاً ایک ہیرے کی شکل میں ہے۔ اس کا طول اشماس سے بازان تک ۲۵ میل ہے۔ جب کہ تنعیم (جو جدہ روڈ پر واقع ہے) سے باب اقصٰی (جو مسفلہ کی جانب یمن روڈ پر ہے) تک بارہ میل ہے۔ اور اشماس (مقام حدیبیہ) شہر سے مغرب میں چودہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ [4]

مکہ مکرمہ شہر جلال و جبروت ہے گنہگاروں کے آلودہ دامن یہاں کے پر جلال موسم میں پہنچ کر صاف ہو جاتے ہیں۔ علامہ رفعت پاشا مصری مکہ مکرمہ کے موسم کے بابت لکھتے ہیں:

آب و ہوا گرم خشک ہے۔ جنوری میں درجۂ حرارت ۱۸ ڈگری

---

[1] محمد فخر الدین رازی، امام، تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۶ و ۹۔

[2] پ ۴، ع ۱، سورۂ آل عمران، آیت ۹۶۔

[3] تفسیر ابن جریر، ج ۴، ص ۶۔

[4] بدر القادری، مولانا، جادہ و منزل ص ۳۷، بحوالہ انسائیکلو پیڈیا آف برطانیکا، ج ۱۵، ص ۳۰۔

سینٹی گریڈ۔ فروری میں ۲۰ ڈگری سینٹی گریڈ۔ مارچ میں ۲۳ ڈگری سینٹی گریڈ۔ اپریل میں ۲۴۔ مئی میں ۲۷۔ جون و جولائی میں ۲۹۔ اگست میں ۳۰۔ اکتوبر میں ۲۵۔ نومبر میں ۲۴۔ دسمبر میں ۲۰۔ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ تک ہوتا ہے۔ [۱]

اے ارضِ مقدس تیری کرامتِ شان خدا کے برگزیدہ پیغمبر ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے:

جس نے مکۂ مکرمہ کی گرمی ایک ساعت بھی برداشت کر لی اللہ تعالیٰ اس سے آتشِ جہنم ایک سو سال کی مسافت کے برابر دور فرما دیتا ہے۔ [۲]

جو مکۂ مکرمہ میں ایک روز بیمار ہو جائے اور اس سے روزانہ کے معمولات ادا نہ ہو سکیں تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کو اس دن کے اعمال کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ مزید سات سال کے اعمال حسنہ کا بھی اجر مرحمت فرماتا ہے۔ [۳]

مرحبا نکہت ریاضِ خلیل:

علماء فرماتے ہیں اس شہرِ معظم میں ہر روز باغ جناں کی ہوا کے جھونکے اور خوشبو آتی ہے۔ اسی شہر شریف میں شراب الابرار زمزم اور مصلیٰ اخیار حطیم ہے۔ روزِ محشر انبیاء صدیقین اور اخیار و ابرار مرد و زن یہاں سے اٹھاتے جائیں گے۔

---

[۱] بدر القادری، مولانا، جادہ و منزل ص ۳۷، بحوالہ مرآۃ الحرمین، ج ۱، ص ۱۴۱۔ مطبوعہ ۱۹۷۰ء۔

[۲] بدر القادری، مولانا، جادہ و منزل ص ۳۷، بحوالہ اعلام الاعلام ص ۲۲۔

[۳] بدر القادری، مولانا، جادہ و منزل ص ۳۷، بحوالہ جامع صغیر عن سعید بن جبیر ج ۲، ص ۲۴۔

نیز فرماتے ہیں:

خالق ارض وسماء نے ذریت آدم علیہ السلام میں انبیاء علیہم السلام کو منتخب فرمایا۔ ان میں سے رسولوں کو منتخب فرمایا۔ (جن کا ذکر سورۂ شوریٰ اور سورۂ احزاب میں ہوا) پھر ان میں سے اپنے خلیل وحبیب کو منتخب فرمایا پھر ان دونوں کے لئے بزرگی والی جگہ ''مکۂ مکرمہ'' کو منتخب فرمایا۔ جہاں حج ہوتا ہے۔ جہاں لوگ لباس عجز وانکسار کے ساتھ ''احرام'' پہن کر داخل ہوتے ہیں۔[1]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ ایک ہفتہ جدہ میں قیام کرنے کے بعد مع رفقاء مکۂ مکرمہ پہنچے۔ وہاں آپ کا قیام ایامِ حج تک میمن رباط میں رہا۔[2]

مکۂ مکرمہ کے قیام کے دوران آپ کے شب وروز نہایت فرحت وانبساط کے ساتھ فرائض و واجبات، سنن ونوافل کی ادئیگی، عمرہ و طواف، اذکار ومعمولات وزیارات، تلاوتِ قرآنِ کریم، تکبیر وتہلیل اور دعا ومناجات میں گزرے۔ اسی درمیان مکۂ معظمہ، مدینۂ منورہ اور دیگر بلاد وامصار سے آئے ہوئے صحیح العقیدہ مقتدر علماء کرام، فقہاء عظام، مشائخ ذوی الاحترام اور سادات کبار سے ملاقاتیں اور علمی و روحانی مذاکرات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔[3]

حضرت مولانا محمود احمد رفاقتی مکہ مکرمہ کے شب وروز کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

---

[1] بدرالقادری، مولانا، جادہ ومنزل ص ۴۱-۴۲ مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارکپور۔

[2] عبدالوحید بیگ، مرزا، حیات مفتی اعظم حصہ اول، ص ۲۲۶، مطبوعہ بریلی۔

[3] بروایت حضرت مولانا خالد علی خاں صاحب رضوی نوری، خلیفہ ونواسۂ حضور مفتی اعظم، شریک سفر حج۔

۱۹۷۱ء کے دسمبر میں حضرت والا مفتی اعظم علیہ الرحمہ حج و زیارت کے عزم و ارادہ سے مکہ معظّمہ حاضر ہوئے اور میمن رباط محلّہ جبار میں اپنے مختصر سے اہل خاندان کے ساتھ آ کر ٹھہرے، بندہ بھی اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت گزاری کی برکتوں کے وسیلے سے میمن رباط میں مقیم تھا اوپر کی منزل کے ایک گوشے میں حضرتِ والدہ ماجدہ کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا، دوسرے گوشے میں حضرت مفتی اعظم جلوہ افروز تھے۔ نیچے کے حصہ میں حضرت والا مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ جنھیں ''حضرت چھوٹی بی صاحبہ'' کہا جاتا تھا، تشریف فرما تھیں۔ مجھے چونکہ حضرت سیدی الکریم مفتی اعظم کی خدمت بابرکت و رحمت میں خاندانی اور ذاتی حیثیت سے باریابی کا شرف حاصل تھا اس لئے صبح کے اوقات میں جب کہ حضرت والا تن تنہا ہوتے، یہ بندۂ گنہگار خدمت میں حاضر ہو جاتا اور قدموں کو ادب کے ہاتھوں سے چوم کر بیٹھ جاتا، اور ان قدموں کو اپنی طرف کر کے خدمت گزار ہو جاتا، اس طرف میری یہ جسارت و جرأت ہوتی، تو اس طرف کا مہر و کرم کا یہ حال ہوتا کہ جب نظر اٹھاتا حضرت والا کے لبوں پر دل نواز مسکراہٹ دیکھتا، اس دوران بندہ بہت بے باکانہ گفتگو کرتا جسے حضور والا غور سے سنتے مگر اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ اس میں جرأت و گستاخی اور بے ادبی کا بھی دخل تھا، ایسا ہر گز نہ تھا۔ حضرت والا سیدی الکریم مفتی اعظم علیہ الرحمہ بھی مہر و کرم کی باتوں کی بارش فرماتے، جس کا عام حالات میں ظہور ممکن نہ تھا اور نہ حضرتِ والا کے عام حالات میں اس کا گزر تھا۔ یہ کفش بردار اور خاک روب در، کبھی کبھار ظہر کی نماز کے بعد حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر

ہوتا اور ساتھ میں صدری کی جیب میں تیل کی شیشی رکھ لیتا، حاضری کے وقت سلام عرض کر کے آہستہ سے حضرت کے عقب میں کھڑا ہو کر سرِ مبارک سے آہستہ انگلیوں سے ٹوپی اتار کر رکھ دیتا اور سر مبارک میں تیل کو جذب کرنے لگتا، جب ظہر بعد حاضری ہوتی تو حضرتِ والا سمجھ جاتے کہ ابھی سر میں تیل جذب کروں گا۔ یہ تو بہر حال ہوتا کہ نظر کرم زیر لب تبسم کے ساتھ مجھ پر پڑتی۔

حضرت والا سیدی الکریم مفتی اعظم قبلہ گاہی علیہ الرحمہ تقویٰ اور احتیاط کے پیکر تھے، نمازوں کی جماعت اکثر و بیشتر میمن رباط کی سب سے آخری چھت پر ہوا کرتی تھی۔ میری اکثر ان جماعتوں میں شرکت معمول تھا، مگر اس وقت جا کر جماعت میں جا کر شامل ہوتا جب پہلی رکعت اپنے آخری مرحلہ میں ہوتی تھی، بندہ گنہگار نے یہ تو کبھی نہ دیکھا کہ:

جماعت کرانے والے نے جماعت کرائی اور حضرت والا نے کوئی مسئلہ بتا کر دوبارہ نماز پڑھانے کا امر نہ فرمایا ہو۔

مجھے یہ بہ خوبی اندازہ تھا، کہ اگر میں حاضر رہوں گا تو مجھے ہی جماعت پڑھانے کا حکم فرمائیں گے، کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ چند افراد ہیں مگر ظاہر امامت کرانے کے شرائط ان میں موجود نہ پاتے، تو نیچے آدمی بھیج کر طلب فرماتے اور امامت کے لئے حکم فرماتے۔ حضرت والا کے علم میں یہ بات بھی تھی کہ بندہ حفظ قرآن مجید کی دولت سے سرفراز ہے اور تلاوت کا حق بھی ادا کرتا ہے۔ میمن رباط میں تلاوت کی آواز حضرت کے کانوں میں پڑتی تھی، حکم کی تعمیل میں مصلیٰ پر کھڑا تو ضرور ہو جاتا مگر ڈرتا بھی ضرور تھا، بہ طور تحدیث نعمت عرض کرتا ہوں کہ:

الحمدللہ ایسا کبھی بھی نہ ہوا کہ حضرت والا نے فرمایا ہو کہ جماعت پھر سے کرائیں۔

حضرت والا سیدی الکریم مفتی اعظم قبلہ گاہی کی عمر گرامی اس وقت اسی (۸۰) برسوں سے متجاوز تھی مگر اس حال میں بھی ان مقامات عالیات کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے، جن کا انتساب حضرت نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے، ایک دن دو پہر کے قریب دیکھا کہ حضرت واپس ہو رہے ہیں اور چند افراد ہمراہ ہیں، معلوم ہوا حضرت والا غار حرا کی زیارتوں سے سرفراز ہو کر اور نفل ادا کر کے واپس ہو رہے ہیں۔ اس وقت دل نے کہا کہ تو بھی ان کی اقتدا کر۔

میمن رباط محلہ جبار مکہ مکرمہ میں ہندوستان و پاکستان اور بنگلہ دیش کے حضرات اکثر حاضر ہوا کرتے، کسی خاص فرد کی حاضری ہوتی اور مجھے ان کا نام اور حال معلوم ہوتا تو دید و ملاقات کے لئے پہنچتا، ایک دن خلافِ معمول حضرت والا علیہ الرحمہ کے حجرہ سے زور زور سے باتوں کی آواز سنائی پڑی، اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر حاضر ہو گیا۔ یہاں دیکھا کہ چند حضرات عمروں کی تقریباً چھ دہائیاں گزارے ہوئے مصروف کلام ہیں اور کچھ کاٹھیاواڑی ہیں اور کچھ کاٹھیاواڑ سے جا کر پاکستان بس جانے والے ہیں۔ موجودہ لوگوں کے علم میں یہ معلومات بابید وشاید ہوں گی، کاٹھیاواڑ میں میمن جماعت کا غلبہ ہے اور اکثر وہ جماعتی حیثیت سے مسلم لیگ کے حامی تھے اور طبقہ علماء کلیتہً آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے بانی و ناظم صدر الافاضل، فخر الاماثل، امام اہل سنت، عارف باللہ مولانا حکیم نعیم الدین مراد آبادی سے شرف تلمذ سے سرفراز تھا۔ محقق و

مدقق عالم، مفسر جلیل محدیث کبیر حضرت مولانا الحاج احمد یار خاں صاحب نعیمی اشرفی بدایونی علیہ الرحمہ مدرسہ مسکینیہ دھوراجی، کاٹھیاواڑ میں شیخ و صدر المدرسین تھے اور میمن حضرات کا ایک مختصر طبقہ اپنے متعمد علیہ چند سنی علماء کے زیر اثر حامیانِ آل انڈیا سنی کانفرنس کو زمرۂ گم راہان میں شمار کرتا تھا۔ اور بندہ کو اچھی طرح یہ معلوم تھا کہ حضرت سیدی مفتی اعظم علیہ الرحمہ یوپی سنی کانفرنس کے صدر رہ چکے تھے، یہ بے موقع گفتگو کاٹھیاواڑی لوگ اپنے ہم وطن پاکستانی حضرات سے کر رہے تھے اور ان کی زبانیں بے لگام تھیں۔ بندہ نے پہلے تو ان بوڑھوں کو معتدل آواز میں بات کرنے کے لئے کہا، پھر اس کے بعد گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے ان کاٹھیاواڑیوں کا ایسا تعاقب کیا کہ ناراض ہو کر چلے گئے۔[1]

مکہ سے منیٰ:

حضرت مفتی اعظم ۸رذی الحجہ ۱۳۹۱ھ کو مکۂ مکرمہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوئے۔ منیٰ مکۂ معظّمہ سے صرف ۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مکۂ معظّمہ کی آبادی بڑھ کر منیٰ سے مل گئی ہے۔ مسجد خیف شریف کے گرد دونوں طرف حد نظر تک خیمے نصب ہوتے ہیں۔ نماز ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر یہاں پڑھنا ہوتی ہے۔ سواریوں سے آنے والے حجاج کرام گرمی اور بھیڑ کی وجہ سے کافی پریشان ہوتے ہیں۔ پیدل آنے والے سہولت میں رہتے ہیں۔ یہ رات جو منیٰ میں بسر کی جاتی ہے نہایت اہم، قبولیت دعا کی رات ہے۔ حضرت مفتی اعظم نے منیٰ پہنچ کر پوری شب عبادت و ریاضت، ذکر و فکر اور معمولات و دعا میں گزاری۔

---

[1] محمود احمد رفاقتی، مولانا، مفتی اعظم کے آخری سفر حج و زیارت کے کچھ روح پرور واقعات و مشاہدات مضمون مشمولہ جہان مفتی اعظم، ص ۱۰۸۱-۱۰۸۲، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

عرفات میں عالمِ وجد:

حضرت مفتی اعظم ایام حج کے آنے پر ارکانِ حج کی ادائیگی کے لئے منیٰ پہنچے۔ پھر وہاں سے عرفات پہنچے۔ پھر وہاں سے عرفات پہنچ کر وقوف عرفہ کیا۔ میدانِ عرفات میں حضرت مفتی اعظم کے مرید حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب قصیدۂ بردہ شریف پڑھ رہے تھے۔

قصیدہ بردہ شریف:

۱ محمد سید الکونین والثقلین	والفریقین من عرب ومن عجمِ
۲ نبینا الآمر الناھی فلااحد	ابرفی قول لامنہ ولانعمِ
۳ دعاالی اللّٰہ فالمستمسکون بہ	مستمسکون بحبل غیر منفصمِ
٤ فاق النبیین فی خلق وفی خلق	ولم یدانوہ فی علم ولاکرمِ
٥ وکلھم من رسول اللّٰہ ملتمس	عرفامن البحرا ورشفامن الدیمِ
٦ وواقفون لدیہ عند حدھمِ	من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکمِ
۷ فھو الذی تمّ معناہ وصورتہ	ثم اصطفاہ حبیبا بارئ النسمِ
۸ دع ماادعتہ النصاری فی نبیھم	واحکم بماشئت مد حافیہ واحتکمِ
۹ فانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف	وانسب الی قدرہ ماشئت من عظمِ
۱۰ منزہ عن شریک فی محاسنہ	فجوھر الحسن فیہ غیر منقسمِ
۱۱ فان فضل رسول اللّٰہ لیس لہ	حد فیعرب عنہ ناطق بفمِ
۱۲ اعی الوریٰ فھم معناہ فلیس یریٰ	للقرب والبعدمنہ غیر منفحمِ
۱۳ کالشمس تظھر للعینین من بعد	صغیرۃًوتکل الطرف من اممِ
١٤ وکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہٗ	قوم نیام تسلوا عنہ بالحلمِ
۱٥ فمبلغ العلم فیہ انہ بشر	وانہ خیر خلق اللہ کلھمِ

۱۶ وکل ای اتی الرسل الکرام بھا	فانما اتصلت من نورہ بھم
۱۷ فانہ شمس فضل ھم کواکبھا	یظھرن انوار ھا للناس فی الظلم
۱۸ کانہ وھو فرد فی جلالتہ	فی عسکر حین تلقاہ وفی حشم
۱۹ کانما اللؤ لؤا لمکنون فی صدف	من معدنی منطق منہ ومبتسم
۲۰ جاء ت لدعوتہ الاشجار ساجدۃ	تمشی الیہ علی ساق بلا قدم

(حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے قصیدہ بردہ شریف کے مذکورہ بالا اشعار مولانا محمد ناجی حلوی بن شیخ محمود ابی صالح۔ (۲) مولانا محمد ابراہیم سعد اللہ مدنی۔ (۳) مولانا ارشد الدین بن عبد الغفور مدنی کی اسنادواجازات میں تحریر فرمائے ہیں۔ تفصیل اسنادواجازات کے باب میں ملاحظہ ہو۔)

حضرت مفتی اعظم عالم وجد میں آگئے وہ انگلی گھماتے جاتے تھے آنکھیں اشکوں کے موتی لٹاتی جارہی تھیں اور چہرے پر جلال برس رہا تھا۔ رخ انور کی تابانی کا یہ عالم تھا کہ نظریں نہ ٹھہرتی تھیں۔ آفتاب ولایت سے نگاہیں ملانا محال تھا۔[۱]

عرفات سے مزدلفہ:

حضرت مفتی اعظم عرفات سے مزدلفہ پہنچے وہاں کنکریاں جمع کیں۔ ایک شب قیام فرما کر منیٰ پہنچے وہاں شیطان کے کنکریاں ماریں، طواف کیا اور قربانیاں کیں۔

---

[۱] (الف) بروایت حضرت مولانا خالد علی خاں، رضوی، نوری، خلیفہ ونواسہ حضرت مفتی اعظم، قدس سرہما۔
(ب) عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر، مفتی اعظم ہند، ص۱۲۲-۱۲۳، مطبوعہ مرادآباد بار پنجم۔

غارِثور:

حضرت مفتی اعظم حج کے بعد غارِثور تشریف لے گئے۔ غارِثور ایک ایسا پہاڑ ہے۔ جسے ایک صحت مند جوان تین گھنٹے میں طے کرتا ہے۔ حضرت کے ساتھ چند نوجوان بھی تھے۔ جو اس پہاڑ کی ہیبت سے لرزاں تھے لیکن حضرت بالکل کسی نوجوان کی طرح چڑھائی کر رہے تھے۔ ادھر سے واپس اُترنے والے حضرت کا پر جلال و جمال اور مقدس نورانی چہرہ کو دیکھ کر ٹھہر جاتے اور ان کی دست بوسی کرتے انھیں پانی پلاتے اور پھل پیش کرتے۔

حضرت نے بغیر کسی کا سہارا لئے صرف چھڑی کے سہارے پوری چڑھائی لگ بھگ ڈھائی گھنٹہ میں طے کی۔

اوپر پہنچ کر حضرت اپنے ساتھیوں کے ساتھ غارِثور میں داخل ہوئے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے بعد دعا کی اور واپس لوٹے۔

غارِثور سے واپس لوٹنے کے بعد حضرت جب میمن رباط کی دوسری منزل پر اپنے کمرے میں جانے کے لئے سیڑھیاں چڑھنے لگے تو چھ سیڑھی چڑھنے کے بعد فرمایا تھک گیا۔ اس پر ایک صاحب نے فرمایا حضور غارِثور کی چڑھائی کے وقت آپ نے تھکن کا احساس تک نہ کیا۔ پھر یہاں کیسے تھک گئے۔ اس پر حضرت نے فرمایا: ”وہ مقام اور تھا یہ اور ہے۔“

غارِحراء:

حضرت مفتی اعظم غارِثور کے بعد غارِحراء کی زیارت کو تشریف

لے گئے۔ جس کی چڑھائی تقریباً دو گھنٹے کی ہے۔ غارِ حراء کی چڑھائی میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اگر آدمی اوپر چڑھتے وقت یہ کہہ دے ''اُف تھک گیا۔'' اور پھر اوپر دیکھے تو پھر وہ اس پر پہنچ نہیں سکتا۔ لاکھ کوشش کیوں نہ کر ڈالے حضرت اس کی چڑھائی کو بھی بڑے آرام و اطمینان کے ساتھ طے کرتے رہے۔ تقریباً نصف منزل پر چند اُترنے والے لوگوں نے سلام کیا۔ حضرت نے صرف ''وعلیکم'' کہا۔ اس پر عبد الہادی صاحب افریقی نے پوچھا۔ حضور آپ نے ایسا جواب کس وجہ سے دیا؟۔ حضرت نے فرمایا: یہ رافضی ہے۔ اس پر لوگوں نے پوچھا حضور کیسے معلوم ہوا؟۔ حضرت نے فرمایا: انھوں نے بجائے ''السلام علیکم'' کے ''سلام علیکم'' کہا تھا۔ اور رافضی اسی طرح سلام کرتے ہیں۔

اللہ رے سوجھ بوجھ۔ دسیوں حضرات ساتھ تھے۔ مگر کسی نے اس پر توجہ نہ دی مگر سرکار نے اس باریکی کو گرفت میں لے لیا۔ کیوں نہ ہو، مفتی اعظم اور روشن ضمیر جو ٹھہرے وہاں پہنچ کر ''غارِ حراء'' کے قریب حضرت نے صافہ اُتارا اور زمین پر رکھ دیا۔ جبہ اُتارا، صدری اُتاری، کرتہ اُتارا اور سب زمین پر رکھتے رہے لوگ حیرت زدہ تھے ماجرہ کیا ہے۔ کیا حضور کو گرمی محسوس ہو رہی ہے۔ ابھی لوگوں کی حیرت دور بھی نہ ہوئی تھی کہ دیکھا حضرت اسی عالم میں غار کے دروازے پر درود جمعہ پڑھ رہے ہیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔ حضرت درود شریف پڑھتے ہوئے تنہا غار کے اندر گئے اور زمین پر بیٹھ کر اپنے پورے جسم پر غار کی مٹی ملتے رہے۔ حوض چشم سے اشکوں کے پھوارے اُبلتے رہے اور ''غارِ حراء'' کی پاک و مقدس مٹی کے ذرات حضرت کے چہرے کو آفتاب کی تابانی عطا کرتے

رہے۔اس وقت جلال کا یہ عالم تھا کہ رُخ پر نگاہیں نہیں ٹھہرتی تھیں۔

غار کی مقدس مٹی کو بدن پر ملتے اور جبیں پر سجانے کے بعد حضور نے غار کے اندر نفل پڑھے اور باہر تشریف لا کر بقیہ (اتارا ہوا) لباس زیب تن کیا۔ بعد میں حضور کے خدام بھی اپنے مرشد کی اتباع میں اسی طرح غار میں داخل ہوئے۔

حضرت سید عبدالمعبود جیلانی کی زیارت:

غارِ حراء سے واپسی پر حضرت کو معلوم ہوا کہ سرکار غوث الاعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خاندان کے ایک بزرگ حضرت سیدنا پیر عبد المعبود الجیلانی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ جن کی عمر ایک سو چھیالیس (۱۴۶) سال کی ہے وہ مکہ معظمہ میں قیام فرما ہیں۔ حضرت اُن کی زیارت کو گئے اور اُن کے کمرے میں پہنچے تو انھوں نے حضرت کے استقبال کے لئے اُٹھنے کی کوشش کی۔ تب تک حضور لپک کر اُن کے قدموں پر گر پڑے۔ حضرت سید صاحب قبلہ نے فرمایا:

"صاحبزادے اگر میرے پیروں میں تکلیف نہ ہوتی تو آپ کے استقبال کے لئے ضرور کھڑا ہوتا۔

حضرت نے یہ کہہ کر کہ "ہم غلام ہیں۔" احتراماً ان کی مسند سے دور ہٹ کر عام لوگوں کی طرح بیٹھ گئے۔ اس پر سید صاحب قبلہ نے حضرت کو لپک کر بغل میں بٹھالیا۔

دوران گفتگو سید صاحب قبلہ نے فرمایا:

"میں نے بفضلہٖ تعالیٰ اسّی (۸۰) حج کئے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں صاحب سے بریلی میں ملاقات بھی کی ہے۔ اعلیٰ حضرت مجھ سے عمر میں تیس (۳۰) سال چھوٹے تھے اور یہ واقعہ آپ کی ولادت سے آٹھ سال قبل کا ہے۔

حضرت سید صاحب قبلہ نے سرکار اعلیٰ حضرت کی بے پناہ تعریف کی۔ اُن کے علمی و دینی کارناموں اور خدمات پر روشنی ڈالی اور اخیر میں فرمایا:

کیا اس محفل میں اعلیٰ حضرت کی وہ نعت شریف

''بخدا خدا کا یہی ہے درا'' کسی کو یاد ہے اگر یاد ہو تو پڑھیں۔

عبد الہادی صاحب افریقی و دوسرے لوگوں نے یہ نعت شریف ترنم کے ساتھ شروع کی۔ حضرت دو زانو بیٹھے سر جھکائے نعت سنتے رہے۔ اس نعت شریف کے بعد سید صاحب موصوف نے اپنی ایک نعت شریف عربی زبان میں سنائی۔ نعت شریف سنانے کے بعد حضرت سید صاحب موصوف نے فرمایا:

اب تک اسی (۸۰) حج کئے اور جب بھی حج کی نیت کر کے آتا ہوں اور مکہ معظمہ پہنچتا ہوں تو میرے سفید بالوں میں سے چند بال سیاہ ہو جاتے ہیں اور جب حج کر کے واپس لوٹتا ہوں تو وہ بال پھر سفید ہو جاتے ہیں۔

سید صاحب قبلہ نے اپنے واقعات و حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

نجدیوں کے رد کے سلسلہ میں میرے اوپر حکومت نجد نے تین بار سرخ چادر ڈالی کہ جس کا مطلب ہے کہ ان کا سر قلم کر دیا جائے مگر رب العزت نے اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں ہر بار مجھے محفوظ رکھا۔ اور نجدیوں سے میرا بال بیکا نہ کیا جاسکا۔

دوران گفتگو انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ:

مجھے زندہ درگور کردینے کے لئے تین بار قبر کھودی گئی۔ مگر رحمت خدا اور کرم شہ دوسرا پھر آڑے آئی اور میں محفوظ رہا۔

ان بزرگ سید صاحب کا آبائی وطن بغداد شریف ہے۔ مگر ترک وطن کر کے پاکستان کے کوہستانی خطہ گلگت میں آباد ہو گئے تھے۔

سید صاحب موصوف کے ترکِ وطن کے بارے میں حاضرین میں سے ایک صاحب نے سوال کیا۔ حضور آپ اپنے آبائی اور بغداد کی مقدس سرزمین چھوڑ کر گلگت میں کیوں آباد ہو گئے۔ جواب میں سید صاحب قبلہ نے فرمایا:

ہم اولاد غوث الوریٰ ہیں۔ مگر ہم نے ہی غوث اعظم کا نام بدنام کیا۔ لہٰذا غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے ان افعال واعمال کے ساتھ اس مقدس سرزمین پر رہیں۔

مکہ مکرمہ میں اکابرین ملت سے ملاقات:

مکہ معظّمہ میں حضرت مفتی اعظم ان علمائے کرام کی جستجو میں نکلے جنھوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے ان کے دوسرے حج وزیارت کے موقع پر ملاقات کی تھی۔ اُن اکابرین میں سے صرف تین باقی تھے جو حضرت سید یحییٰ عمان رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں تھے۔ حضرت سید یحییٰ عمان رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں جن سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فقہ پر استفادہ حاصل کیا تھا۔ وہ تینوں اکابرین تھے۔ (۱) حضرت سید امین قطبی صاحب۔ (۲) حضرت سید عباس علوی صاحب۔ (۳) حضرت سید محمد نور صاحب۔

پہلے دن حضرت نے حضرت سید عباس علوی صاحب کے یہاں

ملنے کی اطلاع کرائی اور پھر ان سے ملاقات کرنے گئے۔ سید صاحب موصوف نے حضرت کی بہت تعظیم وتکریم کی اور مسند پر بٹھا کر خود دوزانو ہوکر سرکار مفتی اعظم کے سامنے بیٹھ گئے۔ دونوں بزرگوں میں کافی دیر تک عربی میں گفتگو ہوتی رہی۔ بعد میں حضرت سید عباس علوی صاحب نے حضرت مفتی اعظم ہند سے خلافت کی اجازت حاصل کی۔

دوسرے روز حضرت نے اطلاع دیئے بغیر حضرت سید محمد امین صاحب سے ملاقات کی۔ اس وقت ان کے یہاں محفل میلاد پاک منعقد تھی۔ اندر اطلاع کرائی گئی تو سید صاحب ننگے پاؤں حضرت کے استقبال کو آئے۔ حضرت نے میلاد پاک کی محفل میں شرکت کی۔ بعد میلاد دونوں حضرات عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ سید محمد امین صاحب نے اعلیٰ حضرت کی بے پناہ تعریف کی اور ان کی یاد میں دیر تک آنسو بہاتے رہے۔ انھوں نے بھی حضرت سے خلافت کی اجازت مانگی۔

حضرت سید محمد نور صاحب کو حضرت مفتی اعظم کے مکہ شریف میں قیام کے بارے میں خود ہی معلوم ہوگیا تھا اور ارادہ تھا کہ میں خود حضرت کی خدمت میں ان کے قیام گاہ پر حاضر ہوں گا۔ لیکن اس کے باجود حضرت خود ان سے ملنے گھر پر گئے۔ حضرت جس وقت ان کے یہاں پہنچے وہ حضرت سے ملنے آنے کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ ان کو حضرت کے آنے کی اطلاع ملی تو اندر ہی سے اسمٰعیل جانی صاحب کو ڈانٹا اور لپک کر باہر آئے حضرت کی دست بوسی کی اور بڑی تعظیم وتکریم کے ساتھ اندر لے گئے اور حضرت سے معافی کے طلبگار ہوئے کہ آپ کو زحمت ہوئی۔

دوران گفتگو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نکلا تو سید محمد نور صاحب کی آواز بھرا گئی اور اشکوں کے موتی لٹاتے ہوئے تاجدار علم و فضل کو خراج عقیدت پیش کیا۔ انھوں نے دوبارہ حضرت سے گستاخی کی معافی چاہتے ہوئے خلافت کی اجازت چاہی تو حضرت رونے لگے اور فرمایا یہ سب اعلیٰ حضرت کا کرم ہے میں کس لائق ہوں۔ اخیر میں حضرت نے ان کو خلافت کی اجازت عطا کی۔[1]

عمرہ:

حضرت مفتی اعظم عمرہ میں روزانہ بعد نماز عشاء طواف کے لئے جاتے تھے، صفا و مروہ کی دوڑ میں، رمل میں باقاعدہ دوڑتے تھے۔ ہر کوئی اس بوڑھے کے جوانوں جیسے عمل پر حیرت زدہ تھا۔

محفل میلاد:

حضرت مفتی اعظم نے مکہ معظمہ میں (محفل) میلاد پاک منعقد کرائی اس موقع پر ایک پاکستانی بزرگ نے حاضر ہو کر حضرت کی قدم بوسی کی۔ ان کے انگوٹھے پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ اس کے بارے میں ان بزرگ صاحب نے یہ بتایا کہ ایک شب نصیب جاگا اور خواب میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ صبح بیدار ہوا تو انگوٹھے پر اسم رسالت لکھا پایا۔ تو آج تک ویسے ہی لکھا ہے۔[2]

☆☆☆☆☆

---

[1] عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر، مفتی اعظم ہند، ص ۱۲۳ - ۱۲۸، مطبوعہ مراد آباد، بار پنجم۔

[2] عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر، مفتی اعظم ہند، ص ۱۲۴، مطبوعہ مراد آباد، بار پنجم۔

مدینہ طیبہ کی حاضری

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی مدینہ منورہ میں حضرت مفتی اعظم کی حاضری کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھیں
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھیں

حضرت حج کی ادائیگی کے بعد بیت اللہ سے اللہ کے محبوب کے شہر کی جانب روانہ ہوئے حضرت شام ڈھلے مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوئے۔ مدینہ طیبہ کے چک پوسٹ پر پہنچے تو وہاں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب صاحبزادہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت کے استقبال کے لئے پہلے سے موجود تھے۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے بتایا کہ وہ فجر کے بعد سے اب تک یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔

سبھی حضرات جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو عبدالہادی صاحب افریقی نے سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' پڑھنا شروع کیا۔ شہر محبوب میں محبوب کو صلوٰۃ وسلام کی نذر پیش کی جارہی تھی اور غلامِ مصطفیٰ مصطفیٰ رضا خاں صاحب سلام کے ایک ایک مصرعہ پر سر عقیدت خم کرتے جارہے تھے اور وہ تصور محبوب میں اسقدر غرق تھے کہ خود کا ہوش نہ تھا۔

آخر جب حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولت کدے کے سامنے گاڑی رُکی اور سلام ختم ہوا تو حضرت عالم جذب سے باہر نکلے۔ ننانوے سالہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ حضرت کے استقبال کے لئے اپنے مکان کے دروازے پر کھڑے تھے۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

یہ دیوانۂ رسول دیارِ حبیب میں ہر ہر قدم پر درودوں کے لعل و گہر نذر کرتا ہوا پیادہ سر جھکائے نظریں نیچی کئے راستے طے کرتا تھا اور ہر روز بعد نماز فجر اور بعد نماز عشاء روضۂ انور پر حاضر ہوتا اور مواجہ شریف سے تین ہاتھ فاصلے پر کھڑے ہو کر سرِ عقیدت خم کئے نگاہیں جھکائے، دل میں عشق حبیب خدا کا جلوہ بسائے صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کرتا۔

مسجد نبوی میں حضرت الگ جماعت کرتے تھے، اس کی رپورٹ ایک ہندوستانی وہابی نے حکومت کو دے دی، پولس تحقیقات کو آئی۔ اس پر شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو ڈانٹا کہ یہ حرم ہے، یہاں اس طرح کی حرکت نہیں کرنی چاہئے تھی۔ بعد میں پولس بغیر کچھ کئے واپس چلی گئی۔

ایک شب کا واقعہ ہے کہ حضرت حرم شریف میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں مصروف تھے، حرم شریف بند ہونے کا وقت ہو چکا تھا، خدام سب کو باہر کر رہے تھے۔ ایک نے حضرت کو بھی ڈھکیلنا چاہا۔ اس پر عبدالہادی صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو حضرت نے منع فرمایا کہ یہ خادم حرم شریف ہیں ایسا مت کرو۔ اتنے میں خدام کا ہیڈ آ پہنچا اور اس نے حضرت سے معافی مانگی اور اس خادم کو بہت ڈانٹا اور کہا یہ شیخ ہے اسے پڑھنے دو اور جب یہ جائے تو صفائی وغیرہ کرو۔

ایک دن حضرت باب جبرئیل سے نکل کر حجرۂ فاطمہ پر پہنچے تو سلام کے بعد وہاں موجود کچھ حضرات نے حضرت کی قدم بوسی کی۔ دور کچھ نجدی کھڑے دیکھ رہے تھے۔ ان سے ایک پولس مین نے پوچھا یہ کون

ہیں؟ تو انہوں نے بتایا یہ وہ ہے جو نجدیوں کو کافر کہتا ہے، پولس والے حضرت کو دیکھ کر آگے بڑھے مگر ان کے جلال کو دیکھ کر الٹے پیر لوٹ گئے اور وہاں سے کھسک گئے۔

اس واقعہ کی دوسری شب کو نماز عشا کے بعد حرم شریف کے کچھ خدام نے حضرت سے شرف بیعت حاصل کی ،اس کے بعد حضرت مواجہہ شریف میں مشغول صلوٰۃ وسلام ہو گئے۔

آخر میں حضرت نے خدام حرم شریف کے ایک خادم سے جھاڑو لیکر درود وسلام کے نذرانے پیش کرتے ہوئے حرم شریف کی مقدس زمین کو جھاڑنا شروع کیا۔

خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینہ کی گلیاں بہارا کروں میں

مدینہ منورہ میں حضرت کے قیام گاہ پر ہر وقت اہل مدینہ اور دوسرے ممالک کے حجاج کرام کا ہجوم رہتا تھا،اہل مدینہ تعویذ کو آیا کرتے تھے۔اس وقت حضرت تمام کام روک کر اور تمام حضرات سے معذرت کر کے صرف اہل مدینہ ہی کا کام کیا کرتے تھے۔

ایک دن حلب کے علمائے کرام حضرت کی ملاقات کو آئے ،حضرت نے انہیں چائے پیش کی تو انہوں نے اس شرط پر چائے پی کہ حضور جوٹھا کر کے تبرک دیں۔حضرت آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا یہ سب اعلیٰ حضرت کا کرم ہے کہ آپ لوگ مجھے اس لائق سمجھتے ہیں۔بعد میں ان حضرات میں سے کچھ مرید ہوئے اور کچھ نے خلافت واجازت حاصل کی۔

حضرت نے اس روز مدینہ منورہ میں محفل میلاد منعقد کی۔اتفاق

سے حضرت سید عبدالمعبود جیلانی قبلہ بھی تشریف لے آئے اور انہوں نے حضرت کو زمزم شریف پیش کیا اور فرمایا جب کوئی اپنے بچہ سے ملتا ہے تو تحفہ پیش کرتا ہے، آپ میرے صاجزادے ہیں، میں آپ کو زمزم شریف نذر کر رہا ہوں۔ حضرت نے ان کا یہ بے بہا تحفہ قبول کرتے ہوئے انہیں مٹھی بھر نوٹ نذر کئے۔ جس میں سے انہوں نے گیارہ روپے حضرت کو پیش کئے اور کچھ ارشاد فرمایا جو کسی کو معلوم نہیں ہو سکا۔

زیارت احد کے بعد مسجد قبلتین میں نماز ظہر ادا کی، وہاں چند نادار بچے حضرت سے چمٹ گئے، حضرت نے ان سے پیار کیا اور پیسے دیئے۔ کسی پاکستانی نے اس وقت یہ کہہ دیا بھگاؤ ان بچوں کو، اس پر حضرت بہت ناراض ہوئے اور فرمایا:

ان ہی کا کھاتے ہو ان ہی پر بگڑتے ہو۔

حضرت نے جنت البقیع کی زیارت کی اور ادباً اندر نہ جا کر باہر ہی سے فاتحہ پڑھی۔ حضرت نے شہر مدینہ منورہ کی تمام مساجد کی زیارت کی۔ مدینہ شریف میں ایک شخص حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سے مرید ہونے کو آیا تو انہوں نے اس کو ڈانٹا کہ شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے طالب ہوتے ہو اور اسے حضرت سے بیعت کرایا۔ مدینہ منورہ میں بہت سارے لوگ حضرت سے مرید ہوئے۔

حضرت نے مدینہ منورہ میں ۲۲ روز قیام کیا جبکہ وہاں قیام کی صرف دس روز کی اجازت تھی واپسی بھی حضرت مفتی اعظم ہند بمبئی سے ناسک، جبلپور، الہ آباد ہوتے ہوئے بریلی تشریف لائے۔[1]

---

[1] عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر، مفتی اعظم ہند، ص ۱۲۹ تا ۱۳۲، مطبوعہ بریلی۔

بریلی شریف آمد اور استقبال:

حضرت مفتی اعظم کی زیارت حرمین شریفین سے واپسی عرس اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے پہلے دن ہوئی اس موقع پر آپ کے استقبال میں بریلی شریف میں عظیم الشان پیمانے پر جلوس نکالا گیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

عرس رضوی

حسب دستور سابق امسال بھی تاجدار اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کا عرس سراپا قدس ۲۳/۲۴/۲۵ صفر المظفر مطابق ۲۰/۲۱/۲۲ اپریل (۱۹۷۱ء) بڑی آن بان وتزک واحتشام سے منایا گیا۔ ملک کے مشہور علماء کرام، شعراء، قراء، حفاظ وعشاق اور ملک کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے ہزاروں سنی مسلمانوں نے حصہ لیا۔

اس سال عرس کی رونق اور دوبالا ہوگئی تھی کیونکہ عرس کے پہلے دن شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ حج بیت اللہ وحرمین طیبین کی زیارت سے واپسی پر بریلی شریف تشریف لائے۔ اس موقع پر ایک استقبالیہ جلوس بھی بریلی جنکشن سے روانہ ہوکر شہر کے مین بازاروں سے گزرتا ہوا جامع مسجد پر ختم ہوا۔ جلوس چونکہ بریلی کی تاریخ میں ۲۲ سال بعد نکلا تھا اسی لئے جلوس میں کافی جوش وخروش تھا۔

عرس میں نعت خوانی، نعتیہ مشاعرہ، تقریری پروگرام، غسل اور قرآن خوانی کے پروگرام منعقد ہوئے۔ ۲۵ صفر المظفر کو دو بجکر ۳۸ منٹ پر قل شریف ہوا۔[1]

---

[1] رپورٹ، ماہنامہ نوری کرن بریلی، ش ۱۴۰، ص ۴، مجریہ جون ۱۹۷۱ء۔

ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں، ہمارا مفتی اعظم، مفتی عالم ہے۔

حضرت مولانا سید محمد حسینی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ رائچور کرناٹک فرماتے ہیں:

آپ (حضور مفتی اعظم) کی شخصیت بڑی انقلابی شخصیت تھی۔ آپ نہ صرف ہندو پاک بلکہ پورے عالم اسلام کے سنیوں کے ایمان وعقیدے کے محافظ تھے۔آپ کے دور میں عالم سنیت کے علماء آپ کی مبارک شخصیت کے گرد جمع تھے۔آپ کے دور میں خدائے تعالیٰ نے بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔ کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت آپ کی ذات سے وابستہ تھی۔ آپ جدھر تشریف لے جاتے انقلاب برپا ہوتا۔ گاؤں کے گاؤں، شہر کے شہر، بستیاں اور علاقے الٹ دیئے جاتے۔ آپ کی شخصیت ایک ایسی مقناطیسی شخصیت تھی کیا عرب، کیا عجم جہاں بھی تشریف لے جاتے علماء ومفکرین ومدبرین سے لیکر عوام تک سب کے سب کھنچے چلے آتے تھے۔ پروانوں کے بیچ مثل شمع جلوہ گر ہوتے تھے۔آپ کے تحقیقی فتوؤں سے بڑی سے بڑی شخصیت میں اختلاف کی مجال نہ تھی۔آپ کا فتویٰ پورے عالم اسلام کے لئے ہوتا تھا۔..

ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں، ہمارا مفتی اعظم، مفتی عالم ہے۔

(سید شاہد علی حسنی، مفتی، حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء ومشائخ، ص ۴۶، مطبوعہ رامپور۔)

عکوس

مآخذ ومراجع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاجدار اہل سنت امام الفقہاء مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری قدس سرہٗ

کے ذاتی خطوط کا ایک مجموعہ

مکتوباتِ مفتی اعظم

﴿مرتب﴾

مولانا سید شاہد علی حسنی نوری رضوی

صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ رامپور شریف

(اھتمام)

ادارہ تحقیقات رضویہ جمالیہ

خانقاہ نوریہ جمالیہ کریمیہ، لال مسجد، یو. پی، انڈیا۔

(۴)

از بریلی

۱۶ر شوال ۷۴ھ

مولانا الاعز الاکرم الاسعد الارشد الفاضل الکامل الاوحد المولوی سردار احمد سلمہ الصمد

ادام فیوضہ الی الابد

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ

بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہوں، طالب عوافی مزاج آں عزیز گرامی قدر آپ کے محبت نامے کبھی کبھی آئے اور میں جواب نہ دے سکا۔ اپنی حالت کیا کہوں..... دعائے اصلاح حال وصلاح وفلاح دارین فرماتے رہیں۔ عزیزی مولانا ابراہیم صاحب خوشتر نے واپسی کی بہت جلدی کی۔ چند ہی روز رہے۔ کئی روز سے روز جانے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ مدرسہ کھل گیا۔ آپ کے مدرسہ اور خدمات دینی کا حال ہر آنے والے سے معلوم ہوتا رہا۔ ماشاء اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے فیض کو اور زیادہ سے زیادہ کرے اور دارین کی نعمتوں، برکتوں سے آپ کو مالا مال فرمائے اور بہت بہت ترقیاں ہر قسم کی دینی ودنیوی نصیب فرمائے۔ آپ کی خدمات دینی کو شرف قبول بخشے اور بیش از بیش توفیق خیر دے اور آپ کو اس فقیر حقیر گناہ گار، عصیاں کار کے لئے سرمایۂ نجات بنائے۔ آپ کی دینی خدمات سن سن کر دل باغ باغ ہے۔

چند رسائل مولانا خوشتر صاحب نے سارے رسائل دیکھ کر انتخاب کئے پھر نعمانی میاں کو سات رسالے دے دیئے۔ باقی اپنے پاس رکھے ہیں، جو آپ کی خدمت میں حاضر کریں گے۔ "النور و البہا" سے سند میں تفصیل بڑھانا ہے۔ وہ سند جو مکہ معظمہ میں مولانا سید محمد مغربی صدر المدرسین مدرسہ کو دی گئی تھی، انھوں نے نقل کر لی ہے۔ "النور و البھا فی اسانید الحدیث و سلاسل الاولیاء" اگر اس وقت وہ مل سکا تو تفصیل بڑھا دی جائے گی۔ ورنہ پھر بعد تلاش حاضر کر دی جائے گی۔

شجرے چھپے اور ختم ہو گئے۔ اب جو شجرہ چھپا ہے وہ ۱۶ ر صفحہ تک چھپا ہوا ہے، ایک کاپی چھپنے کو ہے۔ ۱۶ ر صفحات تک کے چند نسخے ان کے ہاتھ بھیجتا ہوں۔

آپ کی ملاقات کو میرا ہی نہیں، یہاں بہت لوگوں کا دل ایسا ہی چاہتا ہے کہ جیسے آپ کا، مگر فوٹو کی لعنت کے سبب نہ آپ ہی آ سکتے ہیں، نہ میں ہی۔ میں تو تیسرے حج کے لئے اسی فوٹو کی پابندی کی بنا پر نہ جا سکا۔

رسالہ "عمدة البیان فی حرمة کوشان" جو عربی میں، میں نے بہت عرصہ ہوا لکھا تھا۔ وہ بھی خوشتر صاحب لا رہے ہیں۔ مولانا حافظ تیجانی مصری جنھوں نے مدینہ میں مجھ سے "اصطفےٰ منزل" میں جب کہ مجلس میلاد شریف ہو رہی تھی اور وہ بوڑھے شامی جن کا نام نامی غالباً مولانا عبدالوہاب صلاحی تھا، پڑھ رہے تھے، اجازت لی تھی یہ فرماتے ہوئے ولوشفاهاً پھر میں نے انھیں زبانی اجازت دی تھی۔ کہ تیار کردہ سوال پر جو مولوی عبدالعلیم صاحب اور غلام بھیک نیرنگ اور بجنور سے کسی صاحب نے بھیجا تھا۔ جس پر اس زمانۂ شر وفساد وفتن میں بحولہٖ تعالیٰ وعونہٖ یہ رسالہ "عمدة البیان" تیار ہوا تھا جسے آپ دیکھ چکے ہیں۔ مولانا حافظ تیجانی دوسرے حج میں ملے، اسی کا خطبہ منضم لغوی مع نصوص قرآن وحدیث سن کر بے ساختہ فرمایا: والله هذا الهام۔ اور فوراً ہی رسالہ کی نقل کی درخواست فرمائی۔ اس وقت مولانا عبدالرشید میاں صاحب ناگپوری موجود تھے۔ میں نے ان سے کہا وعدہ کیا۔ زمانہ قیام مکہ میں کسی مولانا حافظ تیجانی اس کے نقل کے تقاضے مجھ پر، میں مولوی عبدالرشید میاں صاحب پر کرتا رہا۔

یہاں تک کہ مدینہ طیبہ حاضری کا وقت آیا۔ مولانا التیجانی صاحب تشریف لائے اور ان کے سامنے مولوی عبدالرشید میاں صاحب نے وعدہ کیا کہ مدینہ منورہ پہنچ کر ضرور نقل کر دوں گا۔ وہاں حاضری کے بعد بھی وہ نقل نہ کر سکے۔ تو مولانا ضیاء الدین صاحب کی معرفت جاورے کے محمد نور صاحب سے نقل کرایا۔ اس میں اتنی تاخیر ہو گئی

کہ مولانا حافظ التیجانی کی واپسی کا وقت آ گیا۔ مدینہ طیبہ میں کئی بار وہ تشریف لائے۔
چلتے وقت بہت تاکید کر گئے۔ جب نقل کامل ہوگئی تو میں نے بغرض حفاظت ساجد
میاں کے پاس رکھوادی۔ اس خیال سے کہ یہاں سے اگر مصر بھیجا گیا تو سنسر ہوگا اور
رسالہ وہاں کے بجائے .... خیال یہ تھا کہ جہاز سے بھیج دوں گا۔ مگر بمبئی پہنچ کر
معلوم ہوا کہ وہ نقل ساجد میاں کے ہینڈ بیگ میں تھی اور اس میں ان کا سامان تھا جس
میں کوئی مرہم بھی تھا جس کی وجہ سے نقل خراب ہوگئی۔ پھر مکہ معظمہ حاضر ہوکر میں نے
اپنے ہاتھ سے شروع کی جو جہاز میں بمبئی کے قریب پہنچنے پر ختم ہوئی۔ ممبئی پہنچ کر میں
نے مقابلہ کے لئے مولانا سعد اللہ صاحب مکی کو دونوں اصل و نقل دے دی۔ بمبئی میں
مجھے موقع ان کے دیکھنے کا نہ ملا۔ اب جب تیار ہوگیا وہ رسالہ نقل ہوکر تو مجھے مولانا
حافظ تیجانی صاحب کا پتہ یاد نہ رہا اور وظیفہ کی کتاب میں وہ خود لکھ گئے تھے، وہ بھی
بھول گیا۔ بریلی پہنچنے کے بعد وہ کتاب بھی عرصہ دراز تک گمی رہی۔ اب کوئی سال بھر
ہوا، ملی تو اس میں ان کا پتہ پایا مگر اتنے عرصہ کے بعد اب مجھے وہ انھیں بھیجتے، خط لکھتے
شرم آتی ہے۔ اور اب کوشان ختم سا ہوگیا ہے۔ اس رسالہ کا اس کے لئے چھپنے کا تو اب
کوئی وقت نہیں معلوم ہوتا۔ ہاں اس میں اور باتیں ایسی لکھنا کہ اس رسالہ پر اگر علما
مصر وشام وعرب کے دستخط ہو جائیں، جیسا کہ حافظ تیجانی نے سوال تیار کرتے وقت
ہی فرمایا تھا۔ اور چھپے تو وہابیہ ملاعنہ کے لئے ایک نئی چیز اور بہت گھراگھاؤ کرنے والی
ہوگی۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مولانا حافظ تیجانی صاحب کو خط لکھیں جس میں میرا
بہت بہت سلام اور یہ معذرت لکھ دیں اور اس کے طبع کی طرف توجہ دلائیں۔ بعدِ
استحصال دستخط مصریین وشامیین۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے حاشیہ شامی جد الممتار کی نسبت بھی لکھیں کہ وہاں طبع
کرادیں۔ اور یہ صورت ہو تو بہت بہتر ہو کہ خود حاشیہ شامی چھپ رہا ہو، اس پر چھپ
جائے۔ علامہ تیجانی کا پتہ یہ ہے:

مصر شارع المغر بین عقفہ الدالی حسین نمبر ۹۔ علامہ محمد الحافظ تیجانی

مولیٰ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے آپ کو بری کیا اور مخالفوں کو مغلوب و مقہور۔ کریم عز وجل جلالہٗ ہمیشہ آپ کو مظفر و منصور رکھے۔ فکر تھی دفع ہوئی۔ آپ خود تشریف لا کر یہاں کے بچوں کو پڑھائیں، بالخیر خدا ایسا موقع عطا فرمائے۔ میں تو پاکستان کسی کو جانے کی رائے نہیں دیتا، خصوصاً اس حالت میں کہ فوٹو کی لعنت موجود ہے۔ مولانا حسنین میاں صاحب کو آپ کا خط انشاء اللہ تعالیٰ دکھا دونگا۔ مولیٰ کریم جل جلالہٗ آپ کو صحت وقوت کے ساتھ بیش از بیش خدمتِ ملت کی توفیق بخشتا رہے۔ آپ کے فیض کو اتم فرمائے اور تا قیامت جاری رکھے۔ آمین!

مولانا خوشتر سلمہٗ میں آپ کی صحبت بابرکت سے ہر طرح نمایاں فرق ہے۔ یہاں تقریر سے بھی بہت لوگ محظوظ ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی برکات سے انھیں ان کی آرزو سے زیادہ متمتع فرمائے۔ یہ ایک ہفتہ سے جانے کے لئے مضطر ہیں اور جانا جانا کرتے ہیں۔ لوگوں کو اجازت کے لئے سفارشی لاتے ہیں۔ انھیں اسباق کم ہونے کی فکر ہے۔ میں نے کہا بھی کہ میں مولانا کو لکھ دوں گا، جتنے سبق ناغہ ہوں گے وہ آپ کو بڑھا دیں گے۔ مگر ان کی آپ کے ساتھ عقیدت ومحبت ان کا راسخ دل لائل پور کی جانب کھینچتی رہی۔ بالآخر آج مجھے اجازت دینا پڑی۔

والسلام
مصطفیٰ رضا قادری عفی عنہ
۱۹؍ شول ۷۴ھ

(۵)

۹۲/۸۶ء

عزیز اسعد اسعد الارشد مولانا محمد سردار احمد سلمہٗ ابر الاحد الصمد
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بنام حضرت مولانا مفتی محمد غلام سرور صاحب رضوی

ایم.اے. اسلامک لاء بہاول پور یونیورسٹی

(۱)

(سیدی وسندی، مولائی ومرشدی، وسیلۂ نجاتی، قبلہ وکعبہ، امام اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت العلامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں دامت برکاتہم کی خدمت میں فقیر نے عریضہ لکھا کہ آپ اس فقیر کو اعلیٰ حضرت کے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل فرما کر اس سلسلۂ عالیہ میں اجازت بیعت واجازت حدیث وجمیع معمولات واوراد اعلیٰ حضرت عطا فرمائیں۔ نیز حضور پاکستان تشریف لائیں، دیوبندیوں کے مولوی وہاں سے آتے رہتے ہیں۔ مگر آپ کرم نہیں فرماتے۔ پاکستان کے علما کا مقدر چمک اٹھے گا۔ تو مفتی اعظم ہند قبلہ نے جو اپنے دست کرم سے جواب عنایت فرمایا۔ وہ ملاحظہ فرمائیں اور اس میں تصویر کے بارے میں جو ارشاد فرمایا اسے بھی پڑھیں۔)

محترم ومکرم جناب مولانا محمد غلام سرور زید کرمہٗ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ مولیٰ عزوجل آپ کو مع الخیر والعافیہ رکھے، آپ کو برکاتِ دارین سے نوازے، آپ کی خدمتِ دینیہ قبول فرمائے اور مزید توفیق دے۔ آپ کا خط پڑھ کر آپ کی خدماتِ دینیہ کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی۔ من آنم کہ من دانم۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی نسبت سے مجھے لوگ جانے کیا کیا سمجھتے ہیں۔ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے اجازت بخش دی ہے۔ اس لئے جب کوئی طلب کرتا ہے، اجازت دے دیتا ہوں۔ داخل سلسلہ کر لیتا ہوں۔ آپ نے

اعلیٰ حضرت کے ساتھ محبت وعقیدت کی بنا پر مجھ سے اجازت طلب کی ہے، اجازت دیتا ہوں۔ حدیث کی بھی اور سلسلۂ قادریہ، رضویہ، نوریہ کی بھی اور مجموعہ اعمال کی بھی۔ علیٰ برکة الله تعالیٰ ثم علی برکة رسوله اعلیٰ جل و علا وصلی الله تعالیٰ علیه و اٰله و صحبه و بارك وسلم۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو برکات سلسلہ سے مستفید و مشرف فرمائے۔ آپ کو اور زیادہ علم نافع عطا کرے اور عملِ صالح کی اور زیادہ توفیق بخشے۔ آپ سے مخلوق خدا کو بہت نفع دینی و دنیوی پہنچے۔ آمین! آپ کو سرچشمہ فیض بنائے۔ آمین! اپنی خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ فوٹو کی لعنت کے سبب میں پاکستان نہیں آسکتا۔

دعا کیجئے کہ مولیٰ تعالیٰ جلد ترجح و زیارت کی دولت نصیب فرمائے اور قبول فرمائے اور کراچی کی طرف سے جہاز جائے تو آپ صاحبان سے ملاقات کی مسرت حاصل ہو۔

فقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری غفرلہٗ
یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ (از بریلی)

[1] محمد غلام سرور قادری، مفتی، الشاہ احمد رضا، ص ۹۲-۹۳، مطبوعہ رامپور۔

حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کی حج بیت اللہ کو روانگی

تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت عظیم البرکت ۱۱ر جنوری ۱۹۷۱ء کو بریلی شریف سے حج کے لیے روانہ ہو گئے۔

شہر بریلی و دور دور سے آئے ہوئے سنی مسلمان . . . فضا میں درود و سلام کے نغمے بکھیرتے ہوئے اور نعرۂ تکبیر و رسالت، نعرۂ غوثیہ و رضویہ اور تاجدارِ اہلسنت زندہ باد کے نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے جھرمٹ میں حضور مفتیٔ اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کو لیئے ہوئے جنکشن پہونچے، ایک عجیب عالم تھا، آنکھیں اشکبار تھیں، دل مسرور و شاداب تھے۔

دنیائے سنیت کے آقا، آقائے دوجہاں کی بارگاہ میں حاضر ہونے جا رہے ہیں، غلام یہاں آس لگائے بیٹھے ہیں۔

بمبئی کی اطلاع کے مطابق جہاز کی روانگی ۲۳ جنوری ۱۹۷۱ء کو ہے حضرت سیدی و مخدومی مفتیٔ اعظم ہند قبلہ کا یہ تیسرا حج ہے اور حضور بغیر فوٹو کے پاسپورٹ پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ہماری آرزو یہی ہے کہ سرکار سرکارِ دوجہاں کے دربار میں حاضری دیکر بامراد و کامراں واپس لوٹیں اور اپنے دامن میں سمیٹے دیارِ حرم کے فیوض و برکات جو لیکر آئیں اس کے تبرک سے ہم غلام بھی نیاز حاصل کرسکیں

اصلاح تقویۃ الایمان حصہ اول چھپ کر آگیا ہے قیمت 50-1

میں ڈوب کر اس عید اکبر کو منائیں تو کیا زندگی ملتی ہے ایسی زندگی جس کے ایک ایک لمحے کو حیات نو اور حیاتِ جاوداں مل جائے۔

ہم سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف ہر سال مناتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ قبلۂ دین و کعبہ ایمان حضرت محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف کیونکر عطا ہوا کہ تمام مسلمان ان کی گیارہویں شریف منائیں اسی طفیل میں انھیں یہ شرف عطا ہوا ہے کہ وہ سنت رسول اور پیغام نبوتی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سچے عشق و اطاعت کے ساتھ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرتے تھے۔ تو اگر آج ہم بھی اسی انداز میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گیارہویں شریف منائیں تو کیا معنی کہ ہمیں سرفرازی و کامرانی ...... نصیب نہ ہو، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لاڈلے غوث الوریٰ رضی المولیٰ تعالےٰ کے صدقے میں ...... ان کے غلاموں کو ہر دور میں دنیا میں شرف آقائی کیوں نہ حاصل ہو لیکن افسوس ہم میں جذبۂ ایوبی و غزنوی نہیں، عالمگیری جذبۂ ایمان نہیں۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی سوائے ابلیس دنیا کی ساری مخلوق مناتی ہے آج بھی کچھ ایسے ہیں جو بارہویں شریف اور گیارہویں شریف منانے کو شرک و بدعت بتاتے ہیں، ظاہر ہے سوائے ابلیسی جماعت کے یا دیو کے بندوں کے ایسا کون کہہ سکتا ہے۔

کچھ ایسوں نے بھی جنم لیا ہے جو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کو کنہیا کا جنم منانا کہتے ہیں ان میں کچھ تو جہنم رسید ہو چکے اور کچھ کی اولاد میں باقی ہیں جو مومن کے ہر فعل و عمل پر جل بھن اٹھتی ہیں تو جلا کریں، انھیں تو وہاں بھی جلنا ہی ہے۔ ہمیں وہاں بھی عید منانی ہے۔ اے کاش کہ ہم اس شعر کے مصداق بنجائیں

جشن تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

عرس رضوی

حسب دستور سابق امسال بھی تاجدار اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کا عرس سراپا قدس ۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر المظفر مطابق ۲۰، ۲۱، ۲۲ اپریل بڑی آن بان و تزک و احتشام سے منایا گیا۔ ملک کے مشہور علماء کرام، شعراء، قراء حفاظ و عشاق اور ملک کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے ہزاروں سنی مسلمانوں نے حصہ لیا۔

اس سال عرس کی رونق اور دوبالا ہو گئی تھی کیونکہ عرس کے پہلے دن شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ حج بیت اللہ و حرمین طیبین کی زیارت سے واپسی پر بریلی شریف تشریف لائے۔ اس موقع پر ایک استقبالیہ جلوس بھی بریلی جنکشن سے روانہ ہو کر شہر کے مین بازاروں سے گزرتا ہوا جامع مسجد پر ختم ہوا۔ جلوس چونکہ بریلی کی تاریخ میں ۲۲ سال بعد نکلا تھا اسی لیے جلوس میں کافی جوش و خروش تھا۔

عرس میں نعت خوانی، نعتیہ مشاعرہ، تقریری پروگرام، غسل اور قرآن خوانی کے پروگرام منعقد ہوئے۔ ۲۵ صفر المظفر کو دو بجکر ۳۸ منٹ پر قل شریف ہوا۔

شکایتی خط میں نمبر خریداری کا حوالہ ضرور تحریر کریں

مآخذ و مراجع

(۱) قرآن کریم

(۲) کنز الایمان

(۳) تفاسیر

۱- تفسیر کبیر (ج ۳)

۲- تفسیر ابن جریر

(۴) حدیث

۱- مشکوٰۃ شریف

(۵) شروحات حدیث

۱- نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری شریف (ج ۴)

(۶) کتب فقہ

۱- در مختار (ج ۳)

۲- ردالمحتار (ج ۳)

۳- غنیۃ شرح منیہ

(۷) متفرق کتب

۱- محدث اعظم پاکستان (ج ۱)

۲- محدث اعظم پاکستان (ج ۲)

۳- مقالات شارح بخاری (ج ۳)

۴- تاریخ ساز شخصیات

۵- تذکرہ علمائے اہل سنت (مطبوعہ پٹنہ)

۶- کرامات حضور مفتی اعظم ہند

۷- جہان مفتی اعظم

۸- انوار مفتی اعظم

۹- ضمیمہ مفتی اعظم ہند

۱۰- مفتی اعظم، مفتی اعظم کیوں؟

۱۱- سوانح پاک مفتی اعظم

۱۲- جادہ ومنزل

۱۳- مفتی اعظم ہند

۱۴- حیات مفتی اعظم حصہ اول

۱۵- فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ حیات وخدمات

۱۶- سامان بخشش

۱۷- تجلیات حضور مفتی اعظم ہند

۱۸- حیات مبارکہ مفتی اعظم

۱۹- حافظ ملت کے افکار وکارنامے

۲۰- مفتی اعظم ہند (مطبوعہ کراچی)

۲۱- فقیہ اسلام

۲۲- حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء ومشائخ

(۸) مقالات

۱- شہید حجاز از علامہ ارشد القادری

۲- مفتی اعظم اپنے فضل وکمال کے آئینہ میں از شارح بخاری

۳- مفتی اعظم کے آخری سفر حج وزیارت کے کچھ روح پرور واقعات

ومشاہدات از مولانا محمود احمد رفاقتی

۴- حضرت مفتی اعظم اور علمائے عرب از مولانا افتخار احمد مصباحی

(۹) ماہنامہ رسائل

۱- ماہنامہ نوری کرن بریلی، مجریہ فروری ۱۹۷۱ء

۲- ماہنامہ نوری کرن بریلی، مجریہ مارچ ۱۹۷۱ء

۳- ماہنامہ نوری کرن بریلی، مجریہ جون ۱۹۷۱ء

۴- ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، مجریہ ستمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۹۰ء

۵- ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، (مفتی اعظم نمبر)، مجریہ اگست ۱۹۹۸ء۔

۶- ماہنامہ سنی دنیا بریلی، مجریہ نومبر ۱۹۹۱ء

۷- ماہنامہ سنی دنیا بریلی، مجریہ فروری ۱۹۹۷ء

۸- ماہنامہ استقامت کانپور کا مفتی اعظم نمبر، مجریہ مئی ۱۹۸۳ء

۹- ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور (صدر الشریعہ نمبر) مجریہ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۵ء

(۱۰) اخبارات

۱- ہفت روزہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور، مجریہ ۱۵؍اکتوبر ۱۹۴۵ء۔

۲- ہفت روزہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور، مجریہ ۳۱؍دسمبر ۱۹۴۵ء۔

۳- ہفت روزہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور، مجریہ ۱۵؍فروری ۱۹۴۶ء۔

۴- ہفت روزہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور، مجریہ ۲۸؍فروری ۱۹۴۶ء۔

۵- ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، مجریہ ۲۸-۲۱؍اکتوبر ۱۹۴۵ء۔

۶- ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، مجریہ ۲۸-۲۱؍اکتوبر ۱۹۴۵ء۔

۷- ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، مجریہ ۲۱؍نومبر ۱۹۴۵ء۔

۸- ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، مجریہ ۲۸؍نومبر ۱۹۴۵ء۔

۹- پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ (مفتی اعظم نمبر) مجریہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۸۱ء۔

☆☆☆☆☆

(۱۱) مکاتیب

۱- مکتوب مفتی اعظم بنام محمد اعظم پاکستان، محررہ ۱۹؍شوال المکرّم ۱۳۷۴ھ

۲- مکتوب مفتی اعظم بنام مفتی غلام سرور قادری، محررہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

۱- مکتوبات مفتی اعظم (قلمی) از مرتبہ فقیر نوری غفرلہٗ القوی

۲- مکاتیب ملک العلماء از مرتبہ پروفیسر مختار الدین آرزو

(۱۲) روایات

۱- حضرت مولانا الحاج خالد علی خاں رضوی قدس سرہٗ (م ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ/ جنوری ۲۰۰۶ء) مہتمم دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف۔

۲- جناب الحاج محمود علی شمسی رضوی حامدی بہیڑوی۔ زیدا خلاصہ

(۱۳) سندات

۱- الاجازات النوریه لعلماء الحجاز والهندوباکستان وسوریه، از مرتبہ فقیر نوری غفرلہٗ۔

☆☆☆☆☆